بفضلہ تعالیٰ

بمن توفیق خالق تبہار و خزان دستور العمل فلاح دو جہان

یعنے کتاب

بوستان

بار چہارم

حسب منشای خواجہ قطب الدین احمد صاحب مالک مطبع نامی

بماہ محرم الحرام ۱۳۱۳ ہجری قدسی مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۵ ع

در مطبع نامی لکھنؤ طبع گردید

نمبر ۱۹۲۹

اشتہارات

گلستان جلی قلم سعدی رحمہ اللہ

یہ کتاب اخلاق مین اپنی آپ نظیر ہی قیمت فی جلد ۵ر محصول ڈاک ۱ر

گلستان مترجم مع حواشی اردو

لکھنؤ کی محاورہ کے موافق ترجمہ کیا گیا ہی حاشیہ پر اردو زبان مین مسلسل ترجمہ مع خلاصہ مطالب کے لکھا ہی قیمت فی جلد ۰۶ر محصول ڈاک ۱ر

دیوان غنی مع فرہنگ

اس سے قبل اسقدر واضح یہ دیوان کسی اور مطبع مین طبع نہین ہوا ہی خصوصاً فرہنگ نے اور بھی اسی ہر ہفت کر دیا قیمت فی جلد ۰۴ر محصول ڈاک ۱ر

مفید نامہ

یہ کتاب لڑکون کی تعلیم کے واسطے بہت مفید ہی قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک ۰ر

عطر بہار

یہ کتاب بہار دانش کا خلاصہ ہے قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک ۰ر

چہار گلزار

یہ کتاب فارسی قواعد مین لڑکون کیواسطے نہایت مفید ہی قیمت فی جلد ۱۲ر محصول ڈاک ۰ر

مثنوی شاہ بوعلی قلندر مترجم

اس کتاب کا ترجمہ بھی اچھا ہی قیمت فی جلد ۱۰ر محصول ڈاک ۰ر

اشرف اللغات

اس مبسوط لغت کو دو جلدون اور فی صفحہ تین کالمون مین مطبع نامی لکھنؤ نے طبع کیا ہی تخمیناً پچیس ہزار لغات اور اصطلاحات عربی فارسی اردو ترکی یونانی وغیرہ کے معنے اردو زبان مین لکھے گئے ہین قیمت فی جلد عمدہ محصول ڈاک ۳ر

عروض سیفی محشی

علم عروض مین یہ کتاب بڑی مستند مانی جاتی ہے قیمت فی جلد ۱۰ر محصول ڈاک ۰ر

یوسف زلیخا جلی قلم

یہ مثنوی حضرت عبد الرحمن جامی کی یادگار ہی قیمت فی جلد ۸ر محصول ڈاک ۱۰ر

دیوان حافظ جلی قلم

اگرچہ یہ متبرک دیوان صدہا بار طبع ہو چکا ہی مگر ایکبار مطبع نامی نے سواے جدید تحشی کے فرہنگ بھی بڑھادی ہے قیمت فی جلد ۱۳ر محصول ڈاک ۲ر

پند نامہ حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ

یہ مشہور کتاب اخلاق مین ہی قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک ۰ر

تحفۃ الامانی

یہ کتاب فارسی مین نہایت معتبر ہی [illegible] فی جلد ۰ر محصول ڈاک ۰ر

انشاء خلیفہ

لڑکون کی تعلیم خطوط نویسی کے واسطے نہایت مفید انشا ہی قیمت فی جلد ۳ر محصول ڈاک ۰ر

انشاء فائق

یہ مشہور انشا ہی قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۰ر

اصول فارسی

یہ کتاب مبتدیون کے واسطے مثل آمد نامہ کے ضروری ہی قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۰ر

نسخہ تعلیمیہ

بچون کی تعلیم کے واسطے نہایت مفید فارسی زبان مین چھوٹے چھوٹے جملے لکھے ہین قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۰ر

خوشحال الصبیان

مثل خالق باری کے علم لغت مین یہ کتاب ہی قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۰ر

بسم الله الرحمن الرحیم نصلی علی رسوله الکریم

بیمن توفیق خالق بہار و خزان دستور العمل فلاح دو جہان یعنی کتاب

بوستان

۱۲۹۵ھ

باہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد بار چہارم ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ

در مطبع نالکشور واقع کانپور طبع شد

۱۴ جنوری
اورنگ

بسم الله الرحمن الرحیم

بنام جهاندار جان آفرین
حکیم سخن در زبان آفرین

خداوند بخشنده دستگیر
کریم خطابخش پوزش پذیر

غزنی که هرکه از درش سر تافت
بهر در که شد هیچ عزت نیافت

سر پادشاهان گردن فراز
بدرگاه او بر زمین نیاز

نه گردن کشان را بگیرد بقهر
نه عذر آوران را براند بجور

وگر خشم گیرد بکردار زشت
چو باز آمدی ما جرا در نوشت

اگر با پدر جنگ جوید کسی
پدر بیگمان خشم گیرد بسی

وگر خویش راضی نباشد ز خویش
چو بیگانگان شرمش براند ز پیش

وگر بنده چابک نیاید بکار
غریزش ندارد خداوند گار

وگر بر رفیقان نباشد شفیق
بفرسنگ بگریزد از وی رفیق

وگر ترک خدمت کند لشکری
شود شاه لشکر کش از وی بری

ولیکن خداوند بالا و پست
بعصیان در رزق بر کس نبست
بالکسر نافرمانی کردن ۱۲
دو کونش یکے قطرہ در بحر علم
آسمان فرزند ۱۲
گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
ادیم زمین سفرہ عام اوست
چہ دشمن برین خوان یغما چہ دوست
اضافت تشبیہی ۱۲
کاف ۱۲
اگر بر جفا پیشہ بستافتے
کہ از دست قہرش امان یافتی
استفہامیہ یعنی کدام کس ۱۲
بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
غنی ملکش از طاعت جن و انس
لفظ مرکب یعنی ظالم یا پیشہ حقہ ۱۲
عبادت و فرمانبرداری ۱۲
پرستار امرش ہمہ چیز و کس
بی آدم و مرغ و مور و مگس
مخالف ۱۲
چنان پہن خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
بیان ۱۲
لطیف کرم گستر کارساز
کہ دارای خلقست و دانای راز
فراخ ۱۲
دارندہ ۱۲
مرا در ارسد کبریا و منے
کہ ملکش قدیمست و ذاتش غنی
سزد ۱۲
خودسر بزرگ گردن فرازنده ۱۲ ق
دیرینہ ۱۲
یکی را بر بندد تاج بخت
یکی را بخاک اندر آرد ز تخت
زائد ۱۲
کلاہ سعادت یکی بر سرش
گلیم شقاوت یکی در برش
تاج ۱۲
گلستان کند آتشی بر خلیل
گروہی بآتش بر و زاب نیل
بالفتح بدبختی ۱۲
گر آنست منشور احسان اوست
وگر نیست توقیع فرمان اوست
گلستان کردن ۱۲ فرمان ۱۲
پسندیدہ بیند عملہای بد
ہمو پردہ پوشد بآلای خود
بالش بر دن ۱۲
بہ بندد اگر بر کشد تیغ حکم
بمانند گرد بیابان صنم و بیم
برای ترسانیدن ۱۲
وگر دردہد یک صلای کرم
ز غایت ہول و ہراس ۱۲
عزازیل گوید نصیبے برم
آواز خواندن لشکر ۱۲
نامہای ناسہای شیطان ۱۲
بدرگاہ لطف و بزرگیش بر
بزرگان نہادہ بزرگی ز سر
صیغہ مبالغہ است برای تفضیل ۱۲
حصہ گرہ ۱۲
آلائی جمع الی بالفتح و الکسر و القصر یعنی نیکوئی و نعمت و در نسخہ بہ سبعے اول ۱۲ اہبار لفظ خود بواو معدولہ است لہذا قافیہ آن بلفظ

فرو ماندگان را بر حمت قریب ۱۲ — تضرع کنان را بدعوت مجیب ۱۲

بر احوال نابوده علمش بصیر ۱۲ — بآسرار ناگفته لطفش خبیر ۱۲

بقدرت نگهدار بالا و شیب — خداوند دیوان روز حسیب

نه مستغنی از طاعتش پشت کس — نه بر حرف او جای انگشت کس

قدیمی نکو کار نیکی پسند — بکلک قضا در رحم نقشبند

ز مشرق بمغرب مه و آفتاب — روان کرد و گستر دیگیتی بر آب

زمین از تب لرزه آمد ستوه — فرو کوفت بر دامنش میخ کوه

دهد نطفه را صورتی چون پری — که کرد ست بر آب صورتگری

نهد لعل و فیروزه در صلب سنگ — گل لعل در شاخ پیروزه رنگ

ز ابر افشاند قطره سوی یتیم — ز صلب آورد نطفه در شکم

ازان قطره لولوی لالا کند — وزین صورتی سرو بالا کند

برو علم یک ذره پوشیده نیست — که پیدا و پنهان نزدش یکیست

مهیا کن روزی مار و مور — وگر چند بیدست و پایند و زور

بامرش وجود از عدم نقش بست — که داند جزا و کزین از نیست هست

وگر ذره بکتم عدم در برد — وزانجا بصحرای محشر برد

جهان متفق بر الهیتش — فرو مانده در کنه ماهیتش

بشر ماورای جلالش نیافت — بصر منتهای جمالش نیافت

---

۱۲ عاجزان ۱۲ بی سبیه ۱۲ مبتدا ۱۲ خبر ۱۲ آسمان زمین کس ۱۲ بی پرده ۱۲ کنایه از ذات ۱۲ بهمه طرف ۱۲ ثابت در جمیع ۱۲ آب سخی مروارید قطر ۱۲ گوهر ریست سرخ قیمتی ۱۲ ابر نیسان ۱۲ روشن و درخشنده ۱۲ فاعل ۱۲ بار دیگر ۱۲ اتفاق و اجماع کنندهٔ ۱۲ بوجود و بودن اول ۱۲ صفات باطنی ۱۲ صفات ظاهری ۱۲ نهایت ۱۲

---

۱ قال الله تعالی ۲ ملک عبادی من فی فانی ۳ قریب اجیب دعوة الداع ۴ اولوا دوران الالباب ۵ قال الله تعالی ۶ خرجا کثیرا و نساء ۷ ثانی نیوان الاثنین ۸ آنچنان که از خطاب و جناب ۹ حکمت خاصه خود پرور ۱۰ مشرق معروف که خلق ۱۱ بیچارگی خلق را نظم ۱۲ از مشرق بمغرب رود ۱۳ بمسند دوم و قائم میگذرد ۱۴ از مشرق تا بمغرب ۱۵ قال الله تعالی ۱۶ قبل یا ساء ماء ابلعی ۱۷ تب بیاساء موعده ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

نه براوج ذاتش پر مرغ وهم را
نه در ذیل وصفش رسد دست فهم

درین ورطه کشتی فرو شد هزار
که پیدا نشد تخته بر کنار

چه شبها نشستم درین سیر گم
که دهشت گرفت آستینم که قم

محیط است علم ملک بر بسیط
قیاس تو بروی نگردد محیط

نه ادراک در کنه ذاتش رسد
نه فکرت بغور صفاتش رسد

توان در بلاغت بسحبان رسید
نه در کنه بیچون سبحان رسید

که خاصان درین ره فرس رانده اند
بلا احصی از تگ فرو مانده اند

نه هر جای مرکب توان تاختن
که جا ها سپر باید انداختن

وگر سالکی محرم راز گشت
بسی ندبروی دربار گشت

کسی را درین بزم ساغر دهند
که داروی بیهوشیش در دهند

یکی بار را دیده بر دوخته است
یکی دیدها بازو پر سوخته است

کسی ره سوی گنج قارون نبرد
وگر بر دره باز بیرون نبرد

بمردم درین موج دریای خون
کز و کس نبرد دست کشتی برون

اگر طالبی که این زمین سر طی کنم
نخست اسپ باز آمدن پی کنم

تامل درآیینه دل کنی
صفائی بتدریج حاصل کنی

مگر بوی از عشق مستت کند
طلبگار عهد الستت کند

بپای طلب ره بدنجا بری
وز انجا ببال محبت پری

بدر دیقین پرده های خیال
نماند سراپرده الا جلال

دگر مرکب عقل را پویه نیست
عنانش بگیرد تحیر که بایست

درین بحر جز مرد داعی نرفت
گم آن شد که دنبال داعی نرفت

کسانیکه زین راه برگشته اند
برفتند بسیار و سرگشته اند

خلاف پیمبر کسی ره گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید

بپندار سعدی که راه صفا
توان رفت جز بر پی مصطفا

در نعت سرور کائنات علیه افضل الصلوات

کریم السجایا جمیل الشیم
نبی البرایا شفیع الامم

امام رسل پیشوای سبیل
امین خدا مهبط جبرئیل

شفیع الوری خواجهٔ بعث و نشر
امام الهدی صدر دیوان حشر

کلیمی که چرخ فلک طور اوست
همه نورها پرتو نور اوست

مسیحی که ناگرده قرآن درست
کتب خانهٔ چند ملت بشست

چو عزمش برآهیخت شمشیر بیم
بجز میان قمر دو نیم

چو صیتش در افواه دنیا فتاد
تزلزل در ایوان کسری فتاد

بلا قامت لات بشکست خرد
نه از لات و عزی برآورد گرد

دیباچه

بزرگی را پرسیدند که فلان را چه کم است که پادشاه نیست و ملک ندارد گفت همه چیز دارد الا دشمن که دشمن ندارد و این بزرگ است که دشمن ندارد و دشمن ندارد الا که دشمن خدا ندارد و دشمن خدا ندارد الا که خدا دوست دارد و خدا دوست ندارد الا که خدا ترس دارد و خدا ترس ندارد الا که خدا شناس دارد و خدا شناس ندارد الا که خدا را بیند و خدا را بیند الا که خدا را بخواهد و خدا را بخواهد الا که خدا را بجوید و خدا را بجوید الا که خدا را بیابد و خدا را بیابد الا که خدا را بشناسد و خدا را بشناسد الا که خدا را بداند و خدا را بداند الا که خدا را بخواند و خدا را بخواند الا که خدا را بیاد دارد و خدا را بیاد دارد الا که خدا را بیاد دارد و خدا را بیاد دارد الا که خدا را بیاد دارد و خدا را بیاد دارد

شبی برنشست از فلک برگذشت — تجاوز کرد ۱۲
چنان گرم در تیه قربت براند — بیابان ۱۲ قرب الٰہی ۱۲
بدو گفت سالار بیت الحرام — کنایہ از آنحضرت صلعم ۱۲
چو در دوستی مخلصم یافتے — یاری و ہمنشینی ۱۲
بگفتا فراتر مجالم نماند — مقولہ جبرئیل ۱۲ آپ بیشتر ۱۲ بہار ۱۲ ج ۱۲
اگر یک سر موی برتر پرم — نماند بعصیان کسے در گرو — بای سببیہ ۱۲ بای موصول ۱۲
فروغ تجلی بسوزد پرم — چہ نعت آید گویم ترا — بالفتح صفت کردن و صفت کردہ شدہ ۱۲
درود ملک بر روان تو باد — نامی از نامہائے خدا ۱۲
نخستین ابوبکر پیر مرید — بتشدید یا بکسر ارادت ۱۲
خردمند عثمان شب زندہ دار — خلق ۱۲
خدایا بحق بنی فاطمہ — الف ندا ۱۲ بدوستی اولاد فاطمہ رضہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول — ای اگر آدعا می مرا باد کردانی یا قبول سازی ۱۲
چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی — استفہام انکاری ۱۲ بالائے نشین ۱۲
کہ باشند مشتی گدایان خجیل — کنایہ از مقدار حقیر قلیل ۱۲
خدایت ثنا گفت و بنجیل کرد — تا مضاف الیہ تثنیہ ۱۲
بلند آسمان پیش قدرت خجل — بالفتح بر وزن کمند ۱۲ آب سرشندہ ۱۲

بتمکین و جاہ از ملک درگذشت — فرستادہ ۱۲
کہ در سدرہ جبریل از و باز ماند — بفتحتین و در جبرئیل ۱۲
کہ ای حامل وحی بر تر خرام — مرد بردارندہ پیغام ۱۲
عنانم ز صحبت چرا تافتے — یاری و ہمنشینی ۱۲
بماندم کہ نیروی بالم نماند — یارای پرواز ۱۲
فروغ تجلی بسوزد پرم — علت ۱۲
کہ دارد چنین سید پیشرو — اگر ۱۲ بسیار ۱۲ بہتر ۱۲ پرمن ۱۲
علیک السلام ای نبی الورا — برتو سلام باد اے خلق ۱۲
بر اصحاب و بر پیروان تو باد — یاران ۱۲
عمر پنجہ بر پنج دیو مرید — ۲۴
چہارم علی شاہ دلدل سوار
کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ — بر جملہ دعائیہ کاف حی آید ۱۲ مراد کلمہ طیبہ ۱۲ ای حسن خاتمہ مرا ۱۲
من و دست و دامان آل رسول
زقدر رفیعت ببرگاہ حی — صفت التفات ۱۲
بہمان دار السلامت طفیل — بہمان خانہ بہشت از طفیل تو ۱۲ اس تا مضاف الیہ طفیل ۱۲
زمین بوس قدر تو جبریل کرد — اسم فاعل ترکیبی ای بوسندہ درین ۱۲
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل — حال ابجا بود ۱۲

تواصل بوجود آمدی از نخست
دگر هرچه موجود شد فرع تست

ندانم کدامین سخن گویمت
که والاتری زانچه من گویمت

ترا عز لولاک تمکین بس ست
ثنای تو طه و یاسین بس ست

چه وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوة ای نبی والسلام

سبب نظم کتاب

در اقصای عالم بگشتم بسے
بسر بردم ایام با هر کسے

تمتع ز هر گوشه یافتم
ز هر خرمنی خوشه یافتم

چو پاکان شیر از خاکی نهاد
ندیدم که رحمت بر آن خاک باد

تولای مردان این پاک بوم
برانگیختم خاطر از شام و روم

درست بغ آدم ز ان همه بوستان
تهیدست رفتن سزد دوستان

بدل گفتم از مصر قند آورند
بر دوستان ارمغانی برند

خرگر تهی بود زان قند دست
سخنهای شیرین تر از قند هست

نه قندی که مردم بصورت خورند
که ارباب معنی بکاغذ برند

چو این کاخ دولت بپرداختم
بروده در از تربیت ساختم

یکی باب عدلست و تدبیر و رای
نگهبانی خلق و ترس خدای

دوم باب احسان نهادم اساس
که محسن کند فضل حق را سپاس

سوم باب عشقست و مستی و شور
نه عشقی که بندد بر خود ببزور

Powered by Google

چهارم تواضع رضا پنجمین
ششم ذکر مردِ قناعت گزین

بهفتم دراز عالمِ تربیت
بهشم دراز شکر بر عافیت

نهم راه توبه است و راهِ صواب
دهم در مناجات و ختمِ کتاب

بروز همایون و سالِ سعید
بتاریخ فرخ میانِ دو عید

بر شصد فزون بود پنجاه و پنج
که پرداخت شد این نامِ بردار گنج

الا ای خردمند فرخنده خوے
هنرمند نشنیده ام عیب جوی

قبا گر حریر است و گر پرنیان
بناچار حشو ش بود در میان

تو گر پرنیانی بایذا مکوش
کرم کار فرما و حشوم بپوش

ننازم بسرمایهٔ فضل خویش
بدریوزه آورده ام دست پیش

شنیدم که در روز امید و بیم
بدان را بنیکان ببخشد کریم

تو نیز ار بدی بینیم در سخن
بخلق جهان آفرین کار کن

چو بیتی پسند آید از هر ترا
بمروی که دست از تعنت بدار

همانا که در پارسی انشای من
چو مشکست بی قیمت اندر ختن

چو بانگ دهل هولم از دور بود
بصیقل در آرم عیب مستور بود

گل آورد سعدی سوی بوستان
بشوخی و غلغل بهندوستان

چو خرما بشیرینی اندود و پوست
چو بازش کنی استخوانی در دست

ذکر محمد آباک ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراه

مرا طبع زین نوع خواهان نبود
سر مدحت پادشاهان نبود

ولی نظم کردم بنام فلان
مگر باز گوید صاحبدلان

که سعدی که گوی بلاغت ربود
در ایام بوبکر بن سعد بود

سزد گر بدو رش بنازم چنان
که شد بدوران نوشین روان

جهاندار دین پرور اولوالعزم
نیامد چو بوبکر بعد از عمر

بدوران عدلش بنازای جهان
ندارد چنین کشور آرامگاه

حوالیش من کل فج عمیق
که ننهاد بر خاطرش مرهمی

که گفت اندر طفل درویش پیر
خدایا امید یکه دار دبر آر

هنوز از تواضع سرش بر زمین
گدا گر تواضع کند خوی اوست

زبردست افتاده مردخداست
که صیت کرم در جهان میرود

ندارد جهان تا جهانست یاد
که ناگذرید او نیکی بباد

Persian manuscript text

کس این رسم و ترتیب و آئین ندید
فریدون با آن شکوه این ندید

ازان پیش حق پایگاهش قویست
که دست ضعیفان بجاهش قویست

چنان سایه گستر بر عالمی
که زالی نیندیشد از رستمی

همه وقت مردم ز جور زمان
بنالند و از گردش آسمان

در ایام عدل تو ای شهریار
ندارد شکایت کس از روزگار

بعهد تو می بینم آرام خلق
پس از تو ندانم سرانجام خلق

هم از بخت فرخنده فرجام تست
که تاریخ سعدی در ایام تست

که تا بر فلک ماه و خورشید هست
درین دفتر ذکر جاوید هست

ملوک ارنکو نامی اند و خجند
زپیشینگان سیرت آموختند

تو در سیرت پادشاهی خویش
سبق بردی از پادشاهان پیش

سکندر بدیوار رویین و سنگ
بگردانج جهان راه یاجوج تنگ

تر اسد یاجوج کفر از زرست
نه رویین چو دیوار اسکندرست

زبان آوری کاندرین امن و داد
سیاست نگوید زبانش مباد

زهی بحر بخشایش و کان جود
که مستظهر ند از وجودت وجود

برون بینم اوصاف شاه از حساب
نگنجد درین تنگ میدان کتاب

گر آن جمله را سعدی املا کند
مگر دفتر ے دیگر انشا کند

فرو ماندم از شکر چندین کرم
همان به که دست دعا گسترم

جهانت بکام و فلک یار باد — جهان آفرینت نگهدار باد

بلند اختر عالم افروختہ — زوال اختر دشمنت سوختہ

غمِ از گردشِ روزگارت مباد — وز اندیشہ بر دل غبارت مباد

کہ بر خاطرِ پادشاہان ہمی — پریشان کند خاطرِ عالمی

دل و کشورت جمع و معمور باد — ز ملکت پراگندگی دور باد

تنت بادِ پیوستہ چون دین درست — بدانندیش را دل چو تدبیر سست

درونت بتائید حق شاد باد — دل و دین و اقلیمت آباد باد

جہان آفرین بر تو رحمت کناد — دگر ہر چہ گویم فسانست و باد

ہمینت بس از کردگار مجید — کہ توفیق خیرت بود بر مزید

زرفت از جہان سعد زنگی بدرد — کہ چون تو خلف نام بردار کرد

عجب نیست این فرع ز آن اصل پاک — کہ جانش غذا دست و جسمش بخاک

خدایا بران تربت نامدار — بفضلت کہ باران رحمت ببار

گر از سعد زنگی مثل ماند و باد — فلک یاور سعد بوبکر باد

در مدح شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

جوان جوان بخت روشن ضمیر — بدولت جوان و ببندبر پیر

بدانش بزرگ و بہمت بلند — ببازو دلیر و بدل ہوشمند

زهی دولت یار روزگار — که رودی چنین پرور در کنار
بدست کرم آب دریا ببرد — بر رفعت محل ثریا ببرد
زهی چشم دولت بروی تو باز — همه شهریاران گردن فراز
صدف را که بینی ز در دانه پر — نه آن قدر دارد که یکدانه در
تو آن در مکنون یک دانه — که پیرایه سلطنت خانه
نگهدار یارب بچشم خودش — بپرهیز ز آسیب چشم بدش
خدایا در آفاق نامی کنش — بتوفیق طاعت گرامی کنش
تمیمش در انصاف و تقوی بدار — مرادش بدنیا و عقبی برآر
غم از دشمن ناپسندت مباد — ز دوران گیتی گزندت مباد
بهشتی درخت آورد چو تو با — پسر نامجوی و پدر نامدار
ازان خاندان خیر بیگانه دان — که باشند بدگوی این خاندان
زهی دین و دانش زهی عدل و داد — زهی ملک و دولت که پاینده باد

باب اول در عدل و رای و تدبیر جهانداری

نگنجد کرمهای حق در قیاس — چه خدمت گزارد زبان سپاس
خدایا تو این شاه درویش دوست — که آسایش خلق در ظل اوست
بسی بر سر خلق پاینده دار — بتوفیق طاعت دلش زنده دار

بر و مند[۱] دار از درخت امید — سرش سبز و رویش برحمت سفید[۲]

براہِ تکلف[۳] مرو سعدیا — اگر صدق داری بیا رو بیا

تو منزل شناسی و شہ راہ رو[۴] — تو حق گوے و خیر و حقائق شنو[۵]

چہ حاجت کہ نہ کرسیِ آسمان[۶] — نہی زیر پاے قزل ارسلان

مگو پاے عزت بر افلاک نہ — بگور و بے اخلاص بر خاک نہ

بطاعت بنہ چہرہ بر آستان — کہ انیست سر جادہ راستان

اگر بندہ سر بین و در نیز[۷] — کلاہِ خداوندی از سر بنہ

چو طاعت کنی لبس[۸] شاہی مپوش — چو درویش مخلص بر آور خروش

کہ پروردگار تو انگر توئے[۹] — توانای درویش پرور توئی

نہ کشور خدایم نہ فرماندہم — یکی از گدایان این درگہم

چہ بر خیزد از دست و کردار من[۱۰] — مگر دست لطفت شود یار من

تو بر خیر و نیکی دہم دستِ من[۱۱] — وگرنہ چہ خیر آید از من بکس

دعا کن بشب چون گدایان بسوز[۱۲] — اگر میکنے پادشاہی بروز[۱۳]

کمر بستہ گردنکشان بر درت[۱۴] — تو بر آستان عبادت سرت

زہی بندگان را خداوندگار[۱۵] — خداوندرا بندہ حق گزار

حکایت

یکی دیدم از عرصہ[۱۶] رودبار — کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار

---

[۱] ای آرزو دارا امید دار ۱۲ — [۲] ای بکو ۱۲ — [۳] بالف ندارد ۱۲ — [۴] راستی ۱۲ — [۵] ای بکو ۱۲ — [۶] ای بدرگاہ و قضاے ۱۲ — [۷] کہ موجب عز و فخر باشد ۱۲ — [۸] کاف بیان خروش ۱۲ — [۹] لفظ بلکہ از نیجا محذوف ست ۱۲ — [۱۰] ای صاحب کشور ۱۲ — [۱۱] لفظ بلکہ مقدر ست ۱۲ بعد — [۱۲] الا اینکہ ۱۲ — [۱۳] شرط مو خر ۱۲ — [۱۴] جزاے امر ۱۲ — [۱۵] ای کہ با این نوع باش گ ۱۴ — [۱۶] میدان ۱۲

چنان هول زانحال برمن نشست — که ترسید نم پای رفتن ببست

تبسم کنان دست بر لب گرفت — که سعدی مدار انچه دیدی شگفت

تو هم گردن از حکم داور مپیچ — که گردن نه پیچد ز حکم تو هیچ

چو خسرو بفرمان داور بود — خدایش نگهبان و یاور بود

محالست چون دوست دارد ترا — که در دوست دشمن گذارد ترا

ره ایمنست سو از طریقت متاب — بنه گام و کامیکه خواهی بیاب

نصیحت کسی سود مند آیدش — که گفتار سعدی پسند آیدش

پند دادن کسری هرمز را

شنیدم که در وقت نزع روان — بهرمز چنین گفت نوشین روان

که خاطر نگهدار درویش باش — نه در بند آسایش خویش باش

نیاساید اندر دیار تو کس — چو آسایش خویش خواهی و بس

نیاید بنزدیک دانا پسند — شبان خفته و گرگ در گوسفند

برو پاس درویش محتاج دار — که شاه از رعیت بود تاجدار

رعیت چو بیخند و سلطان درخت — درخت ای پسر باشد از بیخ سخت

مکن تا توانی دل خلق ریش — وگر میکنی میکنی بیخ خویش

اگر جاده باید ترا مستقیم — ره پارسایان گزین راست گیر

گزندہ کسانش نیاید پسند — که ترسد که در ملکش آید گزند

وگر در سرشت وی این خوی نیست
دران کشور آسودگی بوی نیست

اگر پای بندی رضا پیش گیر
وگر یک سوارہ سر خویش گیر

فراخی مدان مرز و کشور مخواہ
کہ دلتنگ بینی رعیت زشاہ

زستکبران دلاور بترس
ازان کوتر سد زداور بترس

دگر کشور آباد بیند بخواب
کہ دارد دل اہل کشور خراب

خرابی و بدنامے آید زجور
بزرگان سند این سخن را بگور

رعیت نشاید بہ بیداد کشت
کہ مر سلطنت را پناہند و پشت

مراعات دہقان کن از بہر خویش
کہ مزدور خوشدل کند کار بیش

مروت نباشد بدی باسی
کزو نیکوئی دیدہ باشی بسی

پند دادن خسرو شیرویہ را

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت
دران دم کہ چشمش ز دیدن بخفت

بران باش تا ہر چہ نیت کنی
نظر در صلاح رعیت کنی

بپیچ اے پسر گردن از عقل و رائے
کہ مردم زدستت نہ پیچند پائے

گرت زد رعیت زبیداد گر
کند نام زشتش بگیتی سمر

بسی بر نیامد کہ بنیاد خود
بکند آنکہ بنہاد بنیاد بد

خرابی کند شیر و شمشیر زن
نہ چندانکہ دود دل طفل و زن

چراغی کہ بیوہ زنی بر فروخت
بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت

وزان بهره ور تر در آفاق کیست
که در ملک انی با نصاف زیست

چو نوبت بسد زینهان غربتش
ترحم فرستند بر تربتش

بد و نیک مردم چو می بگذرند
همان به که نامت به نیکی برند

خدا ترس را بر رعیت گمار
که معمار ملکست پرهیزگار

بداندیش قوت آن مخور خلق تعیین کن
که نفع تو جوید در ازار خلق

ریاست بدست کسانی خطاست
که از دست شان دست ها بر خداست

نکو کار پرور نه بیند بدی
که بخشش بر آورده باید ز بن

مکافات دشمن بکارش مکن
چه از فربهی باید ش کند پوست

مکن صبر بر عالم ظلم دوست
نه چون گوسفندان مردم درید

سر گرگ باید هم اول برید
اے نه دقیقه

حکایت

چه خوش گفت بازارگان اسیر
چو گردش گرفتند دزدان به تیر

چو مردانگی آید از زنان
چه مردان لشکر چه خیل زنان

نشینند که بازارگان رابخست
در خیبر بر شهر و لشکر ببست

کی آنجا دگر هوشمندان روند
چو اوازه رستم بدشنوند

نکو باید ت نام و نیکی قبول
نکو دار بازارگان و رسول

بزرگان مسافر بجان پرورند
که نام نکوئی بعالم برند

تبه گردد آن ملکت عنقریب — که زو خاطر آزرده آید غریب
غریب آشنا باش و سیاح دوست — که سیاح جلاب نام نکوست
نکو دار ضیف و مسافر عزیز — وز آسیب ایشان برآشوب نیز
ز بیگانه پرهیز کردن نکوست — که دشمن تو ان بود در زی دوست
قدیمان خود را بیفزای قدر — که هرگز نیاید ز پرورده غدر
چو خدمت گزاریت گردد کهن — حق سالیانش فرامش مکن
گر او را بهرم دست حکمت ببست — ترا بر کرم همچنان دست هست

حکایت

شنیدم که شاپور دم در کشید — چو خسرو بر اسمش قلم در کشید
چو شد حالش از بینوائی تباه — نبشت این حکایت نزدیک شاه
که ای شاه آفاق گستر بعدل — اگر من نماندم تو مانی بفضل
چو بذل تو کردم جوانی خویش — بهنگام پیری مرانم ز پیش
غریبی که رنجه باشد سرش — میازار و بیرون کن از کشورش
تو گر خشم بر وی نرانی رواست — که خود جوی بد دشمنش در قفاست
وگر پارسی باشد آزاد بوم — بصفاهان مفرست و مسقلاب و روم
هم آنجا الماس مده تا بچاشت — نشاید بلا بر دگر گم گماشت
که گویند برگشته باد آن زمین — که زو مردم آیند بیرون چنین

عمل اگر کردی مرد منعم شناس — که مفلس نماند روز سلطان هراس

چو مفلس فرو برد گردن بدوش — ازو بر نیاید دگر جز خروش

چو مشرف دود دست از امانت بداشت — بباید برو ناظری بر گماشت

درونیز درساخت با خاطرش — زمشرف عمل برکن و ناظرش

خدا ترس باید امانت گزار — امین کز تو ترسد ایمنش مدار

بفشان و بستمار و حاقل نشین — که از صد یکی را نه بینی امین

دو همجنس دیرینه را هم قلم — نباید فرستاد یکجا بهم

چه دانی که همدست گردند و یار — یکی در دبا شد یکی پرده دار

چو دزدان زهم باک دارند و بیم — رود در میان کاروانی سلیم

یکی را که معزول کردی جاه — چو چندی برآید ببخشش گناه

برآوردن کام امیدوار — به از قید بندی شکستن هزار

نویسنده را کن ستون عمل — نیفتد نبرد طناب اجل

بفرمان بران برشره داد گر — پدر وار چشم آورد بر پسر

گهش میزند تا شود دردناک — گهی میکند آبش از دیده پاک

چو نرمی کنی خصم گردد دلیر — وگر خشم گیری شوند از تو سیر

درشتی و نرمی بهم در بهست — چو رگ زن که جراح و مرهم بهست

جوانمرد و خوش خلق و بخشنده باش — چو حق بر تو باشد تو بر خلق باش

چو یاد آید عهد شاهان پیش
همین نقش بر خوان پس از عهد خویش

نیامد کس اندر جهان کو بماند
مگر آن کز و نام نیکو بماند

نمرد آنکه ماند پس از وی بجای
پل و خانی و خوان و مهمانسرای

هر آنکو نماند از پس یادگار
درخت وجودش نیاورد بار

وگر رفت و آثار و خیرش نماند
نشاید پس مرگش الحمد خواند

چو خواهی که نامت بود در جهان
مکن نام نیک بزرگان نهان

همین کام و ناز و طرب داشتند
بآخر برفتند و بگذاشتند

یکی نام نیکو ببرد از جهان
وگر گفته آید بغور ش برس

چو زنهار خواهند زنهار ده
بشرط کشتن بأول گناه

گنهکار را عذر نسیان بنه
وگر پند و بندش نیاید بکار

گر آید گنهکاری اندر پناه
چو خشم آید بر گناهِ کسے

چو باری بگفتند و نشنید پند
که سهلست لعل بدخشان شکست

حکایت در تدبیر پادشاهان و تأخیر کردن در سیاست

ز دریائے عمان برآمد کسی
عرب دیده و ترک و تاجیک و دُرّی دم
بهمان گشته و دانش اندوخته
بهیکل قوی چون تناور درخت
دو صد رقعه بالای هم دوخته
بشهرے درآمد ز دریا کنار
که طبعی نکو نامی اندیش داشت
بنشستند خدمتگزاران شاه
چو بر آستان ملک سر نهاد
درآمد به ایوان شاهنشاهی
نرفتم درین مملکت منزلے
ندیدم کسی سیر گردان از شراب
ملک را همین ملک پیرایه بس
سخن گفت و دامان گوهر فشاند
پسندیده آمد شش حسن گفتار مرو
زرش داد و گوهر بشکر قدوم
بگفت آنچه پرسیدش از گشت و گذشت

سفر کرده هامون و دریا بسی
زهر جنس در نفس یابی علوم
سفر کرده و صحبت آموخته
ولیکن فرو مانده بی برگ و سخت
ز حراق او در میان سوخته
بزرگی دران ناحیت شهریار
سر عجز بر پای درویش داشت
سر و تن بجاش از گرد راه
نیایش کنان دست بر بر نهاد
که بخت جوان باد دولت رهی
کز آسیب آزرده دیدم دلے
مگر هم خرابات دیدم خراب
که راضی نگردد بازار بس
بنطقی که شه آستین بر فشاند
بنزدِ خودش خواند و اکرام کرد
بپرسیدش از گوهر و زاد و بوم
بقربت زدیگر گسان در گذشت

مثل

مرا بلیس را دید شخصی بخواب
بقامت صنوبر بهروی آفتاب

نظر کرد و گفت ای نظیر قمر
ندارند خلق از جمالت خبر

ترا سهگین روی پنداشتند
بگرمابه در زشت پنگاشتند

بخندید و گفت آن نه شکل منست
ولیکن قلم در کف دشمنست

برانداختم بیخ شان از بهشت
کنون هم بکین مینگارند زشت

مرا همچنین نام نیک ست لیک
زعلت نگویند بد اندیش نیک

بقولهٔ وزیری که جاه من آبش ببرید
بفرسنگ باید ز مکرش گریخت

ولیکن نیندیشم از خشم شاه
دلاور بود در سخن بیگناه

چو حرفم برآید درست از قلم
مرا از همه حرفگیران چه غم

نیاورده عامل غش اندر میان
نیندیشد از رفع دیوانیان

اگر محتسب گرد و آرد بمن
که سنگ تراز دی بارش کمنت

ملک در سخن گفتنش خیره ماند
سرش دست فرماندهی برفشاند

که جرم بزرگ و زبان آوری
زجر میکه دارد نگردد بسی

زخصمت همانا که شنیده ام
نه آخر بچشم خود ت دیده ام

کزین زمره خلق در بارگاه
نمی باشدت جز دراینان نگاه

بخندید مرد سخنگوی و گفت
حقت این سخن حق نشاید نهفت

دریں نکته هست اگر بشنوی
که حکمت روان باد و دولت قوی

نه بیند که درویش بیدستگاه
بحسرت کند در توانگر نگاه

مرا دستگاه جوانی برفت
بلهو و لعب زندگانی برفت

ز دیدار ایشان ندارم شکیب
که سرمایه داران خسند و زیب

مرا همچنین چهره گلفام بود
بلورینم از خوبی اندام بود

درغا یتیم رشت باید کفن
که مومیم چو قبه است و دود دلم بدن

مرا همچنین جعد شبرنگ بود
قبا در بر از ناز تنگ بود

دو رسته دم در دهان داشت جای
چو دیواری از خشت سیمین بپای

کنونم نگه کن بوقت سخن
بنیتا دیکیک چو جسر کهن

درایشان بحسرت چرا ننگرم
که عمر تلف کرده یاد آورم

برفت از من آن روزهای عزیز
بپایان رسد ناگه این روزنیز

چو دانشور این درگ معنی بسفت
بگفت این کزان به محالست گفت

درارکان دولت نگه کرد شاه
کزین خوبتر لفظ و معنی مخواه

کسی انظر سوی شاهد رداست
که داند بدین شاهدی عذر خواست

بعقل ار نه آهستگی کردمی
بگفتار خصمش بیازردمی

به تندی سبک دست بردن بتیغ
بدندان برد پشت دست دریغ

زصاحب غرض تا سخن نشنوی
که گر کار بندی پشیمان شوی

نکو نام را جاه و تشریف و مال
بپژوهد و بد گوی را گو شمال

بتدبیر و دستور دانشورش
پر نیکی بشد نام در کشورش

بعدل و کرم سالها ملک راند
برفت و نکو نامی از وی بماند

چنین پادشاهان کیوان سریر
بیازوی دین گوی دولت ببرند

از آنان نه بینم درین عهد کس
وگر هست بوبکر سعد است و بس

خدیو خردمند فرخ نهاد
که شاخ امیدش برومند باد

بهشتی درختی تو ای پادشاه
که افگندهٔ سایه بر سال و ماه

طمع بود در نخبت نیک اخترم
که بال همای افگند بر سرم

خرد گفت دولت نه بخشد همای
گر اقبال خواهی درین سایه آی

خدایا بر حمت نظر کرده
که این سایه بر خلق گسترده

دعا گوی این دولتم بنده دار
خدایا تو این سایه پاینده دار

صوابست پیش از کشش بند کرد
که نتوان گسسته پیوند کرد

خداوند فرمان و رای و شکوه
ز غوغای مردم نگردد ستوه

سر پرغرور از تحمل تهی
حیاتش بود تاج شاهنشهی

نگویم چو جنگ آورے پایدار
چو خشم آید عقل را جای دار

تحمل کند هر کرا عقل هست
نه عقلی که خشمش کند زیردست

چو لشکر برون تاخت خشم از کمین
نه انصاف ماند نه تقوی نه دین

ندیدم چنین دیو زیر فلک — کزو میگریزند چندین ملک

اشارہ بخشم ۱۲ — انصاف و تقوی و قرین ۱۲ فر — اخلاق حمیدہ ۱۲

گفتار

نہ بر حکم شرع است آب خوردن خطاست — ولیکن دگر خون بفتوی بریزی رواست

اگر شرع فتوی دہد بر ہلاک — الا تا ندانی زشتیش پاک

وگر دانی اندر تبارش کسان — برایشان بہ بخشای و رحمت رسان

گنہ بود مرد ستمگارہ را — چہ تاوان زن و طفل بیچارہ را

تنت زور مند است و لشکر گران — ولیکن در اقلیم دشمن مران

کہ دی بر حصار بلند — رسد کشوری بیگنہ را گزند

نظر کن در احوال زندانیان — کہ ممکن بود بیگنہ در میان

چو بازارگان در دیارت بمرد — بہانش خساست بود دست برد

وزان پس کہ بردی بگیرند زر — بہم بازگویند خویش و تبار

کہ مسکین در اقلیم غربت بمرد — ستاعی کزو ماند ظالم ببرد

بپندیش ازان طفلک بی پدر — وز آہ دل دردمندش حذر

بسا نام نیکوی پنجاہ سال — کہ یک نام زشتش کند پایمال

پسندیدہ کاران جاوید نام — تطاول نکردند بر مال عام

برافاق گر سر بسر پادشاست — چو مال از تو آنمرد استاند گداست

بمرد از تہیدستی آزاد مرد — زہی مسکین شکم پر نمرد

---

۱۲ ابہار — ۱۲ لطف است نماز ہای ضعیف — ۱۲ کہ حق تعالی بندگان ہمران — ۱۲ انصاف و عدالت — ۱۲ علاج آنکہ ہمہ مردم گرد آید چگونہ

چنانست در مهتری شرط رزیت
که هر کهتری را بدانی که کیست

مرا بارها در حضر دیده
نه خیل و چراگاه پرسیده

کنون بمهر آمدم پیش باز
نمیدانیم از بد اندیش باز

توانم من اسبی ناموز شهریار
که اسپی برون آرم از صد هزار

مرا گله بانی بعقلست و رای
تو هم گله خویش داری بپای

وزان فارسیان نه خلل غم بود
که تدبیر شاه از شبان کم بود

گفتار

تو کی بشنوی ناله داد خواه
بکیوان برست گله خواهگاه

چنان نجب باید فغانت بگوش
اگر داد خواهی برآرد خروش

که نالد ز ظالم که در دورتست
که هر جور کو میکند جورتست

دو سگ دامن کاروانی دریدند
که دهقان دلو ان که سگ پرورید

دلیر آمدی سعدیا در سخن
چو تیغی بدستست فتحی بکن

بگو انچه دانی که حق گفته به
نه رشوت ستانی و نه عشوه ده

زبان بند و دفتر حکمت بشوی
طمع بگسل و هر چه خواهی بگوی

حکایت

خبر یافت گردنکشی در عراق
که بیگانه تدبیر شد در اتاق

توانم بره در بستی امیدوار
پس امید بر در نشینان ببار

ای در خدا که بر آرنده امید هاست ۱۲
اگر هیچ خواهی که امید تو از ان در بر آید ۱۲ بهار

دلِ دردمندان برآور نزند
که هرگز نباشد دولت درمند

پریشانیِ خاطرِ دادخواه
برآنداز و از مملکت پادشاه

تو خفته خنک در حرم نیمروز
غریب از برون گو بگرما بسوز

ستاننده دادِ آن کس خداست
که تواند از پادشه دادخواست

حکایت

یکی از بزرگانِ اهلِ تمیز
حکایت کند زابن عبدالعزیز

که بودش نگینی برانگشتری
فرو مانده در قیمتش جوهری

بشب گفتی آن جرم گیتی فروز
دری بود در روشنائی چو روز

قضا را در آمد یکی خشک سال
که شد بر سیمای مردم هلال

چو در مردم آرام و قوت ندید
خود آسوده بودن مروت ندید

چو بینند کسی زهر در کامِ خلق
کیش بگذرد آب نوشین بحلق

بفرمود و بفروختندش بسیم
که رحم آمدش بر غریب و یتیم

بیک هفته نقدش بتاراج داد
بدرویش و مسکین و محتاج داد

بریدند بر وی ملامت کنان
که دیگر بدستت نیاید چنان

شنیدم که میگفت و باران دمع
بعارض فرو میدویدش چو شمع

که زشتست پیرایه بر شهریار
دل شهری از ناتوانی فگار

مرا شاید انگشتری بی نگین
نشاید دل خلقی اندوه گین

خنک آنکه آسایش مردوزن را
گزیند بر آسایش خویشتن

نکرد و ندر رغبت هنر پروران
بشادی خویش از غم دیگران

اگر خوش بخسپد ملک بر سریر
نه پندارم آسوده غمخسپد فقیر

وگر زنده دارد شب دیر یاز
بخسپند مردم بآرام و ناز

بحمدالله این سیرت و راه راست
اتابک ابوبکر بن سعد راست

کس از فتنه در پارس دیگر نشان
نه بیند مگر قامت مهوشان

یکی پنج بیتم خوش آمد بگوش
که در مجلسی میسرود مدوش

قول

مرا راحت از زندگی دوش بود
که آن ماه رویم در آغوش بود

مرا در چو دیدم سحر از خواب مست
بدو گفتم ای سرو پیش تو پست

دمی نرگس از خواب نوشین بشوی
چو گلبن بخندو چو بلبل بگوی

چه میچسبی ای فتنهٔ روزگار
بیاوز می لعل و شیرین بیار

نگه کرد و شوریده از خواب و گفت
مرا فتنه خوانی و گوئی مخفت

در ایام سلطان روشن نفس
نه بیند دگر فتنه بیدار کس

حکایت

در اخبار شاهان پیشینه هست
که چون تکله بر تخت زرنگی نشست

بدورانش از کس نیازرد کس
سبق برد اگر خود همین بود و بس

چنین گفت یکره بصاحبدلی
چو می بگذرد ملک و جاه و سریر
بخواهم بکنج عبادت نشست
چو بشنید دانای روشن نفس
طریقت بجز خدمت خلق نیست
تو بر تختِ سلطانی خویش باش
بصدق و ارادت میان بسته دار
قدم باید اندر طریقت نه دم
بزرگان که نقدِ صفا داشتند

که عمرم بسر رفت بیحاصلی
نبرد از جهان دولت الا فقیر
که دریابم این نیکبخت وزری که هست
به تندی برآشفت کای تخلبس
به تسبیح سجاده و دلق نیست
با خلاق پاکیزه درویش باش
ز دعوی و پندار باطل بپرهیز
که اصلی ندارد دم بی قدم
چنین خرقه زیر قبا داشتند

حکایت

شنیدم که بگریست سلطانِ روم
که پایابم از دستِ دشمن نماند
بسی جهد کردم که فرزندِ من
کنون دشمنِ بدگهر دست یافت
چه تدبیر سازم چه چاره کنم
برآشفت دانا که این گریه چیست
ولایت چه باشد غمِ خویش خور

بر نیکمردی زنادل علوم
جز این قلعه و شهر با من نماند
پس از من بود سر و برِ انجمن
سر و دست مردی و جهد و منش
که از غم بگردد سپید و سیاه
برین عقل و همت باید گریست
که بازِ عمر بهتر شد و بیشتر

ترا این قدرتا بمانی بست
چو رفتی جهان جای دیگر گست

اگر هوشمندست اگر بیخرد
غم او مخور کو غم خود خورد

مشقت نیرزد جهان داشتن
گرفتن بشمشیر و بگذاشتن

تو تدبیر خود کن که آن پرخرد
که بعد از تو باشد غم خود خورد

بدین پنج روزه اقامت مناز
باندیشه تدبیر رفتن بساز

کرا دانی از خسروان عجم
که گیتی همین جای جاوید نیست

که در تخت و ملکش نیامد زوال
نماند بجز ملک ایزد تعالی

کرا جاودان ماندن امید نیست
پس از وی بچندی شود پایمال

کرا سیم و زر ماند و گنج و مال
و یا دم رسد رحمتش بر روان

وزان کس که خیری بماند روان
توان گفت با اهل دل کو بماند

بزرگی کزو نام نیکو بماند
که بیشک برو کامرانی خوری

الا تا درخت کرم پرورے
منازل بمقدار احسان دهند

کرم کن که فردا که دیوان نهند
بدرگاه حق منزلت بیشتر

یکی را که سعی قدم بیشتر
بپوشد همی مرد ناکرده کار

یکی باز پس خائن و شرمسار
تنوری چنین گرم و نان در نشست

بهل تا بدندان برد پشت دست
که سستی بود تخم ناکاشتن

بدانی نه غله برداشتن

حکایت

خدادوست نامی در اقصای شام
گرفت از جهان کنج غاری مقام

بصبر[1] شش دران کنج تاریک جای
بگنج قناعت فرو رفت پای

بزرگان نهادند سر بر درش
که درویش نیامد بدرها سرش

تمنا کند عارف پاکباز
بدریوزه از خویشتن ترک آز

چو هر ساعتش نفس گوید بده
بخواری بگردانندش ده بده

دران مرز کین پیر هشیار بود
یکی مرزبان ستمگار بود

که هر ناتوان را که دریافتی
بسر پنجگی پنجه برتافتی

جهانسوز و بی رحمت و خیره کش
ز تلخیش روی جهانی ترش

گروهی برفتند زان ظلم و عار
ببردند نام بدش در دیار

گروهی بماندند مسکین و ریش
پس چرخه نفرین گرفتندیش

بد ظلم جائیکه گردد دراز
نه بینی لب مردم از خنده باز

بدیدار شیخ آمدی گاه گاه
خدادوست در وی نکردی نگاه

ملک نوبتی گفتش ای نیکبخت
بنفرت زما در مکش روی سخت

مرا با تو دانی سر دوستیست
ترا دشمنی با من از بهر چیست

گرفتم که سالار کشور نیم
بعزت ز درویش کمتر نیم

نگویم فضیلت نهم بر کسے
ولیکن چنان باش با من که با هر کسی

---

[1] باستعانت صبر و ایثار

شنید این سخن عابد هوشیار
برآشفت و گفت ای ملک هوشدار

وجودت پریشانی خلق از دست
ندارم پریشانی خلق دوست

تو با دوستداران من دشمنی
نه پندارمت دوست دشمنی

گر افتد همی دوستی با منت
مگر آن که دارد خدا دشمنت

خدا دوست را گر بدرند پوست
نخواهد شدن دشمن دوست دوست

عجب دارم از خواب آن سنگدل
که شهری بخسپند از و تنگدل

الا گر هنرداری و عقل و هوش
بفضل و ترحم میان بند و کوش

گفتار

مهار زور مندی مکن بر کسان
که بر یک نمط می نماند جهان

سر پنجهٔ ناتوان بر مپیچ
که گردست یابد برآید بهیچ

شبی گفتمت پای مردم بخای
که عاجز شوی گر در آئی بپای

دل دوستان جمع بهتر که گنج
خزینه تهی به که مردم برنج

میندار در پای کاری کسی
که افتد که در پایش افتی بسی

تحمل کن ای ناتوان از قوی
که روزی توانا نیازوی شوی

بهمت برار ای پسر سر بلند
که بازوی همت به از بخت و زور

لب خشک مظلوم را گو مخند
که دندان ظالم بخواهد کند

بباغ اندرون بلبل خواجه بیدار گشت
چه داند شب پاسبان چون بگذشت

خورد کاروانی غم بار خویش
نسوزد دلش بر خر ریشت ریش

گر نعم کز افتادگان نیستی
چو افتاده بینی چرا بایستی

برنیت بگویم یکی سر گذشت
که سستی بود زین سخن در گذشت

حکایت

چنان قحط سالی شد اندر دمشق
که یاران فراموش کردند عشق

چنان آسمان بر زمین شد بخیل
که لب تر نکردند زرع و نخیل

بنفشه نماند آب جز آب چشم
بنفشه یتیم

بخشکید سرچشمهای قدیم
اگر برشدی دودی از روزنی

نبودی بجز آه بیوه زنی
قوی بازوان سست و درمانده سخت

چو درویش بی برگ دیدم درخت
ملخ بوستان خورد و مردم ملخ

نه بر کوه سبزی نه در باغ شخ
ازو مانده بر استخوان پوستی

دران حال پیش آمدم دوستی
خداوند جاه و زر و مال بود

شکفت آمدم کو قوی حال بود
چه درماندگی پیشت آمد بگوی

بدو گفتم ای یار پاکیزه خوی
چو دانی و پرسی سوالت خطاست

بفرمود بر من که عقلت کجاست
مشقت بجد نهایت رسید

نه بینی که سختی بغایت رسید
نه بر میرود دود فریاد خوان

نه باران همی آید از آسمان
کشد زهر جائیکه تریاک نیست

بدو گفتم آخر ترا باک نیست

اگر از نیستی دیگری شد هلاک
تو را هست بطن از طوفان چه باک

نگه کردن رنجیده در من فقیه
نگه کردن عالم اندر سفیه

که مرد از چه برساحلست ای رفیق
نیاساید در دستانش غریق

من از بینوائی نمیرم روی زرد
غم بینوایان دلم خسته کرد

نخواهم که بیند خردمند ریش
نه بر عضو مردم نه بر عضو خویش

بحمد الله از چه زریش انیم
چو ریشی به بینم بلرزد تنم

منغص بود عیش آن تندرست
که باشد به پهلوی بیمار سست

چو بینم که درویش مسکین نخورد
بکام اندرم لقمه زهرست و درد

یکی را بزندان بری دوستان
کجا ماند شش عیش در بوستان

حکایت

شبی دود خلق آتشی برفروخت
شنیدم که بغداد نیمی بسوخت

یکی شکر گفت اندران خاک و دود
که دکان ما را گزندی نبود

بماند دیده گفتش ای بوالهوس
ترا خود غم خویشتن بود و بس

پسندی که شهری بسوزد بنار
وگر چه سرایت بود بر کنار

بجز سنگدل کی کند معدهٔ تنگ
چو بیند کسان بر شکم بسته سنگ

تو انگر خود آن لقمه چون میخورد
چو بیند که درویش خون میخورد

مگو تندرستست رنجور دار
که می پیچد از غصه رنجور دار

تمکّ دل چو یاران بمنزل رسند
نخسپد که ماماندگان از پسند

دلِ پادشاهان شود بارکش
چو بینند در گل خرِ خارکش

اگر در سرای سعادت کست
زگفتار سعدیش حرفی بس ست

همینت بسندست اگر بشنوی
اگر خار کاری سمن ندروی

گفتار

خبرداری از خسروان عجم
که کردند بر زیردستان ستم

نه آن شوکت و پادشائی بماند
نه آن ظلم بر روستائی بماند

خطابین که بر دست ظالم برفت
جهان ماند او بر مظالم برفت

خنک روز محشر تن دادگر
که در سایهٔ عرش دارد مقر

بقومی که نیکی پسندد خدای
دهد خسروی عادل نیک رای

چو خواهد که ویران شود عالمی
کند ملک در پنجهٔ ظالمی

سگالند از و نیکمردان حذر
که خشم خدایست بیداد گر

بزرگی از و دان و منت شناس
که زائل شود نعمت ناسپاس

نه خود خواند در کتاب مجید
که در شکر نعمت شود در مزید

اگر شکر کردی برین ملک و مال
بمالی دهد ملکی رسی بی زوال

وگر جور ورزی بپادشائی کنی
پس از پادشاهی گدائی کنی

حرامست بر پادشه خواب خوش
چو باشد ضعیف از قوی بارکش

سیازار عامی[۵۱] بیک خرد[۵۲] له
که سلطان شبانست و[۵۳] عامی گله

چو پرخاش[۵۴] بینند و بیداد ازو
شبان نیست گر گست فریاد ازو

بهنجام[۵۵] رفت و بداندیشه کرد
که باز یردستان جفا پیشه کرد

نخواهی که نفرین کنند از پشت
نکو باش تا بد نگوید کست

حکایت

شنیدم که در مرزی از باختر[۵۷]
برادر دو بودند از یک پدر

سپهدار[۵۸] و گردنکش و پیلتن
نکوروی و دانا و شمشیرزن

بر هر دو را سهمگین مرد یافت
طلبگار جولان و نادر[۵۹] دریافت

ت آن زمین را[۶۰] دو قسمت نهاد
بهر یک پسر زان نصیبی بداد

ادا که بر یکدگر گز کشند
به پیکار شمشیر کین برکشند

عبدانان روزگاری شمرد[۶۲]
بجان آفرین جان شیرین سپرد

ل بگماندش طاب[۶۳] اصل
وفاتش[۶۴] فرو بست دست عمل

رشد آن مملکت برد و شاه
که بیچد و مر بود[۶۵] گنج و سپاه

نظر در[۶۶] به افتاد خویش
گرفتند هر یک یکی راه پیش

سدل تا نام نیکو برد
یکی ظلم تا مال گرد آورد

عاطفت سیرت خویش کرد
درم داد و دینار درویش کرد

یونان داد و شکر نواخت
شب از بهر درویش شبخانه ساخت

خزائن تهی کرد و پر کرد جیش
چنان کز خلائق بهنگام عیش

بگردون شدی با نگ شادی چو عید
چو شیراز در عهد بوبکر سعد

خدیو خردمند فرخ نهاد
که شاخ امیدش برومند باد

حکایت شنو کودک ناجوی
پسندیده پی بود و فرخنده خوی

ملازم بدلداری خاص و عام
ثنا گوی حق باد او دان و شام

دران ملک قارون برفتی دلیر
که شه دادگر بود و درویش سیر

نیامد برایام او بر دلے
بگویم که خاری که برگ گلی

سر آمد بتائید ملک از سران
نهادند سر بر خطش سروران

وگر خود کافزون کند تخت و تاج
بیفزود بر مرد دهقان خراج

طمع کرد در مال بازارگان
بلا ریخت بر جان بیچارگان

نه گویم که بدخواه درویش بود
حقیقت که او دشمن خویش بود

بامید بیشی نداد و نخورد
خردمند داند که ناخوب کرد

که تا جمع کرد آن زر از گر بزی
پراگنده شد لشکر از عاجزی

شنیدند بازارگانان خبر
که ظلمست در بوم آن بی هنر

بریدند از انجا خرید و فروخت
زراعت نیامد رعیت بسوخت

چو آبالش از دوستی سر بتافت
بنا کام دشمن برو دست یافت

ستیز فلک بیخ و بارش بکند
سم اسپ دشمن دیارش بکند

دغا در که جوید چو پیمان گسیخت
خراج از که خواهد چو دهقان گریخت

چه نیکی طمع دارد آن بد صفا
که باشد دعایی بدش در قفا

چو بخشش نگون بود در کف کسی
نگردد بچیزی نکانش کسی

چه گفتند نیکان بر ان نیکمرد
تو بر خور که بیداد گر برخورد

گمانش خطا بود و تدبیر سست
که در عدل بود انچه در ظلم جست

حکایت

یکی بر سر شاخ و بن می برید
خداوند بستان نگه کرد و دید

بگفتا گر این مرد بد مے کند
نه با من که با نفس خود میکند

نصیحت بجانست اگر بشنوی
ضعیفان بیفگن بحق قوی

که فردا بداور برد خسروی
گدائی که پشتیست نیرو بجوی

چو خواهی که فردا بود مهتری
کمن دشمن خویشتن کهتری

که چون بگذرد بر تو این سلطنت
بگیرد بکین ان گدا دامنت

کمن پنجه از ناتوانان بدار
که گر بفگنندت شوی شرمسار

گذشت و در چشم آزادگان
بیفتاد از دست اُفتادگان

بزرگان دوشند دل نیکبخت
بفرمانگی تاج بردند و تخت

بدنبالهٔ راستان کج مرو
دگر راست خواهی ز سعدی مشنو

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

نگو جاهی از سلطنت بیش نیست — که ایمن تر از ملک درویش نیست
سبکبار مردم سبکتر روند — حق ایمنی وصاحبدلان مشنوند
تهیدست قشویش نانی خورد — ملک هم بقدر جهانی خورد
گدارا چو حاصل شود نان شام — چنان خوش بخسپد که سلطان شام
غم و شادمانی بسر میرود — بمرگ این دو از سر بدر میرود
چه آن را که بر سر نهادند تاج — چه آن را که بر گردن آمد خراج
اگر سرفرازی بکیوان برست — وگر تنگدستی بزندان درست
دران دم کاجل بر سر هر دو تاخت — نیشاید از یکدگر شان شناخت

حکایت

شنیدم که یکبار در دجله زر — سخن گفت با عابدی کله پر
که من فر فرماندهی داشتم — بسر بر کلاه مهی داشتم
سپهرم مدد کرد و نصرت رفیق — گرفتم ببازوی دولت عراق
طمع کرده بودم که گردآن خورم — که ناگه بخورند کرمان سرم
بگن پنبهٔ غفلت از گوش هوش — که از مردگان پند گیرد بگوش

خطاب بسوی مخاطب مطلق است

در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبت آن

نکوکار مردم نباشد بدش — نورزد کسی بد که نیک آیدش

صفت

مرصوف

ای نکند

شر انگیز ہم در سر شہر رود
چو کژدم کہ با خانہ کمتر رود

اگر نفع کس در نہاد تو نیست
چنین جوہر و سنگ خارا یکیست

غلط گفتم اے یار شائستہ خوی
کہ نفعست در آہن و سنگ و وی

چنین آدمی مردہ بہ تنگ را
کہ بہ وی فضیلت بود و سنگ را

نہ ہر آدمی زادہ آدم بہ ست
کہ دد زادمی زادہ بد بہ است

بہ است از دد انسان صاحب ضرر
نہ انسان کہ در مردم افتد چو دد

چو انسان نداند بجز خورد و خواب
کدامش فضیلت بود بر دواب

سوار نگون بخت بیراہ رو
پیادہ بہ از وی بر فتن گرو

کسی دانہ نیکی نکاشت
کہ بد مرد را نیکی آمد بہ پیش

نہ ہرگز شنیدیم در عہد خویش

حکایت

گزیرے بچاہے در افتادہ بود
کہ از ہول او شیر نر مادہ بود

بداندیش مردم بجز بد ندید
بپیچید و عاجز تر از خود ندید

ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت
یکی بر سرش کوفت سنگی و گفت

تو ہر گز رسیدی بفریاد کس
کہ میخواہی امروز فریاد رس

ہمہ تخم نیکو دمے کاشتی
ببین لاجرم بر کہ برداشتی

کہ بر جان ریشت نہد مرہمے
کہ دلہا ز دستش بنالد ہمے

تو مارا همی چاه کندی براه — بسر لاجرم در فتادی بچاه

دو کس چه کنند از پی خاص و عام — یکی نیک محضر دگر زشت نام

یکی تا کند تشنه را تازه حلق — دگر تا بگردن در افتند خلق

اگر بد کنی چشم نیکی مدار — که هرگز نیارد کز انگور بار

نه پندارم ای دل ز خرمان کشته جو — که گندم ستانی بوقت درو

درخت از قوم ار بجان پروری — بپندار هرگز کزو نه خوری

رطب نادر و چوب خرزهره بار — چه تخم افگنی برهمان چشم دار

حکایت

حکایت کنند از یکی نیک مرد — که اکرام حجاج یوسف نکرد

بسر هنگ دیوان نگه کرد تیز — که نطعش بیندازد و ریگش بریز

چو حجت نماند جفاجوی را — بپر خاش بگشاد جادوی را

بخندید و بگریست و مرد خدای — عجب ماند سنگین دل این ریا

چو دیدش که خندید و دیگر گریست — بپرسید کین خنده و گریه چیست

بگفتا همی گریم از روزگار — که طفلان بیچاره دارم چهار

همی خندم از لطف یزدان پاک — که مظلوم نرستم نه ظالم بخاک

یکی گفتش ای نامور شهریار — مکن دست ازین پیر دهقان بدار

که خلقی بدو تکیه دارند و پشت — روا نیست خلقی بیکبار کشت

بزرگی و عفو و کرم پیشه کن
زخردان اطفالش اندیشه کن

مگر دشمن خاندان خودی
که برخاندانها پسندی بدی

پسند آرد دلها بداغ تو ریش
که روز پسین آیدت خیر پیش

نخفتست مظلوم از آهش بترس
زدود دل صبحگاهش بترس

نترسی که پاک اندرونی بشی
برآرد ز سوز جگر یارب

بسوزد چنان بروی افشاندت
که حجاج را دست حجت ببست

نه ابلیس بدکرد نیکی مدید
بر پاک ناپاک نتخم پلید

مدر پرده کس بهنگام جنگ
که باشد ترا نیز در پرده ننگ

چو با کودکان برنیائی بمشت
زفرمان داور که داند گریخت

بخواب اندرون دید درویش و گفت
عقوبت برو تا قیامت بماند

حکایت

یکی پند میداد فرزندرا
نکو دارد این خردمندرا

مکن جور بر خردگان ای پسر
که یک روز زورت افتد بزرگی بسر

مزن بانگ بر شیر مردان درشت
که دندان دلاور بکند بمشت

شنیدم که نشنید و خونش بریخت
ز فرمان داور که داند گریخت

بزرگی زان فکرت آن شب نخفت
بخواب اندرون دید درویش و گفت

وی بیش بر من سیاست نرفت
عقوبت برو تا قیامت بماند

بخوردم یکی مشت زور آوران — نکردم دگر زور بر لاغران

گفتار

الا تا بغفلت نخسپی که نوم — حرامست بر چشم سالار قوم
غم زیردستان بخور زینهار — بترس از زبردستی روزگار
نصیحت که خالی بود از غرض — چو داروی تلخست دفع مرض

حکایت درین معنی

یکی را حکایت کنند از ملوک — که بیماری رشته کردش چو دوک
چنانش درانداخت ضعف خجل — که می برد بر لمتهٔ ریزنان حسد
که شاه ارچه بر عرصه نام اوست — چو ضعف آمد از زیستن کام اوست
ندیم زمین ملک بوسه داد — که عمر خداوند جاوید باد
درین شهر مردی مبارک دست — که از بارسایان چنوئی کمست
نبرند پیش مهمات کس — که مقصود حاصل نشد در نفس
بخوان تا بخواند دعای برین — که رحمت رسد زآسمان بر زمین
بفرمود تا مهتران خدم — بخواندند پیر مبارک قدم
بگفتا دعای کن ای هوشمند — که در رشته چون سوزنم پای بند
شنیدند سخن پیر خم بوده پشت — به تندی برآورد بانگ درشت
که حق مهربانست بر دادگر — به بخشائی و بخشایش حق نگر

دعای منت کی شود سودمند
تو ناکرده بر خلق بخشایشی

بیابد عذر خطا خواستن
کجا دست گیرد دعای درست

شنید این سخن شهریار عجم
برنجید و پس با دل خویش گفت

بفرمود تا هر که در بند بود
بهمان دیده بعد از دو رکعت نماز

که ای برفراز نده آسمان
ولی همچنان بر دعا داشت دست

تو گفتی ز شادی بنخواهد برید
بفرمود و گنجینه گوهرش

حق از بهر باطل نشاید نهفت
مر و باطل رشته بار دگر

چو باری فتادی نگهدار پای
ز سعدی شنو کین سخن راست است

اسیران مظلوم در چاه بند
کجا بینی از دولت آسایشی

پس از شیخ صالح دعا خواستن
دعای ستمدیدگان در دعاست

خشم و خجالت برآمد بهم
چه رنجم حق ست این که در ویش گفت

بفرمانش از امکدندن زدود
بداور برآورد دست نیاز

بجنبش گرفتی بصلحش همان
که رنجور افتاده بر پای جست

چو طاوس چین رشته در پاندید
فشاندند در پای وزیر سرش

ازان جمله دامن بفشاند و گفت
مبادا که دیگر کند رشته سر

که یکبار دیگر بلغزد بجای
نه هر باری افتاده برخاست

اسیران مظلوم در چاه بند
کجا بینی از دولت آسایشی

پس از شیخ صالح دعا خواستن
دعای ستمدیدگان در دعاست

خشم و خجالت برآمد بهم
چه رنجم حق ست این که درویش گفت

بفرمانش از امکدندن زدود
بداور برآورد دست نیاز

بجنبش گرفتی بصلحش همان
که رنجور افتاده بر پای جست

چو طاوس چین رشته در پاندید
فشاندند در پای وزیر سرش

ازان جمله دامن بفشاند و گفت
مبادا که دیگر کند رشته سر

که یکبار دیگر بلغزد بجای
نه هر باری افتاده برخاست

گفتار

جهان ای پسر ملک جاوید نیست — ز دنیا وفاداری امید نیست

نه برباد رفتی سحرگاه و شام — سر سریر سلیمان علیه السلام

بآخر ندیدی که برباد رفت — خنک آنکه با دانش و داد رفت

کسی زین میان گوی دولت ربود — که در بند آسایش خلق بود

بکار آمد آنها که برداشتند — نه گردون ایشان بزیر آورید

حکایت

شنیدم که در مصر سیر اجل — سیه تاخت بر روزگارش اجل

جمالش برفت از رخ دلفروز — چو خورشید زرد شد پس نماند بروز

کز بندند فرزانگان دست فوت — که در طب ندیدند دارو دمی موت

همه نخت و ملکی پذیرد زوال — بجز ملک فرمانده لایزال

چو نوزدیک شد روز عمرش بشب — شنیدند و میگفت در زیر لب

که در مصر چون من عزیزی نبود — چو حاصل همین بود چیزی نبود

جهان گرد کردم نخوردم برش — برفتم چو بیچارگان از سرش

بسی دیده رائی که بخشید و خورد — جهان از پی خویشتن گرد کرد

درین کوشش تا با تو ماند مقیم — که هر چه از تو ماند دریغ ست دیم

کند خواجه بر بستر جان گداز — یکی دست کوتاه و دیگر دراز

دران دم ترا میسزد بدست — که دست مشت زبانش ز گفتن ببست

که دستی بجود و کرم کن دراز
بتا بد بسی ماه و پروین و هور

وگر دست کوته کن از ظلم و آز
وگر کی برآری تو دست از کفن

حکایت

قزل ارسلان قلعه سخت داشت

نه اندیشه از کس نه حاجت بهیچ
چنان نادر افتاد در روضه

چو زلف عروسان رهش پیچ پیچ
که گردن بالوند بر می فراشت

شنیدم که مردی مبارک حضور
بنزدیک شاه آمد از راه دور

که گر لاجوردی طبق مضمه
هنرمندی آفاق گردیده

ولیکن نه پندارش محکمت
دمی چند بودند و بگذاشتند

درخت امید ترا بر خورند
دل از بند اندیشه آزاد کن

که بر یک پشیزش تصرف نماند
امیدش بفضل خدا ماند و بس

که هر مدتی جای دیگر کس ست

چنین گفت شوریدهٔ درد و غم
بگسری که ای وارث ملک جم

اگر ملک بر جم بماندی و بخت
تراچون میسر شدی تاج و تخت

اگر گنج قارون بدست آوری
نماند مگر آنچه بخشی بری

حکایت

چو آگه شد از سلان جان بجان بخش داد
پسر تاج شاهی بسر بر نهاد

به تربت سپردندش از تاج و گاه
نه جای نشستن نه آماجگاه

چنین گفت دیوانه هوشیار
چو دیدش پسر روز دیگر سوار

زهی ملک و دوران سر در نشیب
پدر رفت و پای پسر در رکیب

چنین ست گردیدن روزگار
سبک سیر بد عهد ناپایدار

چو دیر یکه روزی سر آورد عهد
جوان دولتی سر برآرد ز مهد

منه بر جهان دل که بیگانه ایست
چو مطرب که هر روز در خانه ایست

نه لائق بود عیش با دلبرے
که هر بامدادش بود شوهرے

نکوئی کن امسال چون ده ترا ست
که سال دگر دیگرے ده خداست

حکایت

بزرگے چنانش پیشه در حد غور
گرفتی خر دستائی بزور

خران زیر بار گران بی علف
بروزی دو سلین شدندی تلف

چو منعم کند سفله را روزگار
نهد بر دل تنگ درویش بار

چو بام بلند شش بود خود درست — کند بول و خاشاک بر بام پست
شنیدم که باری بعزم شکار — برون رفت بیداد گر شهریار
بپایی بدنبال صیدی براند — شبش در گرفت ار خشم دور ماند
به تنها ندانست رفتن دراه — بیفتاد و بنهاد سر بر کلاه
خرے دید پوینده کارگر — بیفتاد و بنهاد سر بر کلاه
یکی مرد دهقان شتر خانی بدست — توانا و زور آور و باربر
شهنشه برآشفت و گفت ایجوان — چنان بیزوش کاستخوان می شکست
چو زور آوری خود نمائی مکن — زحد رفت جورت برین بیزبان
پسندش نیامد فرومایه قول — برافتاده زور آزمائی مکن
که بیهوده نگرفتم ایزکار پیش — یکی بانگ برپادشه زد بهول
بسا کس که پیش تو معذور نیست — برو چون ندانی تپس کار خویش
ملک سار درشت آمد ازوی خطاب — چو دانی مصلحت در نیست
که پندارم از عقل بیگانه نیست — بگفتا بیا تا چه بینی صواب
نه مستی همانا که دیوانه نیست — نه مستی همانا که دیوانه نیست
بخندید کای ترک ناوان خموش — مگر حال خضرت نیامد بگوش
نه دیوانه خواند کس او را نه مست — چرا کشتی ناتوانان شکست
جهان جوی گفتا ای ستمگاره مرد — چه دانی که خضر آن برای چه کرد
دران بحر مردی جفا پیشه بود — که دلها ازو بحر اندیشه بود

جزا بر زکردار او پرورش
پس آن را زبهر مصالح شکست
شکسته متاع که در حرز تست
بخندید دهقان روشن ضمیر
نه از جهل مے بشکنم پای خر
خر این جا نگه لنگ و بیمار کش
توان را نه گوئی که کشتی گرفت
تفو بر چنان ملک و دولت که زند
ستمگر جفا بر تن خویش کرد
که فردا دران محفل نام و ننگ
نهد بار او را دزد بر گردنش
گرفتم که خر بارش اکنون کشد
گر انصاف پرسی بداختر کست
همین نیچر ورزش تغیر بود
اگر برنخیزد به آن مرده دل
شه این جمله بشنید و خیری نگفت
همه شب زبیداری اختر شمرد

جهانی زدستش چو دریا بجوش
که سالار ظالم نگیرد بدست
ازان به که در دست دشمن درست
که پس حق بدست منست ای امیر
که از جور سلطان بیداد گر
ازان به که پیش ملک بارکش
که چون تا ابد نام زشتی گرفت
که شنعت برو تا قیامت بماند
نه بر زیردستان درویش کرد
بگیرد گریبان درویش بچنگ
نیارد سر از خار برکردنش
دران روز بار خران چون کشد
که در راحتش رنج دیگر کست
که شادیش در رنج مردم بود
که خسپند از دو مردم آزرده دل
بپست اسپ صبر بر بخدزین نخفت
زسود و زیان اندیشه خوابش نبرد

چو آواز مرغِ سحر گوش کرد
پریشانیِ شب فراموش کرد

سواران همه شب یزک تاختند
سحرگه پیِ اسپ بشناختند

بران عرصه بر اسپ دیدند و شاه
پیاده دویدند یکسر سپاه

بخدمت نهادند سر بر زمین
چو دریا شد از موجِ لشکر زمین

بزرگان نشستند و خوان خواستند
بخوردند و مجلس بیاراستند

چو شورِ طرب در نهاد آمدش
ز دهقانِ دوشینه یاد آمدش

بفرمود و جستند و بستند سخت
بخواری فگندند در پای تخت

سیه دل برآهیخت شمشیرِ تیز
ندانست بیچاره روی گریز

بگفت انچه گردید در خاطرش
قلم را زبانش روان تر بود

بنا باکے او تیرِ ترکش بریخت
شب گور در دره مخالست خفت

همه عالم آوازه جورِ تست
که خلقی ز خلقے یکے کشته گیر

بکش گر توانی همه خلق کشت
بانصاف بیخ نکوهش بکن

نه بیچاره بیگنه کشتن ست
تراچاره از ظلم برگشتن ست

دقری و ترس سله سکوبایل
واشال آن ۱۲ تو
وشانی و سکون کان
بجمع قلیل کو در رخوه
پیشه پیش لشکر راه
رو نفر و تجری کی تقول
توانسته و پاس
گفت اندوه بیشتها ہوں
ہم آئسه واست ۱۲
سله نقش و ۱۲
ازدہای کہ رفت بوقشا خفته
سکه بیچتر سرای ازیکسر
دیگر شل ای ہم و جمع ۱۲
طریب عبارت از غلبه خوشی ۱۲
از شیاه کشیده بقصد کشتن آن ہمقان
از عمل کاسه و رابوده و بچوبر خاطر
آمد پادشاه را گفت ۱۲
سخت و درشت ہم پرده واش
زبان آورد ۱۲
ای سخنا
برای

ای ہمقان دہقان یاد آمد ۱۲

خشمناک شیر ۱۲ ای ہمرگاه و ہمراه ۱۲ ہمباد
قاسم دران ترسیدا شد ۱۲ بکشش تیز دران
بزوران سرکش متحد بکشش سخن شاعران
بفشرد ۱۲ سله بزرگ کش عبارت سست ۱۲ سربا
تیر بسوی ترکش عبارت سست ۱۲ سله ای بجای کو تقدیر
بجنگ شدن ۱۲ سله ۱۲ ای ہمرگاه و بعل
بفرخنده ۱۲ ای بجای خنده و بطاس
قرار سوزنده بمن ۱۲ ای بجای سوزنده بمن
نقش عالست ای بجای سست عالم فضا
بیچین ہم و ای بسین پس بجای پیچیدن
آن عالست پس بجای چون
سپه بیان آورد ۱۲ ای بجای فرض کرد
سکه ۱۲ از زمانی می خلق
۱۲ از جور تو نه بیش من تنها کی
از جور تو نه بیش من تنها کی
نه خلق الله الا است پس
اگر ہم از خدا کشتی بیچ
ما عمل نیست زیرا که
بگویمان ان تو ایشان را
اند کشتن تمام خلق
اسکان ان تو ایشان را

چو بیداد کردی توقع مدار — که نامت بنیکی رود در دیار
ندانم که چون خسپدت دیدگان — نخفته ز دستت ستمدیدگان
بدان کی گشوده شود پادشاه — که خلقش ستایند در بارگاه
چه سود آفرین بر سر انجمن — پس پرده نفرین کنان در دهن
گرفت این سخن شاه ظالم بگوش — ز سرمستی غفلت آمد بهوش
دریغ آن دهی کز نبشتن دهی — دهی را نبخشید فرماندهی
بیاموز از عالمان عقل و خوی — نه چندانکه از جاهل عیب جوی
ز دشمن شنو سیرت خود که دوست — هر آنچه از تو اید بچشمش نکوست
ستایش سرایان نیارند یار — ملامت کنان دوستدار تواند
ترا هر که دوری بهتر کند — که یاران خوشطبع شیرین منش
ازین پند خلقی بنصیحت نگوید کست — وگر عاقلی یک اشارت بست

حکایت

چو دور خلافت بمامون رسید — یکی ماه پیکر کنیزک خرید
بخرمن آفتابی بتن گلبنی — بعقل خردمند بازی کنی
بخون عزیزان فرو برده چنگ — سر انگشتها کرده عناب رنگ
برابروی عابد فریبش خضاب — چو قوس قزح بود بر آفتاب
شب خلوت آن لعبت حور زاد — مگر تن در آغوشش مامون نداد

گرفت آتش خشم در وی عظیم
بجنبانید سر اینک بشمشیر تیز
بگفت از کجه بر دل گزند آمدت
بگفت ار کشی ور شگافی سرم
کشد تیر پیکار و تیغ ستم
شنید این سخن سر بر و بر بجست
دلش گرچه در حال از زور نجه شد
پری چهره را هم نشین کرد و دوست
بزرگان من آن کس نخواهند دست
بگمراه رفتن نمیدیدمش
هر آنگه که عیبت نگوید کسی
مگو شهد شیرین شکر فا گفت
چه خوش گفت پیروز دار و فروش
ببرزین نگر رفت بخیته

سرش خواست کوبن چو جوزا دو نیم
بیندازد و با من من گفت و خیز
چه خصلت زمن ناپسند آمدت
زبوی دهانت برنج اندرم
بیکبار و بوی دهان دمبدم
بشوریده بر خود بپیچید سخت
دوا کرد و خوشبوی چون غنچه شد
که این عیب من گفت یار من اوست
که گوید فلان خار در راه است
جفای تمامست و جور قوی
هنر دانی از جاهلی عیب خویش
کسی را که سقمونیا لا اتوست
شفا بایدت دارد تلخ نوش
بشهد عبادت مرا سخته

حکایت

درویش صادق با پادشاه بیدادگر

شنیدم که از نیکمردی فقیر
دل آزرده شد پادشاهی بگیر
اگر بر زبانش نرفتی حقی
زگردن کشی بروی آشفته بود

بزندان فرستادش از بارگاه — که زور آزمایست بازوی شاه
زیاران یکے گفتش اندر خفت — مصالح نبود این سخن گفت گفت
رسانیدن امر حق طاعتست — زندان سر کیمیا عتست
همانم که در خیمه این بر ساز رفت — حکایت بگویش ملک باز رفت
بخندید کو ضمیر ما را بدید — نداند که نتوان در این حبس مرد
غلامی بدرویش بر داین پیام — بگفتا بخسرو بگو ای غلام
که دنیا همین ساعتی بیش نیست — غم و خرمی پیش درویش نیست
نه گر دستگیرے کنی خرم نه گر سر بری در دلم نیست غم
ترا گر سپاهست و فرمان و گنج — مرا گر عیالست و حرمان و رنج
بدروازه مرگ چون در شویم — بیک هفته با هم برابر شویم
منه دل برین ملک و دولت بچرو — تن خویش را آتش مسوز
نه پیش از تو بسیار کس چون تو اند — به بیداد گردن جهان سوز خفتند
چنان زی که ذکرت بنیکی کنند — چو مردی نه بر گور نفرین کنند
نباید برستم بدآیین نهاد — که گویند لعنت بران کلن نهاد
وگر بر ستم آید خداوند زور — نه زیبش کند عاقبت خاک گور
بفرمود دلتنگ روی از جفا — که بیرون کنند شرش از بارگاه
چنین گفت مرد حقایق شناس — ازین هم که گفتی ندارم هراس

من از بی زبانی ندارم غمے
که دانم که ناگفته البته داند همی

اگر بینوائی برم ور ستم
گرم عاقبت خیر باشد چه غم

عروسے بود نوبت ماتمت
گرت نیک روزی بود خاتمت

حکایت

یکی مشت زن بخت روزی نداشت
نه اسباب شامش مهیا نه چاشت

زجور شکم گل شنیدی بپشت
که روزی محالست خوردن بمشت

مدام از پریشانی روزگار
دلش محنت آلود و تن سوگوار

گهش جنگ با عالم خیره کش
گه از بخت شوریده رویش ترش

گه از دیدن عیش شیرین خلق
فرو میشدی آب تلخش بحلق

گه از کار آشفته بگریستی
که کس دید ازین صنعتے زیستی

کسان شهد نوشند مرغ و بره
مرا روغنے نان می نه بندره

گر انصاف پرسی نه نیکوست این
برهنه من و گربه را پوستین

درخت ار فلک شیوه ساختی
که گنجے بدست من انداختے

مگر روزگارے هوس راندمی
زخود گرد محنت بیفشاندمے

شنیدم که روزی زمینی بکاوید
عظام رنخدان پوسیده یافت

بخاک اندرش عقد بگسیخته
گهرهائے دندان فرو ریخته

دهان بیزبان پند میگفت و ساز
که ای خواجه تا بیمرادی بساز

نه اینست حال دهن زیر گل — شکر خورده انگار یا خون دل
غمم از گردش روزگاران مدار — که بیجا بگردد بسے روزگار
همان نخطه کین خاطرش روی داد — غم از خاطرش رخت یکسو نهاد
که ای نفس بے رای تدبیر و هش — بکش بار تیمار و خود را مکش
اگر بنده بازر بسر برد — وگر سر بأوج فلک بر برد
دران دم که حالش دگرگون شود — بمرگ از سرش مرد و میرون شود
غم و شادمانی نماند و لیک — بجز ای عمل ماند و نام نیک
کرم پایه دارد نه دیهیم و تخت — بده گر توان ماندای نیک بخت
مکن تکیه بر ملک و جاه و حشم — که پیش از تو بوده ست کس بعد از تو هم
زر افشان چو دنیا بخواهی گذاشت — که سعدی در افشاند اگر زر نداشت

حکایت

حکایت کنند از جفاگستری — که فرماندهی داشت بر کشوری
در ایام او روز مردم چو شام — شب از بیم او خواب مردم حرام
همه روز نیکان از و در بلا — بشب دست پاکان از و بر دعا
گروهے بر شیخ آن روزگار — که ای پیر دانای فرخنده رای
بگفتا دریغ آمدم نام دوست — بگو این جوان را تبر س از خدای
که هر کس نه در خورد پیغام اوست

کسی را کہ بینی ز حق برکران
منہ بادی ایخواجہ حق در میان

حقت گفتم ای خسرو نیک رای
توان گفت حق پیش مرد خدای

بزرمرد نادان نریزم علوم
کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم

چو در روی گیرد وعدگو واندم
بر نجد بجان و بر نجاندم

ترا عادت ای پادشہ حق رویست
دل مرد حق گوی از اینجا قویست

بگین خصلتی داری ای نیک بخت
کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت

عجب نیست گر ظالم از من بجان
بر نجد کہ در دست دشمن پاسبان

تو ہم پاسبانی بانصاف و داد
کہ حفظ خدا پاسبان تو باد

ترا نیست منت ز روی قیاس
خداوند را فضل و منت سپاس

کہ در کار خیرت بخدمت بداشت
نہ چون دیگران ت معطل گذشت

ہمہ سعی بسیدان کوشش زنند
ولی گوی بخشش نہ ہر کس برند

تو حاصل نکردی بکوشش بہشت
خداوند تو خوی بہشتی سرشت

دولت روشن و وقت مجموع باد
قدم ثابت و پایہ مرفوع باد

حیاتت خوش و زندگانی بکام
عبادت قبول و دعا مستجاب

گفتار

ہمی تا برآید بتدبیر کار
مدارای دشمن بہ از کارزار

چو نتوان عدو را بقوت شکست
بہ نعمت بباید در فتنہ بست

گر اندیشه داری ز دشمن گزند — به تعویذ احسان زبانش ببند
عدو را بجای خسک در رہش — بریزی که احسان کند کند دندانش تیز
بتدبیر شاید جہان خورد و لوش — چو دستی نشاید گزیدن ببوس
بتدبیر رستم درآید به بند — که اسفندیار نجست از کمند
عدو را بفرصت توان کند پست — پس اورا مراعات چندان مکن که دست
حذر کن ز پیکار کردن کسی — که از قطره سیلاب دیدم بسی
مزن تا توانی برابر دگر — که دشمن اگرچه زبون و دست به
بود دشمنش تازه و دوست ریش — کسی کش بود دشمن آزار دوست بیش
مزن با سپاهی ز خود بیشتر — که نتوان زد انگشت با نیشتر
وگر زو توانا تری در نبرد — نه مردیست برنا توان زور کرد
اگر پیل زوری و گر شیر چنگ — نبرد یک من صلح بهتر که جنگ
چو دست از همه حیلتی در گسست — حلالست بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواهد عدو سر مپیچ — وگر جنگ جوید عنان بر مپیچ
که گردی به بند در کارزار — ترا قدر و هیبت شود یک هزار
ور او پای جنگ آورد در رکاب — نخواهد بجز از تو داور حساب
تو هم جنگ را باش چون فتنه جاست — که بر کینه در مهربانی خطاست
چو با سفله گوئی بلطف و خوشی — فزون گردد شکر وگردنکشی

بعضی نسخ ریاده دلیسا ۱۲ اک — غرور ۱۲ انکبر ۱۲ انکسار ۱۲

چو دشمن در آمد بعجز از درت
بدر کن ز دل کین و خشم از سرت

چو زنهار خواهد کرم پیشه کن
بجای و از مکرش اندیشه کن

ز تدبیر پیر کهن برگرد
که کار آزموده بود سالخورد

درآرند بنیاد دین زیر پای
جوانان به شمشیر و پیران برای

بیندیش در قلب هیجا مفر
چه دانی کزان کیست یا شد ظفر

چو بینی که لشکر ز هم دست داد
به تنها مده جان شیرین بباد

اگر بر کناری ز رفتن بکوش
وگر در میان آلبس دشمن بپوش

وگر خود هزاری و دشمن دویست
چو شب شد در اقلیم دشمن مایست

شب تیره نجه سوار از کمین
چو با نصد بشوکت بدر رو زمین

چو خواهی بریدن بشب راهها
حذر کن نخست از کمین گاهها

میان دو لشکر چو یکره زدند
سر پنجه زورمندش نماند

تو آسوده بر لشکر مانده زن
که نادان ستم کرد بر خویشتن

چو دشمن شکستی میفکن علم
که بازش گیاید جراحت بهم

بسی در قفای هزیمت مران
نباید که دور افتی از یاوران

هوا بینی از گرد هیجا چو میغ
بگیرند گردت بزرین و تیغ

بدنبال غارت نراند سپاه
که خالی بماند پس پشت شاه

به از جنگ در حلقهٔ کارزار
سپه را نگهبانی شهریار

گفتار

دلاور که بارے تهوّر نمود — بباید بمقدارش اندر فزود

که باری دگر دل نهد بر هلاک — ندارد ز پیکار یاد چوج باک

سپاهی در آسودگی خوش بدار — که در حالت سختی آید بکار

کنون دست مردان جنگی ببوس — نه آنگه که دشمن فرو کوفت کوس

سپاهی که کارش نباشد ببرگ — چرا دل نهد روز هیجا بمرگ

نواحی ملک از کف بدسگال — به لشکر نگهدار و لشکر بمال

ملک سا بود بر عدو دست چیر — چو لشکر دل آسوده باشند و سیر

بهاے سر خویشتن میخورد — نه انصاف باشد که سختی برد

چو دارند گنج از سپاهی دریغ — در دیر نیاید شدن آن تیغ

چه مردی کند در صف کارزار — چو دستش تهی باشد و کارزار

گفتار اندر تقویت مردان کارآزموده

به پیکار دشمن دلیران فرست — هزبران بناورد شیران فرست

برای جهان دیدگان کار کن — که صید از مودست گرگ کهن

مترس از جوانان شمشیر زن — خدنگ زبیران بسیار فن

جوانان پیل افگن شیر گیر — بدانند دستان روباه پیر

خردمند باشد جهاندیده مرد — که بسیار گرم از مود است و سرد

جوانان شایسته بخت ور
ز گفتار پیران نه پیچد سر

گرت مملکت باید آراسته
مده کار معظم بنو خاسته

سپه را مکن پیشرو جز کسی
که در جنگها بوده باشد بسی

نتابد سگ صید روی از پلنگ
زروبه ر مدر شیر نادیده جنگ

چو پرورده باشد پسر در شکار
نترسد چو پیش آیدش کارزار

بکشتی و نخجیر و آماج و گوی
دلاور شود مرد پرخاش جوی

بگرما به پرورده و عیش و ناز
بزخم چوبند در جنگ باز

دو مرد ش نشانند بر پشت زین
بود کش زند کو دکی بر زمین

یکی را که دیدی تو در جنگ پشت
بکش گر عدو در مصافش بکشت

مخنث به از مرد شمشیر زن
که روز وغا سر بتابد چو زن

حکایت

چه خوش گفت گرگین بفرزند خویش
چو قربان بیگار بر بست کیش

اگر چون زنان جست خواهی گریز
مرو آب مردان جنگی مریز

سواری که نبود در جنگ پشت
نه مشهور اگه نام آوران آبه کشت

تهور نیاید مگر زان دو یار
که افتند در حلقهٔ کارزار

دو مجلس و هم سفره و هم زبان
بگوشند در قلب هیجا بجان

که ننگ آیدش رفتن از پیش نیز
برادر بچنگال دشمن اسیر

چو بینی که یاران نباشند یار — هزیمت بجانب غنیمت شمار

گفتار

دو تن پرور اے شاہِ کہتر نواز — یکے اہل بازو دوم اہل راز

بنامِ آوران گوی دولت برند — کہ دانا دو شمشیر زن پرورند

ہر آن کو قلم را نور زید و تیغ — بر و گر بمیرد دلش وا ندرِ یغ

قلم زن نگہدار و شمشیر زن — نہ مطرب کہ مردی نیاید ز زن

تو مردیست دشمن بدم اسباب جنگ — تو مدہوش ساقی و آواز چنگ

بسا اہل دولت ببازی نشست — کہ دولت بر قش ببازی ز دست

گفتار

نگویم ز جنگ اندیش ترس — و لیکن ز صلح اندر و بیش ترس

بسا کس بروز آیتِ صلح خواند — چو شب شد سپہ بر سرِ خفتہ راند

زرہ پوش چندیں مرد او ز زنان — کہ بستر بود جایگاہ زنان

بجیمہ درون مرد شمشیر زن — بر ہنہ نخسپد چو در خانہ زن

بباید نہان جنگ را ساختن — کہ دشمن نہان آورد تاختن

حذر کار مردان کار آگہ است — ز تک سد رہ دشمن لشکر گہ است

گفتار

میانِ دو بدخواہ کوتاہ دست — نہ فرزانگی باشد ایمن نشست

اگر هر دو با هم شگالند دراز
شود دست کوتاه ایشان دراز

یکی را به نیرنگ مشغول دار
دگر را برآور ز هستی دمار

اگر دشمنی پیش گیرد ستیز
به شمشیر تدبیر خونش بریز

برد دوستی گیر با دشمنش
که زندان شود پیرهن بر تنش

چو در لشکر دشمن افتد خلاف
تو بگذار شمشیر خود در غلاف

چو گرگان پسندند بر هم گزند
برآسایند اندرمیان گوسپند

چو دشمن بدشمن شود مشتغل
تو با دوست بنشین بآرام دل

گفتار اندر ملاطفت دشمن از روی عاقبت اندیشی

چو شمشیر پیکار برداشتی
نگهدار نهان ره آشتی

که لشکر کشوفان مغفرشگاف
نهان صلح جویند و پیدا مصاف

دل مرد میدان نهانی بجوی
که باشد که در پایت افتد چو گوی

چو سالاری از دشمن افتد بچنگ
باشتن برش کردن باید درنگ

که افتد کزین نیمه هم سروری
بماند گرفتار در چنبری

وگر کشتی این بندی ریش را
نه بینی دگر بندی خویش را

نترسد که دور انش بندی کند
که بر بندیان زور بندی کند

کسی بندیان را بود دستگیر
که خود بوده باشد به بندی اسیر

اگر سر نهد بر خطت سروری — جو نیکش بداری نهد دیگری
وگر خفیه ده دل بدست اوری — ازان به که صد ره بشیخون بری

گفتار اندر حذر کردن از دشمنی که در طاعت آید

گرت خویش دشمن شود دوستدار — تلبس امین مشو زینهار
که گردد درونش بکین تو ریش — چو یابد ایدش مهر و پیوندش خویش
بداندیش را لفظ شیرین مبین — که ممکن بود زهر در انگبین
کسی جان از آسیب دشمن ببرد — که مردستان را بد شمن شمرد
نگهدار آن شوخ در کیسه زر — که بیند همه خلق را کیسه بر
سپاهی که عاصی شود در امیر — ورا تا توانی بخدمت مگیر
ندانست سالار خود را سپاس — ترا هم نداند ز عذرش هراس
بسوگند و عهد استوارش مدار — نگهبان پنهان بر و بر گمار
نو آموز را ریسمان کن دراز — نه بگسل که دیگر نه بینیش باز
چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار — بگیری بزندانیانش سپار
که بندی چو دندان بخون در برد — ز حلقه مبیداد گر خون خورد
چو بر بندی از دست دشمن دراز — رعیت بدارمان ترا زو دی آواز
که گر باز کوبد در کارزار — برآرند عام از دمار غش دمار

باب دوم در احسان

اگر هوشمندی بجنبش گرای
که دانش وجود و تقوی نبود
بصورت درش هیچ معنی نبود
که معنی ز صورت بماند بجای

کسی خسپد آسوده در زیر گل — که خسپند زو مردم آسوده دل

غم خویش در زندگی خور که خویش — بمرده نپردازد از حرص خویش

زر و نعمت اکنون بده کان تست — که بعد از تو بیرون دگر کان تست

نخواهی که باشی پراگنده دل — پراگندگان را ز خاطر مهل

پریشان کن امروز گنجینه چیست — که فردا کلیدش نه در دست کیست

تو با خود بر توشهٔ خویشتن — که شفقت نیاید ز فرزند و زن

کسی گوی دولت ز دنیا برد — که با خود نصیبی بعقبی برد

بفرخ از گی جز سزا نگذشت من — نخارد کسی در جهان پشت من

مکن بر کف دست نه هر چه هست — که فردا بدندان بری پشت دست

بپوشیدن ستر درویش کوش — که ستر خدایت بود پرده پوش

مگردان غریب از درت بی نصیب — مبادا که گردی بدر ها غریب

بزرگی رساند محتاج خیر — که تا سر که محتاج گردد بغیر

بحال دل خستگان در نگر — که باری دل خسته باشی مگر

فرومانده گان را دردن شاد کن — ز روزی یکبار فرومانده گی یاد کن

نه خواهنده بر درد دیگران — بشکرانه خواهنده از در مران

گفتار اندر نواختن یتیمان و رحمت بر حال ایشان

پدر مرده را سایه بر سر فگن
ندانی چه بودش فرو مانده سخت
چو بینی یتیمے سر افگنده پیش
یتیم ار بگرید که نازش خرد
الا تا بگرید که عرش عظیم
بر رحمت بکن آنش از دیده پاک
اگر سایه خود برفت از سرش
من انگه سر خویش جویم راحت
که سر در کنار پدر داشتم
اگر بر وجودم نشستی مگس
کنون گر بزندان برندم اسیر
مرا باشد از درد طفلان خبر
که در طفلی از سر برفتم پدر

غبارش بفشان و خاکش مکن
بود تازه نی بیخ هرگز درخت
مده بوسه بر روی فرزند خویش
وگر خشم گیرد که بارش برد
بلرزد همی چون بگرید یتیم
بشفقت بیفشانش از چهره خاک
تو در سایه خویشتن پرورش
که سر در کنار پدر داشتم
پریشان شدی خاطر خیره کس
نباشد کس از دوستانم نصیر
که در طفلی از سر برفتم پدر

حکایت در ثمرهٔ نیکوکاری

کسی دید در خواب ضحاک را
همی گفت در روضه‌ها می چمید
مشو تا توانی ز رحمت بری
چو انعام کردی مشو خود پرست

که خاری ز پای یتیمی بکند
کز آن خار بر من چه گلها دمید
که رحمت بر بندت چو رحمت بری
که من سروری گم کردم ز زیردست

اگر تیغ دورانش اندر اخست
نه شمشیر دوران هنرها بساخت

چو بینی دعاگوی دولت هزار
خداوندرا شکر نعمت گزار

نه چشم آن تو دارند مردم بسی
نه تو چشم داری بدست کسی

کرم خوانده امت سریت سروران
غلط گفتم اخلاق پیغمبران

حکایت در اخلاق پیغمبران

شنیدم که یک هفته ابن السبیل
نیامد بمهمانسرائی خلیل

ز فرخنده خوئی نخوردی شکیب
مگر بینوائی درآید ز راه

برون رفت و هر جانبی بنگرید
براطراف وادی نگه کرد و دید

به تنهایی دربیابان چو بید
سر و مویش از برف پیری سفید

بدلداریش مرحبائی بگفت
برسم کریمان صلائی بگفت

که ای چشمهای مرا مردمک
یکی مردمی کن بنان و نمک

نعم گفت و برجست و برداشت گام
که دانست خلقش علیه السلام

رقیبان مهمانسرای خلیل
بعزت نشاندند پیر دلیل

بفرمود و ترتیب کردند خوان
نشستند بر هر طرف همگنان

چو بسم الله آغاز کردند جمع
نیامد ز پیرش حدیثی بسمع

چنین گفتش ای پیر دیرینه روز
چو پیران نمی بینمت صدق و سوز

که نام خداوند روزی بری
که نشنیدم از پیر آذر پرست
که گبر است پیر تبه بوده حال
که سنگر بود پیش پاکان پلید
بهیبت ملامت کنان کای خلیل
ترا نفرت آمد از و یک زمان
تو با پس چرا میبری دست جود

نشستی و نقلیکه روزی خوری
بگفتا نه گیرم طریقت بدست
بدانست پیغمبر نیک فال
بخواری براندش چو بیگانه دید
سروش آمد از کردگار جلیل
منش داده صد ساله روزی و جان
گر او میبرد پیش آتش سجود

گفتار اندر احسان با مردم نیکوبد

گره بر سر بند احسان مزن
زیان میکند مرد تقصیر دان
بجا عقل با شرع فتوی دهد
ولیکن تو بستان که صاحب دلی

که این رزق موسی و شیدست و آن
که علم و ادب میفزود شد بنان
که مرد خرد دین بدنیا دهد
از ارزان فروشان بر غبت خرد

حکایت عابد با شیاد شوخ دیده

زباندانی آمد بصاحبدلی
یکی سفله را داد درمی بر من ست

که محکم فرو مانده ام در گلی
که دانگی از و بر دلم ده من ست

همه شب پریشان از و حال من
همه روز چون سایه دنبال من

بگردار سختهای خاطر پریش
درون دلم چون درِ خانه ریش

خدایش بگرتاز مادر بزاد
جز آن ده درم چیز دیگر نداد

ندانسته از دفتر دین الف
نخوانده بجز باب لا ینصرف

خور از کوه یکروز سر بر نزد
که آن قلتبان حلقه بر در نزد

درا ندیشه ام تا کدامم کریم
ازان سنگدل دست گیرد بسیم

شنید این سخن پیر فرخ نهاد
درستی دو درا ستینش نهاد

زر افتاد در دست افسانه گوی
برون رفت از انجا چو خورشید روی

یکی گفت شیخ این ندانی که کیست
برو گریه بسیر و بنا ید گریست

گدائی که بر مجمر زرین نهد
ابوزید را اسپ و فرزین نهد

بر آشفت عابد که خاموش باش
تو مرد و زبان نیستی گوش باش

اگر راست بود آنچه پنداشتم
ز خلق آبرویش نگهداشتم

اگر شوخ چشمی وسالوس کرد
الا تا نه پنداری افسوس کرد

که خود را نگهداشتم ابروی
ز دست چنان گربزی یاوه گوی

بدونیک را بذل کن سیم و زر
که این کسب خیر است و آن وضع شر

خنک آنکه در صحبت عاقلان
بیاموزد اخلاق صاحبدلان

گرت عقل و رایست و تدبیر و هوش
بعزت نشینی پند سعدی بگوش

که اغلب درین شیوه دارد مقال — نه در چشم و زلف و بناگوش و خال

یعنی پند و نصیحت ۱۲ گفتگو ۱۲

حکایت پدر مسک و فرزند جوانمرد

یکی رفت و دنیا از و یادگار — خلف بود صاحبدلی هوشیار

ای مال دنیا ۱۲ میراث ۱۲

نه چون مسکان دست بر زر گرفت — چو آزادگان دست از و بر گرفت

بخیلان و لیکمان ۱۲ اقر ۱۲

ز درویش جا را نماندی برش — مسافر بمهمان سرای آندرش

احرار ۱۲ جوانمردان ۱۲ مسافرخانه ۱۲

دل خویش و بیگانه خرسند کرد — نه همچون پدر سیم و زر بند کرد

ملامت کنی گفتش ای باد دست — بیک ره پریشان مکن هرچه هست

یک مرتبه ۱۲ بهار ۱۲ باب

بسالی توان خرمن اندوختن — بیک دم نه مردی بود سوختن

چو در تنگدستی نداری شکیب — نگهدار وقت فراخی حسیب

مروت ۱۲ جوانمردی ۱۲

مقوله ملامت کن ۱۲ مفعول ۱۲

مثل

بدختر چه خوش گفت با نوی ده — که روز نوا برگ سختی بنه

همه وقت پرداز مشک و سبوی — که پیوسته در ده روان نیست جوی

بدنیا توان آخرت یافتن — بزر پنجه دیو برتافتن

ز دست تهی بر نیاید امید — بزر بر کنی چشم دیو سفید

اگر تنگدستی مرو پیش یار — وگر سیم داری بیاو بیار

که بی سیم کس مرد نیرزد بهیچ — که با سیم دارد بهشت و بهیچ

تهیدست در خوبرویان مپیچ

یای خطاب ۱۲ یای مشوق ۱۲

وگر هر چه داری بکف بر نهی — گفت وقت حاجت بماندی تهی
گدایان بسیم تو هرگز نموی — نه گردند و ترسم تو لاغر شوی

باز آمدم بحکایت فرزند خلف

چو سمع خیر این حکایت بگفت — ز غیرت جوانمرد را رگ بخفت
پراگنده دل گشت ازان گفتگوی — برآشفت و گفت ای پراگنده گوی
مرا دستگاهی که پیرانست — پدر گفت میراث جد من ست
نه ایشان بجست و نگهداشتند — بحسرت ببردند و بگذاشتند
بدستم بنیفتاد مال پدر — که بعد از من افتد بدست پسر
همان به که امروز مردم خورند — که فردا پس از من بیغم برند
خود و پوش و بخشای و راحت رسان — نگه می چه داری ز بهر کسان
برند از جهان با خود اصحاب رای — فرومایه ماند بحسرت بجای
زر و نعمت اکنون بده کان تست — که بعد از تو بیرون ز فرمان تست
بدنیا توانی که عقبی بخری — بخر جان من ورنه حسرت خوری

حکایت اندر راحت رسانیدن همسایگان

بزاید و قتی زنی پیش شوی — که دیگر مخر نان بقال کوی

ای گفته مرا آخر دلندم ۱۲ س

۱۲ سکینه بنیاد نهادن ۱۲ ۱۲ اسراف اگر دون ۱۲ ۱۲ ۱۲

برش تنگدستی دو حرفی نبشت
که ای خوب فرجام فرخ سرشت

یکی دست گیرم بچندی درم
که چندست تا من بزندان درم

بچشم اندرش قدر چیزی نبود
ولیکن بدستش پشیزی نبود

بخصمان بندی فرستاد مرد
که اسبے نیکنامان آزاد مرد

بدارید چندان کف از دامنش
وگر نیگریزد ضمان بر منش

وزانجا بزندان درآمد کمیز
وزین شهر تا پای داری گریز

چو کفشک درباز دید از قفص
قرارش نبود اندرو یکنفس

چو باد صبا زان زمین سیر کرد
نه سیری که بادش رسیدی بگرد

گرفتند حالی جوان مرد را
که حاصل کنی سیم یا مرد را

چو بیچارگان راه زندان گرفت
که مرغ از قفس رفته نتوان گرفت

شنیدم که در حبس چندی بماند
نه رقعه نبشت و نه فریاد خواند

زمانها بنالید و شبها بخفت
برو پارسائی گذر کرد و گفت

نه پندارمت مال مردم خوری
چه پیش آمدت تا بزندان دری

بگفتا که هان ای مبارک نفس
نخوردم بحیلت گری مال کس

یکی را توان دیدم از بند ریش
خلاصش ندیدم بجز بند خویش

ندیدم بنزدیک دانش پسند
من آسوده و دیگری پای بند

برو آخر دینکنامی ببرد
رهی زندگانی که ناموش مرد

تن زنده دل خفته در زیر گل
دل نفع زنده هر گز نه گردد هلاک

به از عالمی زنده مرده دل
تن زنده دل گر بمیرد چه باک

حکایت در معنی احسان با خلق خدا

یکی در بیابان سگی تشنه یافت
بر و ن از رمق در حیاتش نیافت

کله دلو کرد آن پسندیده کیش
چو جبل اندران بسته دستار خویش

بجذبت میان بست و بازو گشاد
سگ ناتوان را دمی آب داد

خبر داد پیغمبر از حال مرد
که داور گناهان او عفو کرد

الا گر جفا کاری اندیشه کن
کرم پیشه گیر و وفا پیشه کن

کسے با سگے نیکوئی گم نه کرد
کجا گم شود خیر با نیک مرد

کرم کن بران کت برآید ز دست
جهانبان در خیر بر کس نه بست

گرت در بیابان نباشد چهے
چراغی بر در زیارت گهی

بقطار ریگ ار بخشی کرون
نه چندان که دیناری از دست کج

بر د هر کسے بار در خور ز ور
گرانست پای ملخ پیش مور

تو با خلق نیکی کن ای نیکبخت
که فردا نگیرد خدا بر تو سخت

گر از پا در آید نماند اسیر
که افتادگان را بود دستگیر

بآنار فرمان مده بر رهے
که با شد که افتد بفرمان دهی

چو تمکین و جاهت بود بر دوام
ز من زور بر مرد درویش عام

که افتد که با جاه و تمکین شود
چو بیدق که ناگاه فرزین شود

نصیحت شنو مرد نیک بین
نباشد در و هیچ دل تخم کین

خداوند خرمن بر آن میکند
که بر خوشه چین سر گران میکند

بترسد که نعمت به مسکین دهد
وزان بار غم بر دل این نهد

بساز ورمنه گر افتاد سخت
بس افتاده را یاوری گرد بخت

دل زیردستان نباید شکست
سپاوا که روزی شود زیردست

حکایت

بنالید درویشی از ضعف حال
بر تیره روئی خداوند مال

نه دینار دادش سیه دل نه دانگ
بروز دو بسیاری از طیره بانگ

دل سائل از جور سا و خون گرفت
سر از غم بر آورد و گفتا شگفت

تو انگر ترش روی باری چرا است
مگر می نترسد ز تلخی خواست

بفرمود کوته نظر تا غلام
برانندش بیگاری و زجر تمام

به ناکردن شکر پروردگار
شنیدم که برگشت از ورزگار

بزرگیش سر در تباهی نهاد
عطارد قلم در سیاهی نهاد

شقاوت برهنه نشاندش چو سیر
نه بارش از آکردونی بار گیر

فشاندش قضا بر سر از فاقه خاک
مشعبد صفت کیسه و دست پاک

سرایای حالش دگرگونه گشت
بگورش پس از مدتی برگذشت

غلامش بدست کریمی فتاد
تو انگردل و دست و ورد شش نهاد

بدید ار مسکین آشفته حال
چنان شاد بودی که مسکین بمال

شبانگه یکی بر درش تکمه جست
زسختی کشیدن قدمهای سست

بفرمود صاحب نظر بنده را
که خشنود کن مرد درمانده را

چو نزدیک بردش زخوان بهره
برآورد بیخویشتن نعره

چو نزدیک آمد بر خواجه باز
عیان کرد اشکش بدیباچه راز

بپرسید سالار فرخنده خوی
که اشکت زجور که آمد بروی

بگفت اندرونم بشوریده بخت
براحوال این پیر شوریده بخت

که مملوک وی بودم اندر قدیم
خداوند املاک و اسباب و سیم

چو کوتاه شد دستش از غز و ناز
کند دست خواهش بدرها دراز

بخندید و گفتا ای پسر جور نیست
ستم بر کس از گردش دور نیست

نه آن تنگ روزیست بازارگان
که بردی سر از کبر بر آسمان

من آنم که آن روزم از در براند
بروز نمش دور گیتی نشاند

نگه کرد باز آسمان سوی من
فرو شست گرد غم از روی من

خدای ار بحکمت به بندد دری
گشاید بفضل و کرم دیگری

بسا مفلس بی نوا سیر شد
بسا کارغم زبر زیر شد

حکایت

یکی سیرتِ نیک مردان شنو — اگر نیک مردی و پاکیزه رو

که شبلی ز حانوت گندم فروش — بدزدِ بر و انبانِ گندم بدوش

نگه کرد موری ز درِ غله دید — که سر گشته از هر طرف میدوید

ز رحمت بر و شب نیارست خفت — بهادای خود بازش آورد و گفت

مروت نباشد که این مورِ ریش — پراگنده گردانم از جای خویش

درون پراگندگان جمع دار — که جمعیت باشد از زور گار

چه خوش گفت فردوسیِ پاکزاد — که رحمت بران تربتِ پاک باد

میازار موری که دانه کشت — که جان دارد و جانِ شیرین خوشت

سیاه اندرون باشد و سنگدل — که خواهد که موری شود تنگدل

مزن بر سرِ ناتوان دست زور — که روزی بپایش درافتی چو مور

نه بخشید بر حالِ پروانه شمع — نگه کن که چون سوخت در پیشِ جمع

گرفتم ز تو ناتوان تر بسی ست — توانا تر از تو همی آخر کسی ست

گفتار اندر جوانمردی و ثمرهٔ آن

بجنبش ای پسر کادمی زاده صید — باحسان توان کرد وحشی بقید

رحم کن تا عدو را بالطاف گردن به بند — که نتوان بریدن به تیغ این کمند

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود — نیاید دگر خبثش از وی وجود
مکن بد که بد بینی از یار نیک — نروید ز تخم بدی بار نیک
چو با دوست دشوار گیری و تنگ — نخواهد که بیند ترا نفس و رنگ
وگر خواجه با دشمنان نیک خوست — بسی برنیاید که گردند دوست

حکایت در معنی صید کردن دلها باحسان

برہ در یکے پیسم آمد جوان — بتگ در پیش گوسفندی دوان
بدو گفتم این ریسمانست و بند — کہ می آرد اندر پلیت گوسپند
سبک طوق و زنجیر از و باز کرد — چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
برہ همچنان در پیش سید دید — کہ جو خورده بود از کف مرد و خوید
چو باز آمد از عیش و بازی بجای — مرا دید و گفت ای خداوند رای
نه این ریسمان میبرد با منش — کہ احسان کند بست در گردنش
بلطفی کہ دیدست پیل دمان — نیارد همی حمله بر پیلبان
بدان سیبرہ را نوازش کن ای پسر — کہ سگ پاس دارد چو نان تو خورد
بران مرد کندست دندان تیز — کہ مالد زبان بر پذیرش دو روز

حکایت درویش بارو باه

یکی روبهی دید بیدست و پای — فرو ماند در صنع لطف خدای

حاشیه: ۱۲ بیت ۱۲ بیت ۱۲ بیت

که چون عمر زندگانی بسر میبرد
بیان ضعیف ۱۲
درین بود درویش شوریده رنگ
شغالی نگون بخت را شیر خورد
دگر روز باز اتفاقی فتاد
یقین مرد را دیده بیننده کرد
کزین پس بگنجی نشینم چو مور
ز نجدان فرو برد چندی بجیب
نه بیگانه تیمار خوردش نه دوست
چو صبرش نماند از ضعیفی بهوش
بر و شیر درنده باش ای دغل
چنان سعی کن کز تو ماند چو شیر
چو شیران کرا گردن فربه است
بچنگ آر روباه و دیگران نوش کن
بخور تا توانی ببازوی خویش
چو مردان بر رنج در راحت سان
برو دست گیر ای نصیحت پذیر
خدا را بران بنده بخشائش ست
که خلق از وجودش در آسائش ست

بدین دست و پا از کجا میخورد
که شیری در آمد شغالی بچنگ
بماند انچه روباه ازو سیر خورد
که روزی رسان قوت روزش بداد
شد و تکیه بر آفرینده کرد
که روزی نخورد ند پیلان بزور
که بخشنده روزی فرستد ز غیب
چو چنگش رگ استخوان ماند و پوست
ز دیوار محرابش آمد بگوش
مپندار از خود را چو روباه شل
چو تو به چه باشی بوا مانده سیر
گر افتد چو روبه بسگ بازوی به است
نه بر فضله دیگران گوش کن
که سعیت بود در ترازوی خویش
مخنث خورد دست رنج کسان
نه خود را بیفگن که دستم بگیر
که خلق از وجودش در آسائش ست

حکایت عابد بخیل

کرم در زمان شرکه مغزی در وست
کسی نیک بیند بهر دو سرای

که دون همتانند بی مغز پوست
که نیکی رساند بخلق خدای

شنیدم که مردیست پاکیزه بوم
من و چند سالوک صحرا نورد

شناسا و ره رو در اقصای روم
برفتیم قاصد بدیدار مرد

سر و چشم هر یک ببوسید و دست
بتمکین و عزت نشاندو نشست

زرش دیدم و زرع و شاگرد و رخت
ولی بیمروت چو بی برد رخت

بخلق و لطف گرم رو مرد بود
ولی دیگدانش قوی سرد بود

همه شب نبودش قرار از هجوع
زتسبیح و تهلیل و ما را ز جوع

سحر گه میان بست و در باز کرد
همان لطف در شیفته آغاز کرد

یکی بذله شیرین خوشطبع بود
که با ما مسافر دران مرتبع بود

مرا بوسه گفتا بتصحیف ده
که درویش را توشه از بوسه به

بخدمت منه دست بر کفش من
مرانان ده و کفش بر سر بزن

بایثار مردان سبق برده اند
نه شب زنده داران دل مرده اند

همی دیدم از پاسبان ستار
دل مرده و چشم شب زنده دار

کرامت جوانمردی و نان دهیست
مقالات بیهوده طبل تهیست

قیامت کسی باشد اندر بهشت
که معنی طلب کرد و در عیش خفت

حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی وی

بمعنی توان کرد دعوی درست
ورم بیقدم تکیه گاهست سست

شنیدم در ایام حاتم که بود
بنخجیر شد با سگ و اسپ و سود

صبا سیر عنتی رعد بانگ او همی
بیابان بابا یال و دم اژدها

تنک ژاله میریخت بر کوه و دشت
یکی سیل رفتار هامون نورد

بگفتند مردان صاحب علوم
که هنگام او در کرم مردمیست

بیابان نوردی چو کشتی بر آب
بدستور دانا چنین گفت شاه

من از حاتم آن اسپ تازی نژاد
بدانم که در وی شکوه مهیست

رسول خردمند عالم بطی
زمین مرده و ابر گریان برو

بمنزل گه حاتم آمد فرود
سماطی بیفگند و اسپی بکشت

بخیل اندرش با وفائی چو دود
که بر برق بیشی گرفتی همی

تو گفتی مگر ابر نیسان گذشت
که باد از پسش بار ماندی چو گرد

سخنهای حاتم بسلطان روم
چو اسپش بجولان در آورد پیش

که بالای سیرش پر و غراب
که دعوی عجالت بود بیگناه

بخواهم گر او مکرمت کرد و داد
وگر رد کند بانگ طبل تهیست

روان کرد وده مرد همراه وی
صبا کرده بار دگر جان درو

برآسود چون شنبه بر زنده رود
بدامن شکر داد شان نر بمشت

شب آنجا بودند و روز دیگر
بگفت آنچه دانست صاحب خبر

همی گفت و حاتم پریشان چو مست
ز حسرت بدندان همیگند دست

که ای بهر دور موبد نیکنام
چرا پیش از بیم نگفتی پیام

من آن بادرفتار دلدل شتاب
ز بهر شما دوش کردم کباب

که دانستم از دست باران دیرین
نشاید شدن در چراگاه خیل

بنوعی دگر رو که جایی ورا هم نبود
جز آن بار بر درگاهم نبود

مروت ندیدم در آئین خویش
که مهمان بخسپد دل آزرده ریش

مرا نام باید در اقلیم فاش
دگر مرکب و نام و گو مباش

کسان را دهم داد و تشریف و آب
طبیعی ست اخلاق نیکو ز کسب

خبر شد بروم از جوانمردی
هزارآفرین کرد بر طبع وی

ز حاتم بدین نکته راضی شدند
ازین نکته نغزتر ما جرائی شنفتند

حکایت در آزمودن پادشاه یمن حاتم را بآنا مروی

ندانم که گفت این حکایت یمن
که بودست فرماندهی در یمن

ز نامآوران گوی دولت ربود
که در گنج بخشی نظیرش نبود

توان گفت اورا سحاب کرم
که دستش چو باران فشاندی درم

کسی نام حاتم نبردی بپیش
که سودا نرفتی ازو در سرش

که چندان از مقالات آن بادنج
شنیدم که جشنی راو کاساخت
در ذکر حاتم کسی باز کرد
حسد مرد را بر سر کینه داشت
که تا هست حاتم در ایام من
بلا جوی راه نبی طے گرفت
جوانی بره پیش باز آمدش
نکو روی و دانا و شیرین زبان
کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود
نهادش سحر بوسه بر دست و پای
بگفتا نیارم شدن اندر سیم
بگفت ار بهی با من اندر میان
بمن در ارگفت ای جوانمرد گوش
درین بوم حاتم شناسی مگر
سرش پادشاه مین خواست
کرم رهنمائی بدانجا که اوست
بخندید برنا که حاتم منم

که نه ملک دارد نه فرمان نه گنج
چو چنگ اندران بزم خلقی نواخت
دگر کس نا گفتن آغاز کرد
یکی را بخون خورد دشمن برگماشت
نخواهد به نیکی شدن نام من
بگفتن جوانمرد را پی گرفت
کزو بوی انسی فراز آمدش
بر خویش برد آن شبش میهمان
بدانست شش را دل نیکی ربود
که نزدیک ما چند روزی بپای
که در پیش دارم مهی عظیم
چو یاران یکدل بجوشم بجان
که دانم جوانمرد را پرده پوش
نه فرخنده نامست و نیکو سیر
ندانم چه کین در میان خاست
همین چشم دارم ز لطف تو دست
سر اینک جدا کن بتیغ از تنم

نباید که چون صبح گردد سفید
گزندت رسد یا شوی ناامید

چو حاتم بآزادگی سر نهاد
جوان را برآمد خروش از نهاد

بخاک اندر افتاد و بر پای جست
گهش خاک بوسید و گه پای و دست

بیندا خت شمشیر و ترکش نهاد
چو فرمانبران دست بر کش نهاد

که گر من بگیرم گلی بر وجودت زنم
نه مردم که در کیش مردان زنم

دو چشمش ببوسید و در بر گرفت
وز انجا طریق یمن بر گرفت

ملک در میان دو ابر دی مرد
ندانست حالی که کاری نکرد

بگفتش بیا تا چه داری خبر
چرا سر نه بستی بفتراک بر

مگر بر تو نامآور ی حمله کرد
نیاوردی از ضعف تاب نبرد

جوان مرد شاطر زمین بوسه داد
ملک سا ثنا گفت و تمکین نهاد

بدو گفت کای شاه با داد و هوش
ازین در سخنهای حاتم نیوش

که دریافتم حاتم نامجوی
هنرمند و خوش منظر و خوبروی

جوانمرد صاحب خرد دیدمش
بمردانگی فوق خود دیدمش

مرا بار لطفش دوتا کرد پشت
بشمشیر احسان و فضلم بکشت

بگفت انچه دیدی از گرهای دمی
شهنشه ثنا گفت بر آل طی

فرستاده را داد مهر درم
که مهرست بر نام حاتم کرم

مرا ور ارسد گر گواهی دهند
که معنی و آوازه اش هم مند

حقیقت ۱۲ — شهرت ۱۲

حکایت دختر حاتم در روزگار پیغمبر علیه السلام

شنیدم که طی در زمان رسول
نکردند منشور ایمان قبول

فرستاد لشکر بر ایشان عمر
گرفتند از ایشان گروهی اسیر

بفرمود کشتن بشمشیر کین
که ناپاک بودند و ناپاک دین

زنی گفت من دختر حاتمم
بخواهند ازین نامور حاکمم

کرم کن بجای من ای محتشم
که مولای من بود از اهل کرم

بفرمان پیغمبر پاک رای
کشادند زنجیرش از دست و پای

دران قوم باقی نماند و مدتی
که رانند سیلاب خون بید و بغ

بزاری بشمشیر زن گفت زن
مرانیز با جمله گردن بزن

مروت نه بینم رهائی زنند
به تنها و یارانم اندر کمند

همیگفت گریان براخوان طی
بسمع رسول آمد آواز وی

بخشید شش آن قوم و دیگر عطا
که هرگز نکرد اصل و گوهر خطا

حکایت در آزادمردی حاتم و ذکر بادشاه اسلام

زنگاه حاتم یکی پیر مرد
طلب کرد ده درم سنگ فانید کرد

زراوی چنین یاد دارم خبر
که پیشش فرستاد تنگ شکر

زن از خیمه گفت این چه تدبیر بود
همان ده درم حاجت پیر بود

شنید این سخن نام بردار طی — بخندید و گفت ای ولارام حی
گرا او در خور حاجت خویش خواست — جوا مرد می آل حاتم کجاست
چو حاتم بازاد مردے دگر — زدوران گیتی نیامد مگر
ابو بکر سعد آنکه دست نوال — نهد همتش بر دهان سوال
رعیت پناها دلت شاد باد — بسیعت سلمانی آباد باد
سر افراز دایں خاک فرخنده بوم — زعدلت بر آسایش یونان و روم
چو حاتم که گیتی بدو زنده ای — نبردی کس اندر جهان نام طی
ثنا ماند از ان نامور در کتاب — تراهم ثنا ماند و هم ثواب
که حاتم بدان نام و آوازه خواست — تراسعی و جهد از برای خداست
تکلف بر مرد درویش نیست — وصیت همین یک سخن بیش نیست
که چندانکه جهدت بود خیر کن — زتو خیر ماند ز سعدی سخن

حکایت در حلم پادشاهان

یکی راخری در گل افتاده بود — زسودای خون در دل افتاده بود
بیابان و باران و سرما و سیل — فرو هشته ظلمت براطاق و دیل
همه شب درین غصه تا بامداد — سقط گفت و نفرین و دشنام داد
نه دشمن برست از زبانش نه دوست — نه سلطان که آن قوم و برزن اوست
قضا شاه کشوری نامجوے — به نخجیر گه بد بچوگان و گوے

بخندید و گفت ای ولارام حی — جوا مرد می آل حاتم کجاست
زدوران گیتی نیامد مگر — نهد همتش بر دهان سوال
بسیعت سلمانی آباد باد — زعدلت بر آسایش یونان و روم
نبردی کس اندر جهان نام طی — تراهم ثنا ماند و هم ثواب
تراسعی و جهد از برای خداست — وصیت همین یک سخن بیش نیست
زتو خیر ماند ز سعدی سخن

یکی راخری در گل افتاده بود — زسودای خون در دل افتاده بود
بیابان و باران و سرما و سیل — فرو هشته ظلمت براطاق و دیل
همه شب درین غصه تا بامداد — سقط گفت و نفرین و دشنام داد
نه دشمن برست از زبانش نه دوست — نه سلطان که آن قوم و برزن اوست
قضا شاه کشوری نامجوے — به نخجیر گه بد بچوگان و گوے

شنید آن سخنهای دور از صواب
نگه کرد سالار را اسلیم دید
ملک شهر من در حشم بنگریست
یکی گفت شاها بتیغش بزن
نگه کرد سلطان عالی محل
بخندید بر حالِ مسکین مرد
بپرسش داد و اسپ و قبا پوستین
بدو گفتش ای پیر بی عقل و هوش
اگر من بنالیدم از دردِ خویش
بدی را ابدی سهل باشد جزا

نه صبر شنیدن نه روی جواب
که بر پشته ما را جز ای نشنید
که سودای این بر من از بهر چیست
که نگذاشت کس را نه دختر نه زن
خودش در بلا دید و خود در وحل
فرو خورد خشم سخنهای سرد
چه نیکو بود مهر در وقت کین
عجب نیست گر از قتل گفتا خموش
وی انعامم فرمود در خورِ خویش
اگر مردی احسن الی من اساء

حکایت توانگر سفله و درویش صاحبدل

شنیدم که مفرور دری از کبر بست
بگنجی فرو مانده شصت مرد
شنیدم یکی مرد پوشیده چشم
فرو گفت و بگریست بر خاک کوی
بگفتا ای فلان ترک آزار کن

در خانه بر روی سائل ببست
جگر گرم واه از نفِ سینه سرد
بگفتا چه در تابت آورد و خشم
جفای کزان شخص مدبر وی
یک امشب بنزدِ من افطار کن

بخلق و فریش گریبان کشید
بمنزل در آورد و خوانش کشید

بیآسود درویش و دستی نهاد
بگفت ایزدت خوشدلی داد داد

شب از نیمه بگذشته قطره چکید
سحر دیده بر کرد و دنیا بدید

حکایت بشهر اندر افتاد و جوش
که بی دیده دیده بر کرد و دوش

شنید این سخن خواجهٔ سنگدل
که برگشت درویش از و تنگدل

بگفتا حکایت کن ای نیکبخت
که چون سهل شد بر تو این کار سخت

که بر کرد این شمع گیتی فروز
بگفت ای ستمگاره اشفته روز

تو گوئی نظر بود دستت مرا
که مشغول گشتی بجنبد از جای

بیرون من این در کسی کرد باز
که کردی تو بر روی او در فراز

اگر خود نمیرد بخاک مردان نرفت
بمردی که پیش آیدت روشنی

نسائیله پوشیده چشم دل اند
همانا کزین تو تیها غافلند

چو برگشته دولت ملامت شنید
سر انگشت حسرت بدندان گزید

که شهباز من صید دام تو شد
مرا بود دولت بنام تو شد

کسی چون بدست آورد جره باز
فرو برده چون موش دندان بآز

گفتار اندر دلداری خلقی تا برسند باهل دلی

الا گر طلبگار اهل دلی
زخدمت مکن یک زمان غافلی

خورش دہ بدراج و کبک و حمام
که یکروزت افتد بدامی بدام

چو هر گوشه تیر نیازافگنی
امیدست ناگه که صیدی کنی

دری هم برآید ز چندین صدف
ز صد چو به آید یکی بر هدف

حکایت درین معنی

یکی را بسر گه شد از راحله
شبانگه بگردید در قافله

ز هر خیمه پرسید و هر سو شتافت
بتاریکی آن روشنائی بتافت

چو آید بر مردم کاروان
شنیدم که میگفت با ساروان

ندانی که چون راه بردم بدوست
هر انکس که پیش آمدم گفتمش اوست

شنا خ بجان طالب هر کسند
که باشد که نستی هر دی رسند

برندا ز برای ولی بارها
خورند از برای گلی خارها

حکایت همدرین معنی

زتاج ملک زاده در مناخ
شبی لعلی افتاد در سنگلاخ

پدر گفتش اندر شب تیره رنگ
چه دانی که گوهر کدامست و سنگ

همه سنگها گوش دار ای پسر
که لعل از میانش نباشد بدر

ورا دو باش پاکان شوریده رنگ
همان جای تاریک و لعل اندو سنگ

بعزت بکوش بار هر جا ملی
که افتی بسر وقت صاحبدلی

کسی گه بادوستی هر خوشست
نه بینی که چون بار دشمن کسست

بدرد و گل جامه از دست خار
که خون در دل افتاده خندد چو انار

غم جمله خور در هوای یکی
مراعات صد کن برای یکی

گرفتند خاکپایان سور بدست
که ایشان پسندیده حق بسند

تو هرگز مبین خشم شان بچشم پسند
چه دانی که صاحب ولایت خود اوست

در معرفت بر کسانیست باز
که آیند در حلقهٔ دامن کشان

بسا تلخ عیشان تلخی چشان
ملک را نوا در نوا خانه دست

بهوسی گرت عقل و تدبیر هست
بلندیت بخشد چو گردی بلند

که روزی فرح یابد از شهر بند
که در نوبهارت نماید خریف

سوزان درخت گل اندر خریف

حکایت پدر بخیل و فرزند لایالی

یکی زیر بار خرج کردن نداشت
زرش بود و یارای خوردن نداشت

بخوردی که حاضر بیارایدش
نهادی که فردا بکار آیدش

شب و روز در بند زر بود و بیم
زر دیدم و در بند مردم لئیم

بدانست روزی پسر در کمین
که مسکین کجا گور زر دزد بین

ز خاکش برآورد و بر باد داد
شنیدم که سگ زر بدندان گزید

بگوشش فرو گفت کای هوشمند
یکی تخم در خاک ارزان می نهند

چو بازو ارد بلائے درشت
حدیثِ درست آخر از مصطفیٰ ست

عدو رسانہ بینی درین بقعہ پائے
بگیر اے جہانی بروئے تو شاد

کس از کس بہ دورِ تو باری نبرد
تو ئی سایہ لطفِ حق بر زمین

ترا قدر اگر کس نداند چہ غم
شب قدر را می ندانند ہم

بجانی دوانگے رہندم ز بند
کہ روزِ فرو ماندگی بر دہد

عصائی ندیدی کہ عوجی بشت
کہ نخشایش و خیر دفع بلاست

کہ بوبکر سعد ست کشور کشای
جہانی کہ شادی بروئے تو باد

گلی در چمن بچور خارے نبرد
ہمیں صفت رحمۃ العالمین

حکایت در معنی ثمرۂ نیکوکاری

کسی دید صحرائی محشر بخواب
ہمی بر خلائق شد از مردم خیر و ش

یکی شخص ازین جملہ در سایہ
بپرسید کای مجلس آرائے مرو

رزی داشتم بر درِ خانہ گشت
درین وقت نومیدی آمد دراست

دمش نفخہ روحی زمین را فتاب
دماغ از تپش مے برآمد بجوش

بگردن بر از خلد بیرایہ
کہ بودا ندرین مجلست پایمرد

بسایہ درش نیکمردی بخفت
کنا ہم بہ داور داد آرنجواست

که یارب بر من این بندہ بخشایشی
بگفتم چو حل کردم این راز را
که آفاق در سایہ ہمتش
درخت است مرد کرم بار دار
حطب را اگر تیشہ بر بی زنند
بے پائداری درخت ہنر

کز و دیدہ ام وقتی آسایشی
بشارت خداوند شیرازرا
مقیم اند و بر سفرہ نعمتش
ز رود بگذری می نیرزم کوہسار
درخت برومند را کی زنند
کہ ہم میوہ داری و ہم سایہ در

گفتار اندر ہیبت ملوک و سیاست ملک

بگفتیم در باب احسان بسی
بخور مردم آزار را خون و مال
کسے را کہ با خواجہ تست جنگ
بر انداز بیخکہ خار آورد
کسے را بدہ پایہ مہتران
بخشائے بر ہر کجا ظالمیست
ہمایون سزد راشتہ بہر مرغ
ہر انگہ کہ بر زور رحمت کنی
جفا پیشگاران بدہ سر بباد

ولیکن نہ شرط است باہر کسی
کہ از مرغ بد کندہ بہ پرد بال
بدستش چرا میدہی چوب و سنگ
درختے بپرور کہ بار آورد
کہ بر کہتران سر مدار و گران
کہ رحمت برد چور بر عالمیست
یکی بہ در آتش کہ خلقی بداغ
بباز وی خود کاروان میزنی
بسیم بر سم پیشہ عدلت دہد

گفتار در معنی احسان با کسی که سزاوار نباشد

شنیدم که مردی غم خانه خورد
ز نیش گفت از زنان چه خواهی مکن
بشد مرد نادان بر کار خویش
بیامد ز دکان سوی خانه مرد
زن بیخرد بر در و بام و کوی
مکن روی بر مردم ای زن ترش
کسی با بدان نیکوئی چون کند
چو اندر شتر بینی آزار خلق
سگ آخر که باشد که خوانش نهند
چه نیکوزدست این مثل پرده
اگر نیکدی نماید عسل
نه هر کس سزاوار باشد بمال
چو گربه نوازی کبوتر برد
بنای که محکم ندارد اساس

که زنبور در سقف او لانه کرد
که مسکین پریشان شوند از وطن
گرفتند یک روز زن را بمشت
بران بیخرد زن بسی طیره کرد
همی کرد فریاد و می گفت شوی
تو گفتی که زنبور مسکین مکش
بدان را تحمل بد افزون کند
بشمشیر تیزش بباید حلق
بفرمای تا استخوانش دهند
ستور لگد زن گران بار به
نیارد بشب خفتن از ترس کس
بقیمت ترا ز نیشکر صد هزار
یکی مال خواهد یکی گوسفند
چو فربه کنی گرگ یوسف درد
بلندش مکن در کنی زود هراس

گفتار اندر پیش بینی و عاقبت اندیشی

چه خوش گفت بهرام صحرانشین
چو یکران تو سن رود شش برین

وگر اسپ سیصد ز گله باید گرفت
گر گر شکر کشد باز شاید گرفت

سر چشمه شاید گرفتن بیل
چو پر شد نشاید گذشتن به پیل

به بندای پسر دجله گر آب کاست
چو گرگ خبیث آمد اندر کمند

ازا بلیس هرگز نیاید سجود
که سودی ندارد چو سیلاب بهوا

بداندیش را جای و فرصت مده
بکش مار را نه دل بر کن از گو سفند

مگو شاید این مار کشتن بچوب
نه از بد گهر نیکوئی در وجود

قلم زن که بد کرد باز یرد دست
عدو در چه و دیو در شیشه به

مدبر که قانون بد می نهد
چو سر زیر سنگ تو دارد بکوب

مگو ملک را این مدبر بست
قلم بهتر اندر ا شمشیر دست

سعید آور د قول سعدی بنجای
ترا مے برد تا بآتش دهد

مدبر مخوانش که مدبر بست
که تو فیر ملک ست و تدبیر رای

باب سوم در عشق

خوشا وقت شوریدگان غمش
اگر ریشخند آیدت بر همش

گدایانی از پادشاهی نفور
دمادم شراب آلم در کشند
بلای خمار ست در عیش مل
به تلخت صبر کیکه بر یاد اوست

اسیرش نخواهد رهائی ز بند
سلاطین غلت گدایان جوی
ملالت کشانند مستان یار
بسر وقت شان خلق کی ره برند

چو پیمانه المقدس درون پر ز تاب
چو پروانه آتش بخود در زنند

دلارام در بر دلارام جوی
که دریم که بر آب قادر شوند

بامیدش اندر گدائی صبور
وگر تلخ بینند دم در کشند

سلحدار خارست با شاخ گل
که تلخی شکر باشد ار دست دوست

شکارش نجوید خلاص از کمند
منازل شناسان گم کرده پی

سبکتر برو هشیار مست بار
که چون آب حیوان بظلمت روند

رها کرده دیوار بیرون خراب
نه چون کرم پیله بخود در تنند

بساز تشنگی خشک حرف چوی
که بر ساحل نیل مستسقی اند

گفتار اندر ثبوت عشق حقیقی بدلیل مجازی

ترا عشق چون خودی ز آب و گل
بباید همی صبر و آرام دل

بدیدار نیش نشسته بر خد و خال
بخواب اندرش پای بند خیال

بصید قش چنان سر همی بر تنم
که بینی جهان با وجودش عدم

چو در چشم شاهد نیاید زرت — زیر و خاک یکسان نماید برت
وگر پا بکشت در نیاید نفس — که با او نماند و گر جای کس
تو گوئی بچشم اندرش نمرکست — دگر چشم بر هم نهی مردلست
نه اندیشه از کس که رسوا شوی — نه قوت که یکدم شکیبا شوی
گرت جان بخواهد بکف بر نهی — ورت تیغ بر سر نهد سر نهی
چو عشقی که بنیاد او بر هواست — چنین فتنه انگیز و فرمان رواست
عجب داری از سالکان طریق — که باشند در بحر معنی غریق
بسودای جانان ز جان مشتغل — بذکر حبیب از جهان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریخته — چنان مست ساقی که می ریخته
نشاید بدارو دوا کردشان — که کس مطلع نیست بر دردشان
الست ازل همچنان شان بگوش — بفریاد قالوا بلی در خروش
گروهی علمدار عزلت نشین — قدم ها بخاکی دم آتشین
بیک نعره گوهای زجار کنند — بیک ناله ملکی بهم بر کنند
چو با داعد پنهان و چالاک پوی — چو مشک اند خاموش و تسبیح گوی
سحر ها بگریند چندانکه آب — فرو شوید از دیده شان کحل خواب
فرس سنه از پس که شب رانده اند — سحر گه خروشان که وا مانده اند
شب و روز در بحر سودا و سوز — ندانند از آشفتگی شب ز روز

چنان مفتون حسن صورت نگارم
که با حسن صورت ندارند کارم

ندادند صاحبدلان دل بپوست
وگر ابلهی داد بیغز و گوست

مئی صرف وحدت کسی نوش کرد
که دنیا و عقبی فراموش کرد

حکایت گدازاده با پادشاهزاده

شنیدم که وقتی گدازاده
نظر داشت با پادشازاده

همیرفت دمی تحت سودای خام
خیالش فرو برد دندان بکام

زمیدانش خالی نبودی چو میل
همه وقت پهلوی اسبش چو میل

دلش خون شد و راز در دل بماند
دمی پایش از گریه در گل بماند

رقیبان خبر یافتندش ز درد
وگر باره گفتندش انجا مگرد

دمی گفت و یاد آمدش روی دوست
وگر خیمه زد بر سر کوی دوست

غلامی شکستش سر و دست و پای
که باری بگفتیت اید در سیای

وگر رفت و صبر و قرارش نبود
شکیبائی از روی یارش نبود

مگس دارش از پیش شکر بجور
برانندی و بازگشتی بغور

کسی گفتش ای شوخ دیوانه رنگ
عجب صبر داری تو بر چوب و سنگ

بگفت این جفا بر من از دست دوست
نه شرط است نالیدن از دست دوست

من اینک ستادم دوستی میزنم
گر او دوست دارد وگر دشمنم

زمن صبر بی او توقع مدار — که با او هم امکان ندارد قرار

نه نیروی صبرم نه جای ستیز — نه امکان بودن نه پای گریز

بگو زین در بارگه سر متاب — وگر سر چو میخم کشد در طناب

نه پروانه جان داده در پای دوست — به از زنده در کنج تاریک اوست

بگفت ار بخوری ز خم چوگان او — بگفتا بپایش درافتم چو گو

بگفتا سرت گر برد تیغ — بگفت اینقدر نبود از وی دریغ

یکی سا که معشوق باشد یکی — نیازارد ازوی بهر اندکی

مرا خود ز سر نیست چندان خبر — که تا جست بر تارکم یا تبر

کمن با من ناشکیبا عتاب — که در عشق صورت نبندد شکیب

چو یعقوبم ار دیده گردد سپید — نبرّم ز دیدار یوسف امید

رکابش بهر سید روزی جوان — برآشفت و برتافت ازوی عنان

بخندید و گفتا عنان برمپیچ — که سلطان عنان بر نپیچد ز هیچ

مرا با وجود تو هستی نماند — بیاد توام خود پرستی نماند

گرم جبر مبینی مکن عیب من — توئی سر برآورده از جیب من

بدان زهره دستت زدم در رکاب — که خود را نیاوردم اندر حساب

کشیدم قلم در سر نام خویش — نهادم قدم بر سر کام خویش

مرا خود کشد تیر آن چشم مست — چه حاجت که آری بشمشیر دست

نماز حق که عاشق خویشتن را فراموش میکند و خود را عین معشوق می بیند از بیخودست که بجنون خود را عین لیلی میدید و میگفت که منم

تو آتش است نفی در زن و در گذر | که نه خشک در بیشه ماند نه تر

حکایت در معنی فنای اهل محبت

شنیدم که بر لحن خنیاگری | بر قص اندر آمد پری پیکری
زدلهای شوریده پیرامنش | گرفت آتش شمع در دامنش
پراگنده خاطر شد و خشمناک | یکی گفتش از دوستداران چه باک
ترا آتش اندر دست دامن بسوخت | مرا خود بیکبار از من بسوخت
اگر یار شی از خویشتن دم مزن | که شرکست با یار و با خویشتن

حکایت در معنی اشتغال اهل محبت

چنین دارم از پیر دانشمند یاد | که شوریده سر بصحرا نهاد
پدر در فراقش بخورد و بخفت | پسر را ملامت بکردند و گفت
از انجا که یارم کس خویش خواند | دگر با کسم آشنائی نماند
بخفتم که تا حق جانم نمود | دگر هر چه دیدم نیامد نمود
نشیدم که رو از خلائق بتافت | که گم کرده خویش را باز یافت
پراگنده گانند زیر فلک | که هم دو توان خواند شان هم ملک
زیاد یکی چون ملک بار منید | شب و روز چون دو در بر منید

قوی بازو اند کوتاه دست — خردمند شید او هشیار ست

گه آسوده در گوشهٔ خرقه دوز — گه آشفته در مجلسی خرقه سوز

نه سودای خود شان نه پروای کس — نه در کنج توحید شان جای کس

پریشیده عقل و پراگنده هوش — ز قول نصیحت گر آگنده گوش

بدریا نخواهد شدن بط غریق — سمندر چه داند عذاب الحریق

تهیدست مردان پر حوصله — بابان نوردان بی قافله

ندارند چشم از خلائق پسند — که ایشان پسندیدهٔ حق بسند

غرض زان پوشیده از چشم خلق — نه زنار داران پوشیده دلق

پر از میوه و سایه ور چون رزند — چو طاؤس همه کار و از زرق زند

بخود سر فرو برده همچون بهدف — نه مانند دریا به آوردگف

نه مردم همین استخوانند و پوست — نه هر صورتی جان معنی در وست

نه سلطان خریدار هر بنده ایست — نه در زیر هر ژنده ژنده ایست

اگر ژاله هر قطره در شدی — چو خر مهره بازار در شدی

چو غازی بخود بر نه بندد سلاح — که محکم رود در پای چوبین رماح

هزیمان خلوت سرای الست — بیک جرعه تا نفخه صور مست

بهبت از غرض بر نگیرند چنگ — که پرهیز عشق آبگینه است و سنگ

حکایت در معنی غلبه وجد و سلطنت عشق

بگو شاهدی در سمرقند داشت
که گفتی بجای سمرقند داشت

جمالے کز و پرده از آفتاب
ز شوخیش بنیاد تقوی خراب

تعالی اللہ از حسن تا غایتی
که پنداری از رحمت آیتی

همی رشک بردم بدیدار او
دل دوستان کرده جان بر خویش

نظر کردی این دوست در روی نهفت
نگه کردباری به تندی و گفت

که ای خیره سر چند پوئی بیم
ندانی که من مرغ دامت نیم

کرت بار و یکره به بینم به تیغ
چو دشمن بیرم سر بیدریغ

کسی گفتش اکنون سر خویش گیر
ازین سهلتر مطلبی پیش گیر

نه پندارم این کام حاصل کنی
مبادا که جان در سر دل کنی

چو مفتون صادق ملامت شنید
بدر داز درون ناله برکشید

که بگذار تا رسم تیغ هلاک
بغلطانم این لاشه در خون و خاک

مگر پیش دشمن بگویند دوست
که این کشته دست و شمشیر اوست

می خیز از خاک کویش گریز
به بیداد گو آب روئیم بریز

مرا تو به فرمانی ای خود پرست
ترا تو به زین گفتن اولی تر است

بخشای بر من که هر چه او کند
وگر قصد خونست نیکو کند

بسوزاندم هر شبی آتشش
سحر زنده گردم بوصل خوشش

اگر میرم امروز در کوی دوست
قیامت زنم خیمه پهلوی دوست

مدد تا توانی درین جنگ پشت — که زنده است سعدی چو عشقش بکشت

حکایت فدا شدن اهل محبت و هلاک را غنیمت شمردن

یکی تشنه میرفت و جان می سپرد — خنک نیکبختی که در آب مرد

بدو گفت نابالغی کای عجب — چو مردی چه سیراب و چه خشک لب

بگفتا نه آخر دهان تر کنم — که تا جان شیرینش در سر کنم

فتد تشنه در آبدان عمیق — که داند که سیراب میرد غریق

اگر عاشقی دامن او بگیر — وگر گویدت جان بده گو بگیر

بهشت آن تن آسانی انگه خوری — که بر دوزخ نیستی بگذری

دل محرم کاران بود و بارش — چو خرمن برآمد بخیند خوش

درین مجلس آن کس بکامی رسید — که در دور آخر بجامی رسید

حکایت در صبر و ثبات رهروان

چنین نقل دارم ز مردان راه — فقیران منعم گدایان شاه

که پیری بدریوزه رفت از دری — در مسجدی دید و آواز داد

یکی گفتش این خانه خلق نیست — که چیزی دهندت بشوخی که نیست

بگفتا همین خانه کیست پس — که بخشایشش هست بر جان کس

بگفتا خموش اینچه لفظ خطاست — خداوند خانه خداوند ماست

نگه کرد قندیل و محراب دید — بسوزاند از جگر نعره برکشید

که حیف ست ازینجا فراتر شدن — درلغیت محروم ازین در شدن

زرفتم نجوئیدی از هیچ کوی — چرا از درِ حق روم زرد روی

هم آنجا کنم دست حاجت دراز — که دانم نگردم تهیدست باز

شنیدم که سائل مجاور نگشت — چو فریاد خواهان برآورد دست

شبی پای همت فرو شد بگل — طپیدن گرفت از ضعیفیش دل

سحر بر دعا صبح چراغش بسر — رمق دید ازو چون چراغ سحر

همی گفت غلغل کنان از درون — که نشنیده ام کیمیا گر ملول

طلبگار را باید صبر و سکون — که باشد که روزی مسی زر کند

چه زر سا بخاک سیه در سکند — نخواهی خریدن بهر از نیاز دوست

زر ار بهر چیزی خریدن نکوست — دگر غمگسارے بچنگ آیدت

گر از دلبری دل بتنگ آیدت — بآبی دگر آتشش باز کش

مبر تلخ عیشی ز دی آرمش — بماند گل و بوستانش ترش

ولے گر نکو بے ندارد نظیر — که دانی که بی او توان ساختن

توان از کسی دل بپرداختن

حکایت در معنی آنکه طالب صادق بجفا برنگردد

شبی تا سحر صالحی زنده داشت — سحر دستهای دعا برفراشت

یکی هاتف انداخت در گوش پیر — که بیجا صلی رو سر خویش گیر

برین در دعای تو مقبول نیست — بخواری برو یا بزاری بایست

شبی دیگر از ذکر و طاعت نخفت — مریدی زحالش خبر داشت گفت

چو دیدی کزان روی نیست در — بجا صلی سعی چندین مبر

بفرمود تا جه بر آشنا یاقوت قائم — بحسرت بارید و گفت ای غلام

سپندار اگر دی عنان برشکست — که من باز دارم ز فتراک دست

بخوسیدی انگه بگردید مے — ازین ره کزاه دگر دید مے

چو خواهنده محرم گشت از دری — چه غم گر شناسد در دیگری

شنیدم که راهم درین کوی نیست — ولی هیچ راهی دگر روی نیست

درین بود و بر بر زمین رفت دی — که جز با پناهے دگر نیستش

بوست گرچه هنر نیستش

حکایت

یکی ورنشا پور روانی چه گفت — چو فرزندش از فرض خفتن نخفت

توقع مدار ای پسر گر کسی — که بیے سے هرگز بجائی رسی

سمیلان چو برنگیرد قدم — وجودیست بی منفعت چون عدم

طمع دار سود و مترس از زیان — که بی بهره باشند فارغ زیان

حکایت در صبر بر جفای آنکه از و صبر نتوان کرد

شکایت کند نوعروسی جوان
که پیوند چندین که با این پسر
کسانیکه با من درین منزلند
زن و مرد باهم چنان دو تنند
ندیدم درین مدت از شوی من
شنید این سخن پیر فرخنده فال
جوانی به پیرانه اش گفت خویش
درین بیست دی از کسی تا فتن
چرا از کسی زانکه گر بر کشد
رضا ده بفرمان حق بنده وار

به پیری نمی دادمش دل مهربان
بتلخی رود روزگارم بسر
نبینم که چون من پریشان دلند
که گوئی دو مغز دو یکی پوستند
که بارم بخندید در روی من
سخندان بود مرد دیرینه سال
که گر خود برویست بارش بکش
که دیگر نشاید چنو یافتن
بحرف وجودت قلم در کشد
که چون او نه بینی خداوند گار

حکایت

یکی روز بر بسته ره دل فروخت
مرا بنده از من به افتد بسی
که میگفت و فرماندهش میفروخت
مرا چون تو دیگر نیفتد کسی

طبیبی بر بیماری رحمت کرد
نه از درد دلهای ریشش خبر
حکایت کند دردمندی غریب
نمی خواستم تندرستی خویش
بیا عقل را در آور بچنگ دست
چو سودا خرد را بمالید گوش

که در باغ دل قامتش سرو بود
نه از چشم بیمار خویشش خبر
که خوشتر بود چندی سرم با طبیب
که دیگر نیاید بدلبستیم به پیش
که سودای عشقش کند زیرکست
نیارد دگر سر بر آورد هوش

حکایت در معنی استیلای عشق بر عقل

یکی پنجه آهنین راست کرد
چو شیرش بر پنجه در خود کشید
یکی گفتش آخر چه چیز است زن
شنیدم که مسکین در آن پنجه گفت
چو در عقل دانا شود عشق چیر
تو در پنجه شیر مردار دشتی
چو عشق آمد از عقل دیگر مگوی

که با شیر زور آوری خواست کرد
وگر زور در پنجه خود ندید
بر پنجه آهنینش بزن
نشاید بدین پنجه با شیر گفت
همان پنجه آهنین ست و شیر
چه سودت کند پنجه آهنی
که در دست چوگان اسیرست گوی

حکایت در معنی عزت محبوب در نظر محب

میان دو عم زاده وصلت فتاد
دو خورشید سیای مهتر نژاد

یکی را بغایت خوش افتاده بود
دگر نافرمان و سرکش فتاده بود

یکی لطف و خلق بر وی وارداشت
یکی روی در روی دیوار داشت

یکی خویشتن را بیارا ستی
دگر مرگ خویش از خدا خواستی

پسر را نشاندند پیران ده
که مهرت بر و نیست مهرش مبر

بخندید و گفتا بصد گو سفند
تغابن نباشد رهائی زبند

بناخن پر پیچره میکند پوست
که هر کز بدین کی شکیبم ز دوست

کند ترک مهر و وفا و وصول
مرا زان چه گردد کند یا قبول

بیا تا بچین زندگانی کنم
چنان بینم و مهربانی کنم

نه صد گو سفندم که صد صد هزار
نباید بنا دیدن روی یار

ترا هر چه مشغول دارد ز دوست
گر انصاف پرسی دلارامت اوست

یکی پیش شوریده حالی بهشت
که دوزخ تمنا کنی یا بهشت

بگفتا بپرس از من این ماجرا
پسندیدم انچه او پسندد مرا

حکایت مجنون در مصدق محبت او با لیلی

بمجنون کسی گفت کای نیک پی
چه بودت که دیگر نیائی بحی

مگر در سرت شور لیلی نماند
خیالت دگر گشت و میلی نماند

چو بشنید بیچاره بگریست زار
که ای خواجه دستم زدامن مدار

مرا خود دل دردمندست خیز
تو نیزم نمک بر جراحت مریز

نه دوری دلیل صبوری بود
که بسیار دوری ضروری بود

بگفتا ای وفادار فرخنده خوی
بیا تا میکه داری به بیلی بگوی

بگفتا مبر نام من پیش دوست
که حیف ست ذکر من آنجا که اوست

حکایت سلطان محمود و صدق محبت او و سیرت ایاز

یکی خرده بر شاه غزنین گرفت
که حسنی ندارد ایاز ای شگفت

یکی را که نه رنگ با شد نه بوی
غریبست سودای بلبل بروی

بخندید و گفت این حکایت کسی
به پیچید از اندیشه بر خود بسی

که عشق من ایخواجه بر خوی اوست
نه بر قد و بالای نیکوی اوست

شنیدم که در تنگنای شتر
بیفتاد و بشکست صندوق در

بیغما ملک آستین بر فشاند
ز رانجا بتعجیل مرکب براند

سواران پی در دو مرجان کنند
ز سلطان بیغما پریشان شدند

نماند از و شاقان گردن فراز
کسی در قفای ملک جز ایاز

نگه کرد کای دلبر پیچ پیچ
ز نیما چه آورده گفت هیچ

من اندر قفای تو می تاختم
ز خدمت بحمت پسر داختم

گرت قربتی هست در بارگاه — بخلعت خمو غافل از پادشاه
خلاف طریقت بود کاولیا — تمنا کنند از خدا جز خدا
گر از دوست چشمت براحسان اوست — تو در بند خویشی نه در بند دوست
مرا تا دهن باشد از حرص باز — نیاید بگوش دل از غیب راز
حقیقت سرائیست آراسته — هوا و هوس گرد برخاسته
نبینی که جایی که برخاست گرد — نه بیند نظر ور چه بینا ست مرد

حکایت در تنی قدم درست مردان

قضا را من و پیری از فارياب — رسیدیم در خاک مغرب بآب
مرا یکدرم بود و برداشتند — بکشتی درویش بگذاشتند
سیاهان براندند کشتی چو دود — که آن جا ناخدا ناخدا ترس بود
مرا گریه آمد ز تیمار رخت — بران گریه قهقهه بخندید و گفت
مخور غم برای من ای پر خرد — مرا آنکس آورد کو کشتی برد
گر او بر فشاند بروی آب — خیالست پنداشتم بانجواب
ز مدهوشیم دیده آن شب نخفت — نگه با مداد آن سخن گرد و گفت
عجب ماندی ای یار فرخنده رای — مرا کشتی آورد و مارا خدای
مرا اهل صورت بدین نگروند — که ابدال در آب و آتش روند

نه طفلی کز آتش نمارد خبر
نگه دارد ش مادر مهربان

پس آنگه که در وجد مستغرق شد
چنین دان که منظور عین الحق شد

نگه دارد از تاب آتش خلیل
چو تابوت موسی ز غرقاب نیل

چو کودک بدست شناور بر ست
تر نشد گر در جامه پنهاد ست

تو بر روی دریا دمی چون زنی
چو مردان که بر خشک تر دامنی

گفتار اندر معنی فنای موجودات با کبریای باری عز اسمه

ره عقل جز پیچ بر پیچ نیست
بر عارفان جز خدا هیچ نیست

توان گفتن این با حقایق شناس
ولی عجز ده گیرند اهل قیاس

که پس آسمان و زمین چیستند
بنی آدم و دام و دد کیستند

پسندیده پرسیدی ای هوشمند
بگویم گر آید جوابت پسند

که هامون و دریا و کوه و فلک
پری زاد مے زاد و دیو و ملک

همه هر چه هستند از آن کمترند
که با هستیش نام هستی برند

خلیمست پیش تو دریا بموج
بلندست گردون گردان باوج

ولی اهل صورت کجا پی برند
که ارباب معنی بطلمی درند

که گر آفتاب ست یک ذره نیست
وگر هفت دریاست یک قطره نیست

چو سلطان عزت علم بر کشد
جهان سر بجیب عدم در کشد

حکایت دهقان در لشکر سلطان

رئیس دهی با پسر در رهی
گذشتند بر قلب شاهنشهی

پسر چاوشان دید و تیغ و تبر
قباهای اطلس کمرهای زر

یلان کماندار نخچیرزن
غلامان ترکش کش تیرزن

یکی در برش پرنیانی قبا
یکی بر برش خسروانی کلاه

پسر کان همه شوکت و پایه دید
پدر را بغایت فرومایه دید

که حالش بگردید و رنگش بریخت
ز هیبت به پیغوله در گریخت

پس گفتش آخر بزرگ دهی
بسر داری از سر بزرگان مهی

چه بودت که ببریدی از جان امید
بلرزیدی از پادشاهی چو بید

بلی گفت سالار دوران راست
ولی عزم همت تا در دلم

بزرگان ازان دهشت افزوده اند
که در بارگاه ملک بوده اند

تو ای بی خبر همچنان در رهی
که بر خویشتن منصبی می نهی

نگفتند حرفی زبان آوران
که سعدی نگوید مثالی بران

حکایت کرم شب تاب

مگر دیده باشی که در باغ و راغ
بتابد بشب کرمکی چون چراغ

یکی گفتش ای مرغک شب فروز
چه بودت که بیرون نیائی بروز

بهبین کاین تشین کرمک خاکزاد
جواب از سر روشنائی چه داد

که من روز و شب جز بصحرا نیم
بیان جواب ۱۲
ولی پیش خورشید پیدا نیم

حکایت دانشمند با تاباک سعد بن زنگی غفر الله له

شنا گفت بر سعد زنگی کسی
که بر تربتش باد رحمت بسی
درم داد و تشریف و بنواختش
بمقدار خود منزلت ساختش
چو قدرت بود بخشش و برگ ساز
بشوریده بر نقش زر خلعت از بر
ز سوزش چنان شعله در جان گرفت
که بر جست و راه بیابان گرفت
یکی گفتش از همنشینان دشت
چه دیدی که حالت دگرگونه گشت
تو اول زمین بوسه دادی و جای
بنا بایستی آخر زدن پشت پای
بخندید کاول ز بیم و امید
همی لرزه بر تن فتادم چو بید
بآخر ز تمکین و قدر و بلند
نه چیزم بچشم اندر آمد نه پند

حکایت مرد حق شناس

بشهری ز درویش آواز شام
غوغا فتاد
هنوز آن حدیثم بگوش اندرست
گرفتند پیری مبارک نهاد
که گفت ار نه سلطان اشارت کند
چو قیدش نهادند بر پای دست
چرا دست و پای بدو دست دست
کز اشهره باشد که غارت کند
چنین دشمنی دوست داشت
که میدانمش دوست بر من گماشت

چرا دست و پای بدو دست دست دوست غماز بود ۱۲ منه

اگر عزو جاهست و گر ذل و قید
من از حق شناسم نه از عمر و زید

زعلت مدار ای خردمند بیم
چو داروی تلخت فرستد حکیم

بخور هر چه آید ز دست طبیب
نه بیمار داناتر از دست طبیب

حکایت صاحب نظر بارسا

یکی را چو من دل بدست کسی
گرو بود و می برد خواری بسی

پس از هوشمندی و فرزانگی
بدف برزدندش نه دیوانگی

فلک خوردی از دست یاران خویش
چو مسمار پیشانی آورده پیش

خیالش چنان بر سر شوخ کرد
که بامم دماغش لگد کوب کرد

ز دشمن جفا بردی از بهر دوست
که تریاک اکسیر بود از هر دوست

نبودش ز تشنیع یاران خبر
که غرقه ندارد ز باران خبر

ز پای خاطر برآید بسنگ
نیندیشد از شیشه نام و ننگ

شبی دیو نخوت در او پر کشید
در آغوش آن مرد و بردی بتاخت

سحر گه مجال نمازش نبود
ز یاران کس آگه ز رازش نبود

بامی فرو رفت نزدیک بام
بروبسته سر ماوری از رخام

نصیحت گری لومتش آغاز کرد
که خود را کشتی درین آب سرد

ز بنای منصف برآمد خروش
که زنهار ازین حرف منکر خموش

مرا بیخبر زین پسر و لفر نیست
زهرش چنانم که نتوان بتکیفت

پرسید باری بخلق خوشم
گر او مهربان است
پس آنگاه که شخصم
اشارت بجانب مصدر
عجب داری از باد امرش برم
بفرمان استقامت

اگر تا چه بارش
رنج عشق
بقدرت در و جان پاک آفرید
از قدرت خود
که دائم با حسان و فضلش درم
علت

گفتار اندر سماع اهل دل و تقریر حق و باطل آن

اگر مرد عشقی کم خویش گیر
ترک
ترک خویش
ترک عشق
ترک عشق
ترک عشق

اگر نیم سماع ای برادر که چیست
ز آواز خوش معنیی بود طیرا را
وگر مرد لهوست و بازی و لاغ
مر او را سماعست شهوت پرست
ریحان شود گل بباد سحر
همان را سماعست و مستی و شور
حسن عیب درویش حیران و مست
مثنی شتر بر حدای عرب
شتر را چو شور طرب در سرست

مگر مستمع را بدانم که کیست
فرشته فرو ماند از سیر او
قوی تر شود لوث شهوت اندر دماغ
بآواز خوش خفته خیزد نه مست
نه هیزم که نشکاندش جز بتبر
ولیکن چه بیند در آیینه کور
که غرست ازان میز نه باد دست
که چون شعر رقص اندر آرد طرب
اگر آدمی را نباشد خرست

حکایت

شکایت جوانی نمی آموختی
پدر بارها بانگ بر وی زدی
شبی برآدا می پسر گوش کرد
همی گفت و بر چهره افگنده خوی
ندانی که شوریده حالان مست
کشاید دری بر دل از واردات
حالش بود رقص بر باد دست

که دلها در آتش چونی سوختی
به تندی و آتش درانی نی زدی
سماعش پریشان و مدهوش کرد
که آتش بمن در زد این بانگ نی
چرا بر فشانند در رقص دست
فشاند مدرست بر کائنات
که هستیش جانی در و دست

گرفتیم که خود چابکی و زشنا — برهنه نتوانی زدن دست و پا

بکن خرقه نام و ناموس و زرق — که عاجز بود مرد با جامهٔ غرق

تعلق حجابست و بی حاصلی — چو پیوندها بگسلی واصلی

حکایت

کسی گفت پروانه را کای حقیر — برو دوستی در حور خود بگیر

رهی رو که بینی طریق رجا — تو و مهر شمع از کجا تا کجا

سمندر نه گر و آتش مگرد — که مردانگی باید ای نامبرد

ز خورشید پنهان شود موش کور — که جهلست با آفرین پنجه زور

یکی را که دانی که خصم تو اوست — نه از عقل باشد گرفتن بدوست

ترا کس نگوید نکو می کنی — که جان در سر کار او میکنی

گدائی که از پادشه خواست بخت — تفاخر کرد و سودای بیهوده پخت

کجا در حساب آورد چون تو دوست — که روی ملوک و سلاطین در اوست

سپندار کو در چنان مجلسی — مدارا کند با چو تو مفلسی

دگر با همه خلق زمی کند — تو بیچاره بر تو گرمی کند

نگه کن که پروانهٔ سوزناک — چه گفت ای عجب گر بسوزم چه باک

مرا چون خلیل آتشی در دلست — که پنداری این شعله در من گلست

نه دل در امید دلستان میکشد — که مهرش گریبان جان میکشد

نه خود را برآتش نخود و میسوزم
ز آنم بیکند یار در شاهدی
که عیبم کند بر تولای دوست
مرا بر تکلف حرص دانی چراست
بسوزم که یار پسندیده اوست
مرا چند گوئی که در خور خویش
بدان ماند اندر زمستوریده حال
کسی ناصحت گوای شگفت
زکف فتد بیچاره را لگام
چه نغمه اند این نکته در نگیرد باد
بباد آتش تیز بر تر شود
چو نیکت بگویم بدی میکنی
ز خود بهتری جوی و فرصت شمار
پی چون خود ان خود پرستان روند
من اول که این کار سر داشتم
بسر اندازد در عاشقی صادق ست

که بیچیر شوقست در گردنم
نه این دم که آتش بمن در فروخت
که با او توان گفتن از نا امیدی
که من راضیم تا تو در پای بوسی
چو او هست اگر من نباشم رواست
که در وی سرشکایت کند سوز دوست
حریفی بدست آر همدرد خویش
که گوئی بگردم گریده مثال
که دانی که در وی نخواهد گرفت
گویند کاهسته ران ای غلام
که عشق آتش ست ای پسر بنشناد
پلنگ از زدن کینه در تر شود
که رویم فرا چون خودی میکنی
که با چون خودی کم کنی روزگار
بکوی خطرناک مستان روند
دل از سر بیکبار برداشتم
که بد زهره بر خویشتن عاشق ست

اجل ناگهی در کمینم کشد — همان به که آن نازنینم کشد
چو بیشک بشستت بهر هلاک — بدست دلارام خوشتر هلاک
نه روزی به بیچارگی جان دهی — پس آن به که در پای جانان دهی

مخاطبه شمع و پروانه

شبی یاد دارم که چشم نخفت — شنیدم که پروانه با شمع گفت
که من عاشقم گر بسوزم رواست — ترا گریه و سوز باری چراست
بگفت ای هوادار مسکین من — برفت انگبین یار شیرین من
چو شیرینی از من بدر میرود — چو فرهاد آتش بسر میرود
همی گفت و هر لحظه سیلاب درد — فرو میشد و دیدش بر رخسار زرد
که ای مدعی عشق کار تو نیست — که نه صبر داری نه یارای زیست
تو بگریزی از پیش یک شعله خام — من استاده ام تا بسوزم تمام
ترا آتش عشق اگر پر بسوخت — مرا بین که از پای تا سر بسوخت
نرفته ز شب پاسبان بهره — که ناگه بگشتش پری چهره
همی گفت و میرفت دودش ببر — همین بود پایان عشق ای پسر
اگر عاشقی خواهی آموختن — بکشتن فرح یابی از سوختن
وگر نه بگریه برگور مقتول دوست — برو خوش کن که مقبول اوست
اگر عاشقی سر مشوی از مرض — چو سعدی فرو شوی دست از غرض

فدائی ندارد ز تقصیر و جنگ
بدریا مرو گفتمت زینهار

وگر بر سرش تیر بارند و سنگ
وگر میروی تن بطوفان سپار

باب چهارم در تواضع

ز خاک آفریدت خداوند پاک
ز خاک آفریدند تا تن بناش

پس ای بنده افتادگی کن چو خاک
به بیچارگی تن بنه تا نخاک

چو گردن کشید آتش آهن ناک
ازین دیو کردند ازان آدمی

حکایت در معنی

یکی قطره باران ز ابری چکید
که جائیکه دریاست من کیستم

خجل شد چو پهنای دریا بدید
گر او هست حقا که من نیستم

چو خود را بچشم حقارت بدید
صدف در کنارش بجان پرورید

سپهرش بجای رساند کار
که شد نامور لولوی شاهوار

بلندی بدان یافت کو پست شد
در نیستی کوفت تا هست شد

حکایت در معنی نظر مردان حق در خویشتن بحقارت

چو از نی خردمند پاکیزه بوم
ز دریا برآمد بدر بسته دوم

در و فضل دیدند و فقر و تمیز
نهادند خشت بجای عزیز

سر صالحان گفت روزی ببرد
که خاشاک مسجد بپیشان کرد

همان کهن سخن مرد هجو و شنید
برون رفت و بازش کسر آنجا ندید

بران خرده گرفتند یاران و پیر
که پروانهٔ خدمت ندارد فقیر

دگر روز خادم گرفتش براه
که ناخوب کاری بجای تباه

ندانستی ای کودک خودپسند
که مردان زخدمت بجائی رسند

گرستن گرفت از خبر صدق و سوز
که ای یار جان آبروی دلفروز

نگردانمت ای پسر روی خاک
من آلوده بودم درین جای پاک

گر نیستم لایق جرم بازپس
که پاکیزه مسجد بود از خاک و خس

لطافت جز این نیست در دیدهٔ را
که آلوده بینی و پوشد خطا

بلندیت باید تواضع گزین
کلاهش بام است سلم ترا این

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس الله سره در تواضع

شنیدم که وقتی سحرگاه عید
ز گرمابه آمد برون بایزید

یکی طشت خاکسترش بیخبر
فرو ریخت از سرائی بسر

همی گفت و ژولیدگی دست و روی
کف دست شکرانه مالان بموی

که ای نفس من در خور آتشم
بخاکستری روی درهم کشم

بزرگان نه کردند در خود نگاه
خدا بینی از خویشتن بین مخواه

بزرگی بنا موس و گفتار نیست
بلندی بدعوی و پندار نیست

قیامت کسی بینی اندر بهشت
که معنی طلب کرد و دعوی بهشت

تواضع سر رفعت افراز دت
تکبر بخاک اندر انداز دت

بگردن فتد سرکشی تند خوی
بلندیت باید بلندی مجوی

گفتار در عجب و عاقبت آن و شکستگی و بد بختی آن

ز مغرور دنیا رهِ دین مجوی
خدا بینی از خویشتن بین مجوی

گرت جاه باید مکن چون خسان
بچشم حقارت نگه در کسان

گمان کے برد مردم هوشمند
که در سر گرانیست قدر بلند

ازین نامور تر محلی مجوی
که خوانند خلقت پسندیده خوی

ز کبر چو تن تو نی بر تو کبر آورد
بزرگش نه بینی بچشم خرد

تو نیز از تکبر کنی هیچ کاست
نمائی که پشت تکبر کمان

چو استاده بر مقام بلند
بر افتاده گر هوشمندی مخند

بسا ایستاده در آمد ز پای
که افتادگانش گرفتند جای

گرفتم که خود هیچ کسی از عیب پاک
تقنت مکن بر من عیب ناک

یکی در خرابات افتاده مست
بصد خانه هشیار بر وی شکست

گران را بجا آمد که بگذارد شش — وزین را برآمد که بازآرد شش

بیستظهر است این باعمال خویش — نه آن را در توبه بست است پیش

حکایت عیسی علیه السلام و عابد پارسا

شنیدستم از راویان کلام — که در عهد عیسی علیه السلام

یکی زندگانی بکلفت کرده بود — بجهل و ضلالت سر آورده بود

دلیری سیه نامه سخت دل — ز ناپاکی ابلیس از وی خجل

بسر برده ایام بیحاصلی — نیاسوده تا بوده از وی ملی

سرش خالی از عقل و پر ز خصام — شکم قرصه از لقمهای حرام

بناراستی دامن آلوده — بناداشتی دو توشه اندوخته

نه پای چو بیچارگان است رو — نه گوشی چو مردم نصیحت شنو

چو سائل بدازوی خلائق نفور — نمایان بمردم چو مه نو ز دور

هواهوس خرمنش سوخته — جوی نیکنامی نیندوخته

سیه نامه چندان ستم بر اند — که در نامه جای نبشتن نماند

گنهکار و خودرای و بیهوت پرست — بغفلت شب و روز مخمور و مست

شنیدم که عیسی در آمد ز دشت — بقصورهٔ عابدی بر گذشت

بزیر آمد از غرفه خلوت نشین — بپایش در افتاد و سر بر زمین

گنهگار برگشته از حشر زود
تأمل بحسرت کنان شرمسار
خجل زیر لب عذر خواهان بسر
سرشک غم از دیده بارد چو میغ
براندازم آخر نقد عمر عزیز
چو من زنده هرگز مباد اکسے
بدست آنکه در عهد طفلی بمرد
گناهم بجنبش ایجان آفرین
درین گوشه نالان گنهگار پیر
بگویم نمانده از شرمساری سرش
وزان نیم جا بدسر پر غرور
کران مژه تر اندر دی ماجراست
بگردون بانشش در افتاده
چه خیزد از نفس ترد مانش
چه بودی گر رحمت آید دمی بحالش
همی ریزم از طلعت ناخوشش
بمحشر کرا حاضر شود انجمن

چو پروانه حیران در ایشان نور
چو ورد زبانش در دست سر
ز شرمساری در غفلت اندر رو
که عمرم بغفلت گذشتای دریغ
بدست از نکوئی نیاورده چیز
که گیرش ز زندگانی بسے
که پیرانه سر شرمساری نبرد
که گر با من آید بپرسش الفرین
که فریاد حاکم رس ای دستگیر
روان آب حسرت بشیب برش
برش کرده برف الم ابر زرد
گران بخت نادان چه بخیس بات
بباد هوا عمر بر داده
که صحبت بود با مسیح و نمش
بدوزخ برفتی پس کار چیش
مبادا که در حشر افتد آتش
خدایا تو با او مکن حشر من

درین بد که وحی از جلیل الصفات
درآمد بعیسی علیه الصلوات

که گر عالمت آن و گر وی جهول
مراد عوت هر دو آمد قبول

تبه کرده ایام برگشته روز
بنالید بر من بزاری و سوز

به چیزی که هر که آمد برم
نیندازمش پیش استان کرم

عفو کردم از وی علمهای زشت
درآرم بفضل خودش در بهشت

وگر چار دارد عبادت پرست
که در خلد هادی بود هم نشست

بگو تا چه از وی در قیامت مدار
که آنرا بجنت برند این بنار همبست

که آن را جگر خون شد از سوز دوری
گزین تکیه بر طاعت خویش کرد

ندانست شد در بارگاه سخن
که چیزی که به زکر و منی

گرآید جامه پاکست و سیرت پلید
در روز خشم آنا ید کلید

برین آستان عجز و مسکینیت
به از طاعت و خویشتن بینیت

چو خود را ز نیکان شمردی بدی
نمی گنجد اندر خدائی خودی

اگر مردی از مردی خود مگوی
نه هر شهسواری ببرد پر گوی

سیاه آمد آن بی هنر جامه پوست
که پنهان نشد چون پسته مغزی درو

ازین نوع طاعت نیاید بکار
برو عذر تقصیر طاعت بیار

نخورد از عبادت برآن بیخرد
که باحق نکو بود با خلق بد

سخن ماند از عاقلان یادگار
ز سعدی همین یک سخن یاد دار

گنهگار اندیشناک از خدای | به از پارسای عبادت نمای

بیان آن یک سخن در سه حکایت

حکایت دانشمند در پیش وقاضی متکبر

فقیهی کهن جامه تنگدست
نگه کرد قاضی ز روی نخست
ندانی که بر تر مقام تو نیست
بجای بزرگان نیازی مکن
نه هر کس سزاوار باشد بمنبر
دگر ره چه حاجت به پند تست
بعزت هر آنکو فروتر نشست
چو آتش برآورد در پیش دود
فقیهان طریق جدل ساختند
کشادند بر هم در فتنه باز
تو گفتی خروسان شاطر بجنگ
یکی بیخود از خشمناکی چو مست
فتادند در عقده پیچ پیچ
کهن جامه در صف آخر ترین
ابوان ازو در تعجب فتاد
که ای خیره سر این چه بیباکی است
بگفتا ندانی که من کیستم
بگفتا شنیدم بسی در نبود
بگفتا مرا نیست شیری سکن
بگفتا کرامت بجاهست و منزل بقدر
بگفتا همین شرط هشیاری ست
بگفتا بخواری نیفتد ز بالا به پست
بگفتا فروتر نشست از مقامیکه بود
بگفتا علم دارم و دانش و حلم
بگفتا بلا و نعم گردن دراز
بگفتا فتادند در هم بمنقار و چنگ
یکی بر زمین میزند هر دو دست
که در حل آن ره ببرد فقیه
بغرش در آمد چو شیر عرین

که برهان قوی باید و معنوی — نه رگهای گردن بحجت قوی
مرا نیز چوگان حرفست و گوی — بگفتندار نیک دانی بگوی
بکلک فصاحت بمانیکه داشت — بدفتر چو نقش نگین برنگاشت
سر از کوی صورت بمعنی کشید — قلم بر سر حرف دعوی کشید
بگفتندش از هر کنار آفرین — که بر عقل و طبعت هزار آفرین
سمند سخن تا بجائی براند — که قاضی چو خر در خلابی بماند
بروان آمد از طاق هوستار خویش — باکرام و لطفش فرستاد پیش
که بیهوده قدر تو ننشاختم — بشکر قدومت سر افراختم
در بیغ آمدم با چنین مایه — که بینم ترا در چنین پایه
معرف بدلداری آمد پیش — که دستار قاضی نهد بر سرش
بدست و زبان منع کردش که دور — منه بر سرم پای بند غرور
که فردا صعود بر کهن میبرد — بدستار پنجه گرم سر گران
چو مولام خواند و قضا در رکیب — نماینده مردم بچشم حقیر
قفاوت کند هرگز اب زلال — گریش گوزه زرین بود یا سفال
خرد باید اندر سر مرد و مغز — نباید مرا چون تو دستار نغز
کسی از سر بزرگی نباشد بچیز — کدو سر بزرگست و بیمغز نیز
بیفزاید گردن بدستار و ریش — که دستار پنبه است و سبلت حشیش

بصورت کسانیکه مردم دشمنند — چو صورت همان به که دم در کشند

بقدر سرجت باید محل — بلندی دحسی مکن چون زحل

فی جو یار ابلندی گفت — که تا حیثیت خود در دست

بدین عقل ده هست نخوانم کست — وگر شیر زد صد غلام از پست

چه خوش گفت مرد درشکے — چو بر داشتش برطمع جا بلی

مرا کس نخواهد مرید نیچ — بدیوانگی در مریدم مپیچ

منعم بمال از کسے بهتر است — خزار جل طالش بوشد خرست

بدین شیوه مرد سخنگوی چست — آب سخن کنه از دل بشست

دل آزرده را سخت باشد سخن — چو خصمت دهد بیقیاد سستی مکن

چو دشمن رسد مغز دشمن برآر — که دوست فرو شوید از دل غبار

چنان ماند قاضی بحشر عبوس — که گفت ان هذا لیوم عسیر

بدندان گزید از تعجب بدین — بماندش در دیده چون فرقدین

وزانجا جوان روی همت بناف — برون رفت و بازش نشان کس نیافت

مغز و از بزرگان مجلس بخاست — که گوئی چنین شوخ چشم از کجاست

نقیب از پیش رفت و هر سو دوید — که مردی بدین صورت و هیئت که دید

یکی گفت از آن نوع شیرین نفس — درین شهر سعدی شناسیم و بس

بران صد هزار آفرین کین بگفت — حق تلخ بین تا چه شیرین بگفت

حکایت در توبه کردن با پادشاهزاده گنجه

یکی پادشاهزاده گنجه بود
که نااهل و ناپاک در پنجه بود

بسجده درآمد سرایان دست
می اندر سرو ساغر و نی بدست

بمقصوره در پارسائی مقیم
زبان دلاویز و قلبی سلیم

تنی چند برگفت او مجتمع
چو عالم نباشی که از متبع

چو بی عزتی پیشه کرد آن حرون
شدند آن عزیزان خراب اندرون

چو لشکر بود پادشه را مدد
که یار و زد از امر معروف دم

بحکم کند سیر بر بوی گل
فرو ماند آواز چنگ از دهل

گرت هیچ منکر برآید ز دست
شاید چو بیدست و پایان نشست

وگر دست قوت نداری بگوی
که پاکیزه گردد بماند ز خوی

چو دست و زبان را نماند مجال
بهمت نمایند مردی رجال

یکی پیش دانای خلوت نشین
بنالید و بگریست سر بر زمین

که یکباری آخر برین رند مست
دعا کن که مائی زبانیم دست

دم سوزناک از دل پاک خیز
قوی تر که هفتاد تیغ و تبر

بیاورد مرد جهاندیده دست
چه گفت ای خداوند بالا و پست

خوشا آن سپهر و فلک از زمین
خدایا همه وقت او خوش بدار

کسی گفتش ای قدر دانا چستی
بدین بد چرا نیکوئی خواستی

چه بد عهد را نیک خواهی ز بهر
چه بد خواستن بر سر خلق شهر

چنین گفت بیننده تیز هوش
چو گفتار سخن در نیابی مجوش

بطامات مجلس بیاراستم
زدادآفرین توبه اش خواستم

که هر گه که باز آید از خوی زشت
بعیشی رسد جاودان در بهشت

چنین پنجروزست عمش مدام
ترک اندرش عیشهای مدام

حدیثی که مرد سخن ساز گفت
یکی زان میان با ملک باز گفت

ز دجله آب در چشمش آمد چو میغ
بارید بر چهره سیل دریغ

به نیران شوق اندرو نم بسوخت
حیا دیده بر گشت پایش بدوخت

بر نیک مخضر فرستاد کس
در توبه کوبان که فریاد رس

قدم رنجه فرمای تا سر نهم
سر جهل و ننگ استی بر دهم

در و دیه بستاند بر در سیاه
سخن بر در آمد در ایوان شاه

شکر دید و عناب و شمع و شراب
ده از نعمت آباد و مردم خراب

یکی غایب از خود یکی نیم مست
یکی شعر گویان صراحی بدست

ز سوئی بر آورده مطرب خروش
ز دیگر سو آواز ساقی که نوش

حریفان خراب از می لعل رنگ
سر چنگی از خواب در بر چو چنگ

نبود از ندیمان گردن فراز
بجز نرگس انجا کسی دیده باز

دف و چنگ با یکدگر ساز گار
برآورد فریاد زیر از میان ناله زار

بفرمود و در هم شکستند عود
مبدل شد آن عیش صافی بدرد

شکستند چنگ و بستند رود
بدر کرد گوینده از سر سرود

بمیخانه در سنگ بردند زد
که در انشاندند و گردن زدند

روان خم و چنگ اوفتاده نگون
تو گفتی شد است از بنا گاه خون

خم انبوه خمر نه با هم بود
دران فتنه و خمر بند حت و د

شکم تا بنافش دریدند مشک
قدح را بر و چشم خونین پر اشک

بفرمود تا بانگ و فریاد و شین
بکندند و کردند نوباز جای

که گلگونه غیر خم یاقوت فام
بشستن نمیشد ز روی رخام

عجب نیست بالوعه گر شد خراب
که خورد اندران روز چندان شراب

وگر هر که بربط گرفتی بکف
تفا خوردی از دست هر دم چو دف

ولرفاسقی جنگ بردی بدوش
بمالیدی اورا چو طنبور گوش

جوانی سر از کبر و پندار مست
چه پیران بکنج عبادت نشست

پدر بارها گفته بودش بهل
که پاکیزه رو باش و شایسته قول

جفای پدر برد و زندان و بند
چنان سودمندش نیامد که پند

گرش سخت گفتی سخن گفتی بهل
که بیرون کن از سر جوانی و جهل

خیال و غرورش بر آن داشتی
که درویش را زنده نگذاشتی

سپر انگندند شیر غران ز جنگ
بیندیشد از تیغ بران چنگ

بنرمی ز دشمن توان کرد دوست
چو با دوست نرمی کنی دشمن اوست

چو ندان کسی سخت دانی نکرد
که خایسک تا دیبه بر سر نخورد

بگفتن درشتی مکن با امیر
چو بینی که سختی کند سست گیر

باخلاق باهر که بینی بساز
اگر زیردستست و گر سرفراز

که این گردن از ناز کی بر کشد
بگفتار خوش وان سر اندر کشد

بشیرین زبانی توان برد گوی
که پیوسته تلخی برد تند خوی

تو شیرین زبانی ز سعدی بگیر
ترشروی را گو بتلخی بمیر

حکایت طواف عسل

شکر خنده با انگبین میفروخت
که دلها از شیرینیش می بسوخت

بتانی میان بسته چون مشکبر
بروبشتری از مگس بیشتر

گر او زهر بر داشتی فی المثل
بخوردندی از دست او چون عسل

گرانی نظر کرد در کار او
حسد برد بر روز بازار او

وگر روز شد گرد گیتی دوان
عسل بر سر کوچه برابر دکان

بسی گشت فریاد خوان پیش پس
که بنشست بر انگبینش مگس

شبانگه چو نقدش نیامد بدست
بدلتنگ روی بکنجی نشست

چو حاصی ترش کرده روی از رود عید
چو ابروی زندانیان روز عید

زنی گفت بازی کنان شوی را
عسل تلخ باشد تو شیرین بخور

حرامست بر دنان انکس چشید
که چون سفره ابرو بهم در کشید

مکن خواجه بر خویشتن کار سخت
که بد خوی باشد نگون بخت

گر قسم که سیم و زرت چیز نیست
چو سعدی زبان خوشت چیز نیست

حکایت در معنی تواضع نیکمردان

شنیدم که فرزانه مرد حق پرست
گریبان گرفتش یکی رند مست

ازان تیره دل مرد صافی درون
قفا خورد و سر برنکرد از سکون

یکی گفتش آخر نه مردی تو نیز
تحمل درینجا ازین بی تمیز

شنید این سخن مرد پاکیزه خوی
بدو گفت ازین نوع با من مگوی

ز دست نادان گریبان مرد
که با شیر جنگی نگالد نبرد

هنر در چنین زندگانی کند
رند در گریبان نادان مست

بجنبانی سگ پای صحرانشینی گزید
بخشمی که زهرش زندان چکید

Powered by Google

شب از درد بیچاره خوابش نبرد
پدر را چنان کرد و تندی نمود
پس از گریه مرد پراگنده روز
مرا گرچه هم سلطنت بود بیش
محال است اگر تیغ برسر خورم
توان کرد با ناکسان بدرگے

بخجل اندرش دختری بود خرد
که آخر ترا نیز دندان نبود
بخندید بگای با باک دلفروز
در یغ آمدم کام و دندان خویش
که دندان بپای سگ اندر برم
ولیکن نیاید ز مردم سگے

حکایت خواجہ نیکوکار و بندہ نافرمان

بزرگے هنرمند آفاق بود
ازین خرقه پوشے بالیده
چو نعلش بدندان بر آلوده
مدامش بر و بی آب چشم سبل
گره وقت پختن برابر و زدی
دمادم بنان خورد نیش همنفس
نه گفت اندرو کار کردی نه چوب
گهی خار و خس در ره انداختی
ز بیماش وحشت فراز آمدی

غلامش نکو هیده اخلاق بود
بدی سر که در روی مالیده
گرو برده از زشت رویان شهر
و میدی دو بوی پیاز و نعل
چو پختند با خواجه زانو زدی
وگر مردی آبی ندادی بکس
شب و روز از و خانه در کند و کوب
گهی مالکیان در چه انداختی
ز نفتی بکارے که باز آمدی

کسی گفت ازین بنده بدخصال
چه خواهی ادب یا هنر یا جمال

نیرزد وجودی بدین ناخوشی
که جوشش پسندی و بارش کشی

منت بندهٔ خوب نیکو سیر
بدست آرم این را به نخاس بر

وگر یک سبج آورد سنبیج
گرانست اگر راست خواهی پیچ

شنیدم این سخن مرد نیکو نهاد
بخندید کای یار فرخ نژاد

مرا زو طبیعت شود خوی نیک
توانم جفا بردن از هر کسی

چو من در بلایش تحمل کنم
بسی به بود گر تحمل کنم

چو خود را پسندی کسی را پسند
تو در زحمتی دیگری را مرنج

تحمل چو زهرت نماید نخست
ولی شهد گردد چو در طبع رست

حکایت معروف کرخی و مسافر رنجور

کسی راه معروف کرخی گرفت
که نهاد معروفی از سر نخست

شنیدم که مهمان شد آن یک کسی
زبیمارپرسش تا بمرگ اندکی

سرش موی و رویش صفا ریخته
بپوسش جان در تن او سخته

شب آنجا بیفگند و بالش نهاد
روان و دعا گو بر بانگ و نالش نهاد

نه از دست فریاد او خواب کس
نمی مرد و خلقی بحسرت بکشت
گرفتند از و خلق راه گریز
همان ناتوان ماند و معروف و بس
چو مردان میان بست و کردانچه گفت
که چندآورد مرد ناخفته تاب
مسافر پراگنده گفتن گرفت
که نامند و ناموس و زرق اندر باد
فریبنده پارسائی فروش
که بیچاره دیده برهم نهبست
که یکدم چرا غافل از وی نخفت
شنیدند پوشیدگان حرم
ندیدی که درویش نالان چه گفت
بمیر
ولی با بدان نیک مردی بمیر
که در شوره ناید درخت نشاند

میخواهش گر فتی بشب یک نفس
نهادی پریشان و طبعی درشت
ز فریاد و نالیدن و خشت و خیز
ز و یار مردم دران بقعه کس
شنیدم که شبها ز خدمت نخفت
شبی بر سرش لشکر آورد خواب
بیکدم که چشمانش خفتن گرفت
که لعنت بر این نسل ناپاک باد
بلند اعتقادان پاکیزه کیش
چه داند لذت انبانی از خواب مست
سخنهای منکر بمعروف گفت
فرو خورد شیخ این حدیث از کرم
یکی گفت معروف را در بهشت
بروز این سپس گو سر خویش گیر
نکوئی در حمت بجای خود ست
سر سفله را گر دبا شد منش
کمین با بدان نیکی ای نیکبخت

کمر بندد و دستش حنا شود دو پاک
که زر بر فشاندی بر درویش چو خاک

پر دون تا خت خواهنده خیره رو
که دهیدن آغاز کردش بکوی

که زنهار ازین کرد یان خموش
پلنگان و رنده صوف پوش

که چون گرسنه بانو بچال بر خفند
و گر صیدی افتد چو سگ در جنبند

سوی مسجد آورده دکان کنند
که در خانه کمتر توان یافت صید

ره کاروان شهر مردان زنند
ولی جامه مردم ایمان کنند

شبانه سیه پاره بر دوخته
بیاراش و پنهان زراندوخته

رهی جو فروشان گندم نمای
جهان گرد و شب کوک و خرمن ربای

لقمه کرک بمعنی فریب
که در رقص و حالت جوانند و چست

بسین در عبادت گه پیرانند
پس آنگه نمایند خود را زناک

عصائی کلیم اندر بسیار خوار
همین بس که دنیا بدین میخورند

چو پیرامنه گار و خر دانشور اند
بدجل جمش جامه زن کنند

عبائی بلیلانه در تن کنند
زرست نه بینی در ایشان اثر

شکم جامه از گندم آگنده اند
نخواهم همین باب ازین بیش گفت

فرو گفت ازین شیوه نادیده گوی
یکی گرد و بسے ابروی بسی

که زشت بود سیرت خویش گفت
نه بیند هنر دیده عیب جوی

چه غم دارد آن سرو را بر وی کسی

مریدی بشیخ این سخن نقل کرد — اگر راست پرسی نه از عقل کرد

بدی در قفا عیب من گفت و خفت — بتر زو فریبی که آورد و گفت

یکی تیری افگند و در ره فتاد — وجودم نیازرد و در نجم نداد

تو بر داشتی و آمدی سوی من — همی در ستیزی به پهلوی من

بخندید صاحب دل نیکخوی — که سهلست ازین پیشتر گو بگوی

هنرزا نچه گفت از بدم اندکیست — ز دانا که من دانم از صد یکیست

ز روی گمان بر من اینها که بست — من از خود بتقین می شناسم که هست

وی امسال هیچ است با ما وصال — کجا داند م عیب هفتاد و سال

به از من کسی اندر جهان عیب من — نداند بجز عالم الغیب من

ندیدم چنین نیک پندار کس — که پندارد شت عیب من اینست و بس

بجز گواه گناهم گر اوست — در و دفتر نسیم که عالم نکوست

گر م عیب گوید بداندیش من — بیا گو بر نسخه از پیش من

کسان بر ره خدا بوده اند — که بر جاسس تیر بلا بوده اند

زبان بآتش تا پرستیده تر نیست — که صاحبدلان با شوخان نیست

گر از خاک مردم بسوی کنند — بسنگش بلامت کنان بشکنند

حکایت درویشان و حلم پادشاهان

ملک صالح از پادشاهان شام
برون آمدی صبحدم با غلام

بگشتی در اطراف بازار و کوی
برسم عرب بسته بر ران توبی

که صاحب نظر بود و درویش دوست
هر آنکه این دو دارد ملک صالح اوست

دو درویش در مسجدی خفته یافت
پریشان ای گل و خاطر آشفته یافت

شبی سر دشان دیده نابرده خواب
چو هر با تامل کنان ز آفتاب

یکی زان دو میگفت با دیگری
که هم روز محشر بود داوری

گر این پادشاهان گردن فراز
که در لهو و عشرت دهند کام و ناز

وز آیند با عاجزان در بهشت
من از گور سر بر نگیرم ز خشت

بهشت برین ملک و ماوای ماست
که بند غم امروز بر پای راست

همه عمر از بینان چه دیدی خوشی
که در آخرت نیز زحمت کشی

اگر صالح آنجا بدیوار باغ
در آید بخشش بدرّم دماغ

چو مرد این سخن گفت و صالح شنید
دگر بود آنجا مصالح ندید

دمی رفت تا چشمه آفتاب
ز چشم خلائق فرو شست خواب

روان هر دو کس بر فرستاد و خواند
بهیبت نشست و بحرمت نشاند

بر ایشان ببارید باران جود
فرو شست شان گرد دل از وجود

پس از رنج سرما و باران و سیل
نشستند با تا مدارا ن خیل

گدایان بی جامه شب کرده روز
معطر کنان جامه بر سوز

یکی گفت از ینان ملک انهان — که ای حلقه در گوش حکمت جهان
پسندیدگان در بزرگی رسند — ز ابندگانت چه آمد پسند
شهنشه ز شادی چو گل بر شکفت — بخندید در روی درویش و گفت
من آنکس نیم کز غرور حشم — ز بیچارگان روی در هم کشم
تو هم با من از شرمنه خوی زشت — که ناسازگاری کنی در بهشت
من امروز کردم در صلح باز — تو فردا مکن در بروی فراز
چنین راه گر مقبلی پیش گیر — ز شرف ایدت دست درویش گیر
بر از شاخ طوبی کسی بر ندا شت — که امروز تخم ارادت نکاشت
ارادت ندارد سعادت مجوی — بچوگان خدمت توان برد گوی
ترا کی بود چون چراغ التهاب — گر از خود نبیند بچشم قندیل از آب
وجودی و هر روشنائی بجمع — گر سوزنش در سینه باشد چو شمع

حکایت اندر محرومی خوشتن بینان

یکی در بحوم اندکی دست داشت — ولیکن از تکبر سر مست داشت
سوی کوشیار آمد از راه دور — ولی پر ارادت سر پر غرور
خردمند از و دیده در دوختی — بخویش حرف خدمت نیاموختی
چو بی بهره عزم سفر کرده باز — بدو گفت دانای گردن فراز

تو خود را گمان برده و پر خرد
تا ئی که پرسد دگر چون پرد

ز دعوی تهی آی تا پر شوی
تو از خود پری زان همی میروی

ز هستی در آفاق سعدی صفت
تهی گرد و بازای پر معرفت

حکایت در معنی تسلیم و حق شناسی آن

بخشم از ملک بنده سر تافت
بفرمود و جستن کسش در نیافت

چو باز آمد از راه خشم و ستیز
بشمشیر زن گفت خونش بریز

بخون تشنه جلاد نامهربان
بدان کرده چون تشنه دشنه زبان

شنیدم که گفت از دل تنگ ریش
خدایا بجمل کردمش خون خویش

که پیوسته در نعمت و ناز و نام
در اقبال او بوده ام دوست کام

مبادا که فردا بخون منش
بگیرند و خرم شود دشمنش

ملک را چو گفت دی آمد بگوش
دگر دیگ خشمش بیاورد و جوش

بسی بر سرش داد و بر دیده بوس
خداوند درایت و تدبیر و هوش

بفرق از چنان سهمگن جایگاه
برسانید و هرش بدان پایگاه

غرض زین حدیث آنکه گفتار نرم
چو آبست بر آتش مروت فرو

نه بینی که در معرض تیغ تیر
بپوشند خفتان خصم تو حریر

تواضع کن ای دوست با خصم تند
که نرمی کند تیغ برنده کند

حکایت در عجز و نیازمندی صالحان

در دیار[۱] عارف زنده پوش — یکی را[۲] ز انباح سگ آمد بگوش
بدل گفت[۳] کوی سگ اینجا چراست — درآمد[۴] که درویش صالح کجاست
نشان سگ از پیش و از پس مدید — بجز عارف آنجا دگر کس ندید
بخجلت[۵] ز کردن آغاز کرد — که شرم آمدش بخش آن راز کرد
شنید از درون عارف آواز پای — که[۶] غافل مباش بر در چه پای درآی
که[۷] ای مدعی خلق آواز کردن — نهادم ز سر کبر و رای و خرد
که مسکین تر از سگ ندیدم کسی — ز شیب[۸] تواضع ببالا رسی
که خود را فراتر نهادند قدر — فتاد از بلندی بسر در نشیب
اگر کام طالب بمعشوق[۹] برد — چو شبنم بنیتاد مسکین و خرد

حکایت حاتم اصم و سیرت او در تواضع

گروهی برآمند از اهل سخن — که حاتم[۱۰] اصم بود باور مکن

حکایت زاهد و دزد

برآمد طنین[1] جرس بامداد
که در چنبر عنکبوتی فتاد

همه ضعف و خاموشیش کید بود
جرس قید پندار و بانگش قید بود

نگه کرد شیخ از سر اعتبار[2]
که ای بانگ بندِ طمع پای دار

نه هر جا شکر باشد و شهد و قند
که در گوشها دامیار است و بند

یکی گفت از آن حلقهٔ اهل رای
عجب دارم ای مرد راه خدای

جرس را تو چون فهم کردی خروش
که مارا بد آهنگ کاری آمد بگوش

تو کاگاه کردی ببانگ جرس[3]
نشاید اصم خواندنت زین سپس

تبسم کنان گفتش ای تیز هوش
اصم به که گفتار باطل نیوشش

کسانیکه با من بخلوت درند
مرا عیب پوش و هنرگستر اند

چو پوشیده دارند مردم اخلاق زشت
کند هم بتیغ زبان نخوت زبون

فرا ایشان اگر کبر و نخوت کنم
بگویند نیک و بدم هر چه هست

چو دانند دانم که نادان نیم
ز کردار بد دامن افشان نیم

اگر هم بخشمند بینم بخشم
چو حاتم اصم باش و غیبت مشنو

سعادت بخلق و سلامت بصمت
که گر دون ز گفتار سعدی بباشت

ازین پند اگر گوش بانگی نهی
ندانم پس از وی چه پیش آیدت

[1] ای آواز جرس
[2] ای از سعدی
[3] ای دشواری

غریبی در اقصای تبریز بود — که همواره بیدار و شبخیز بود
شبی دید جائیکه دزدی کمند — به پیچید بر طرف بامی فگند
کسانرا خبر کرد و آشوب خاست — زهر جانبی مرد با چوب خاست
چو نام دم آواز مردم شنید — میان خطر جای بودن ندید
نهیبی ازان گیر و دار آمدش — گریزی بوقت اختیار آمدش
ز رحمت دل پارسا موم شد — که شب دزد بیچاره محروم شد
بتاریکی از وی فرار آمدش — براه دگر پیش بار آمدش
که یارا مرد کاشنای توام — ببردانگی خاک پای توام
ندیدم بسر پنجگی چو تو کس — که جنگ آوری بر دو نوعست بس
یکی پیش خصم آمدن مرد وار — دوم جان بدر بردن از کارزار
بدین هر دو خصلت غلام توام — چه نامی که مولای نام توام
گرت رای باشد بحکم کرم — بجائیکه میدانمت بره برم
سر مایست کوتاه و در بسته سخت — نه پندارم آنجا خداوند رخت
یکی پای بر دوش دیگر نهیم — بچندانکه در دستت افتد بسازیم
بدلداری و چاپلوسی و فن — گشیدش سوی خانهٔ خویشتن
جوان مرد شب زنده داشت دوش — بگفتش برآمد خداوند هوش

که همواره بیدار و شبخیز بود
به پیچید بر طرف بامی فگند
زهر جانبی مرد با چوب خاست
میان خطر جای بودن ندید
گریزی بوقت اختیار آمدش
که شب دزد بیچاره محروم شد
براه دگر پیش بار آمدش
ببردانگی خاک پای توام
که جنگ آوری بر دو نوعست بس
دوم جان بدر بردن از کارزار
چه نامی که مولای نام توام
بجائیکه میدانمت بره برم
نه پندارم آنجا خداوند رخت
یکی پای بر دوش دیگر نهیم
ازان به که گردی تهیدست باز
گشیدش سوی خانهٔ خویشتن
بگفتش برآمد خداوند هوش

بغلطاق دوستار در خفتگیه دشت
زبالا بدامان او در گذاشت

وز انجا بر آورد و غوغا که درد
تو اب ای جوانان و یاری مرد

بدر جست از آشوب و زد در دغل
دوان جامه پارسا در بغل

دل آسوده شد مرد نیک اعتقاد
که سر گشته را بر آمد مراد

جبیثی که بر کس ترحم نه کرد
به بخشود بر وی دل نیک مرد

عجب نیست در سیرت بخردان
که نیکی کنند از کرم با بدان

و گر اقبال نیکان بدان نیز نید
و گرچه بدان اهل نیکی نیند

حکایت در معنی جفای دشمن از بهر دوست

یکی را چو سعدی دل ساده بود
که با ساده روئی در افتاده بود

جفا بر دی از دشمن سخت گوی
ز چوگان سختی بجستی چو گوی

ز کس چین بر ابر و نیندا ختی
ز بازی به تندی نپر داختی

یکی گفتش آخر ترا ننگ نیست
خبر ز ین همه سیلی و سنگ نیست

تن خویشتن سفته دونان کنند
ز دشمن تحمل ز بونان کنند

نشاید ز جاهل خطا در گذاشت
که گویند یار او مردی نداشت

چه خوش گفت شیدای شوریده سر
جوابی که شاید بشتن بزر

دلم خانهٔ مهر یارست و بس
ازان می نگنجد در و کین کس

حکایت

چه خوش گفت بهلول فرخنده خوی — چو بگذشت بر عارف جنگجوی

گر این مدعی دوست بشناختی — به پیکار دشمن نپرداختی

گر از هستی حق خبر داشتی — همه خلق را نیست پنداشتی

حکایت لقمان حکیم با بندهٔ خود

شنیدم که لقمان سیه‌فام بود — ز تن پرور و نازک اندام بود

یکی بندهٔ خویش پندآموزش — به بغداد دور از کار گل دوختش

بسالی سرائی بپرداختش — بکس از بندهٔ خواجه نشناختش

چو پیش آمدش بندهٔ رفته باز — ز لقمان شد و سیمبی ساز ساز

بپایش در افتاد و پوزش نمود — بخندید لقمان که پوزش چه سود

بسالی ز جورت جگر خون کنم — بیکساعت از دل بدر چون کنم

ولی هم بجشایم ای نیک مرد — که سود تو مارا زیانی نکرد

تو آباد کردی شبستان خویش — مرا حکمت و معرفت گشت بیش

غلامی ست در ختم ای نیکبخت — که فرمایش قهلکار سخت

وگر ره نیازارمش سخت دل — چو یاد آیدم سختی کار گل

هر آنکس که جور بزرگان نبرد — نسوزد دلش بر ضعیفان خرد

چنین گفت بهرام شه با وزیر
که دشخوار بازیر دستان مگیر

گر از حاکمان سخت آید سخن
تو بر زیر دستان درشتی مکن

حکایت جنید بغدادی و سیرت او در تواضع

شنیدم که بر دشت صنعا جنید
سگی دید بر کنده دندان صید

ز پیری سر پنجه شیر گیر
فرو ماند عاجز چو روباه پیر

پس از غرم و آهو گرفتن به پی
لگد خورده از گوسپندان حی

چو مسکین و بیطاقتش دید و ریش
بدو داد یک نیمه از زاد خویش

شنیدم که میگفت و خون میگریست
که داند که بهتر ز ما هر دو کیست

بظاهر من امروز ازین بهترم
دگر تا چه راند قضا بر سرم

گرم پای ایمان نلغزد ز جای
بسر بر نهم تاج عفو خدای

وگر کسوت معرفت در برم
نماند به بسیار ازین کمترم

که سگ با همه زشت نامی چو مرد
مرا ورا بدوزخ نخواهند برد

ره این ست سعدی که مردان راه
بعزت نکردند در خود نگاه

ازین بر ملایک شرف داشتند
که خود را به از سگ نپنداشتند

حکایت پارسا و بربط زن

یکی بربطی در بغل داشت مست
چو رو در آمد آن یکدم شبانه بست
که دوشینه مغرور بودی و مست
مرا به شد آن زخم و بر خاست بیم
ازین دوستان خدا بر سرند

بشب در سر بارسائی شکست
بر سنگ دل بر دیگشت سیم
ترا و مرا بربط و سر شکست
ترا به نخواهد شد الا بسیم
که از خلق بسیار بر سر خورند

حکایت در معنی صبر مردان بر جفای نااهلان

شنیدم که در خاک وحشی نهان
مجرد بمعنی نه عارف بدلق
سعادت کشاده دری سوی او
زبان آوری بیخرد سعی کرد
که زنهار ازین مرد دستان مریز
دمادم بشوبند چون گربه روی
ریاضت کش از بهر نام و غرور
همیگفت و خلقی برو انجمن
شنیدم که بگریست دانای وحش
دگر راست گفت ایخداوند پاک

یکی بود در کنج خلوت نهان
که بیرون کند دست حاجت بخلق
در از دیگران بسته بر روی او
زشوخی به بد گفتن نیکمرد
بجای سلیمان نشستن چو دیو
طمع کرده در صید موشان کوی
که طبل تهی را رود بانگ دور
برایشان تفرج کنان مردوزن
که یارب مرا این شخص را توبه بخش
مرا توبه ده تا نه گردم هلاک

پسند آمد از عیب جوی خودم — که معلوم من کرد خوبی بدم
گر آنی که دشمنت گوید مرنج — وگر نیستی کو برو باد سنج
وگر الهی مشک را گنده گفت — تو مجموع شو کو پراگنده گفت
وگر میرود در پیاز این سخن — چنین ست گو گنده مغزی مکن
نه آئین عقل ست و رای و خرد — که دانا فریب مشعبد خورد
پس کار خویش آنکه عاقل نشست — زبان بد اندیش بر خود ببست
تو نیکو روش باش تا بدسگال — نیابد بنقص تو گفتن مجال
چو شمشیر ارت آید از دشمن سخن — تو برزیر دستان درشتی مکن
جز آن کس ندانم نکو گوی من — که روشن کند بر من آهوی من

حکایت امیر المومنین علی و سیرت او در تواضع

کسی مشکلے برد پیش علے — بگفتا مشکلش را کند منجلی
امیر عدو بند کشور کشای — جوابش بگفت از سر علم و رای
شنیدم که شخصی در ان انجمن — بگفتا چنین نیست یا بوالحسن
نرنجید از و حیدر نامجوی — بگفت ار تو دانی ازین به بگوی
بگفت انچه دانست و پاکیزه گفت — بگل چیمه خورشاید نه گفت
پسندید ازو شاه مردان جواب — که من بر خطا بودم او بر صواب

چه از من سخن گفت دانا یکیست — که بالاتر از علم او علم نیست
گرامی مروز بودی خداوند جاه — نگردی خود از کبر در وی نگاه
بدر کردی از بارگه حاجبش — فرو کوفتندی بناداجبش
که من بعد بی آبروئی مکن — ادب نیست پیش بزرگان سخن
یکی را که پند ار در سر بود — پسندار هرگز که حق بشنود
ز علمش ملال آید از وعظ تنگ — شقایق بباران نروید ز سنگ
نه بینی که از خاک افتاده خوار — برویند گل و بشکفد نوبهار
مربزای حکیم آستین های در — کجا بینی از خویشتن خواجه پر
بچشم کسان در نیاید کسی — که از خود بزرگی نماید کسی
مگو تا بگویند شکرت هزار — چو خود گفتی از کس توقع مدار

حکایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه

گدای شنیدم که در تنگ جای — نهادش عمر پای بر پشت پای
ندانست درویش بیچاره کوست — که رنجیده دشمن نداند ز دوست
برآشفت بر وی که کوری مگر — نبود گفت سالار عادل عمر
نکردم ولیکن خطا رفت کار — ندانستم از من گنه درگذار
چه منصف بزرگان دین بوده اند — که بازار بستان چنین بوده اند

فروتن بود هوشمند گزین — نهد شاخ پر میوه سر بر زمین
بناز ند فردا تواضع کنان — نگون از خجالت سر گردنان
اگر مے بری سر ز روز شمار — ازان کز تو تر سد خطا در گذار
کمن چیره بر زیر دستان ستم — که دستیست بالای دست تو هم

حکایت

یکی خوب کردار خوشخوی بود — که بد سیرتان را نکو گوی بود
بخوابش کسے دید چون در گذشت — که یارب حکایت کن از سر گذشت
دهانی بخندید چو گل باز کرد — چو بلبل بصوت خوش آغاز کرد
نگفتند با من بسختی بسے — که من سخت نگرفتمی بر کسے

حکایت ذوالنون مصری رحمة الله علیه و شکستگی او

چنین یاد دارم که سقای نیل — نگردآب بر مصر سالی سبیل
گروهی سوی کوهساران شدند — بزاری طلبگار باران شدند
گریستند و از گریه جوی روان — بنالید مگر گریه آسمان
بذی النون خبر بردازیشان کسی — که بر خلق رنجست و سختی بسی
فرو ماندگان را دعای بجن — که مقبول را رد نباشد سخن
شنیدم که ذوالنون بدین گریخت — بسی بر نیامد که باران بریخت

خبر شد بدین پس ازروزبیست — که ابر سیه دل برایشان گریست
سبک عزم بازآمدن کرد پیر — که پرشد بسیل بهاران غدیر
بپرسید ازو عارفی درنهفت — چه حکمت درین رفتنت بود گفت
شنیدم که برمرغ ومور ودوان — شود تنگ روزی بفعل بدان
درین کشور اندیشه کردم بسی — پریشان تر از خود ندیدم کسی
برفتم مبادا که ازشهر من — بتابند و در خیر برانجمن
توانگر شوی پیش مردم عزیز — که مرخویشتن را نگیری بچیز
بزرگی که خودرا بخردی شمرد — بدنیا و عقبی بزرگی ببرد
ازین خاندان بنده پاک شد — که در پای کس تر کسی خاک شد
الا ای که برخاک ما بگذری — بخاک عزیزان که یاد آوری
گه گر خاک شد سعدی اوراچه غم — که در زندگی خاک بودست هم
به بیچارگی تن فرا خاک داد — وگر گرد عالم برآمد چو باد
بسی برنیاید که خاکش خورد — وگر باره بادش بعالم برد
نگر تا گلستان معنی شگفت — بروهیچ بلبل چنین خوش نگفت
عجب گر بمیرد چنین بلبلی — که بر استخوانش نروید گلی

باب پنجم در رضا

بی زیت فکرت همی سوختم — چراغ بلاغت برافروختم

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا

پراگنده گوی حدیثم شنید — جز از سنت گفتن طریقی ندید
هم از جنبش نوعی درد درج کرد — که ناچار فریاد خیزد ز درد
که فکرش بلیغست و رایش بلند — درین شیوه زهد و طامات و پند
نه درخشت و گوپال و گرز گران — که این شیوه نخست بر دیگران
نداند که مارا سر جنگ نیست — وگرنه مجال سخن تنگ نیست
توانم که تیغ زبان برکشم — چنان سخن را سلم درکشم
بیا تا درین شیوه چالش کنیم — سر خصم را سنگ بالش کنیم

حکایت شاطر سپاهانی

سعادت بدانجا نیاید که اورست — نه در چنگ بازوی زور آورست
چو دولت نه بخشد سپهر بلند — نیاید بمردانگی در کمند
نه سختی رسید از ضعیفی بمور — نه شیران بسیر نچه خورند و زور
چو نتوان بر افلاک دست آختن — ضروری ست باگردش ساختن
گرت زندگانی نبشت ست دیر — نه مارت گزاید نه شمشیر شیر
وگر در حیاتت نماند بهر — چنانت کشد نوشدارو که زهر
نه رستم چو پایان روزی بخورد — شغاد از نهادش برآورد گرد

مراد سپاهان یکی یار بود — که جنگ آور و شوخ و عیار بود
مدام ش بخون دست و خنجر خضاب — بر آتش دل خصم از و چون کباب
ندیدمش روزی که ترکش ببست — ز پولاد پیکانش آتش بخست
دلاور بسر پنجه گاو زور — ز هولش بشیران در افتاده شور
بدعوی چنان ناوک انداختی — که عنقا را بهر یک یک انداختی
چنان خار در گل ندیدم که رفت — که پیکان او در سپرهای جفت
نزد تا رک جنگجوئی بخشت — که خود و سرش را نه در هم سرشت
چو کنجشک روز ملخ در بسرد — بکشتن چه کنجشک پیشش چه مرد
گرش بر فریدون بدی تاختن — امانش ندادی به تیغ آختن
پلنگانش از زور سر پنجه زیر — فرو برده چنگال در مغز شیر
گرفتی کمر بند جنگ آزمای — وگر کوه بودی بکندی زجای
زره پوش را چون ببر زین زدی — گذر کردی از مرد و بر زین زدی
نه در مرد بی اورا نه در مرد می — دوم در جهان کس شنید آدمی
مرا یکدم از دست نگذاشتی — که بار است طبعان سری داشتی
سفر نا گهم زان زمین در ربود — که عیشم دران بقعه روزی نبود
قضا نقل کرد از عراقم بشام — خوش آمد دران خاک پاکم مقام
دگر پرسد از شام سیمانه ام — کشید آرزومندی خانه ام

قضا را چنان اتفاق اوفتاد
که بازم گذر در عراق اوفتاد

شبی سر فرو شد باندیشه ام
بدل برگذشت آن هنر پیشه ام

نمک ریش دیرینه ام تازه کرد
که بودم نمک خورده از دست مرد

بدیدار وی زی سپاهان شدم
بهرش طلبگار و خواهان شدم

جوان دیدم از گردش دهر پیر
خدنگش کمان ارغوانش زریر

چو کوه سپیدش سر از برف موی
دوان آبش از برف پیری بروی

فلک دست قوت بر و یافته
سر دست مردیش بر تافته

بدر کرده گیتی غرور از سرش
سر ناتوانی بزانو برش

بدو گفتم اے سرور شیر گیر
چه فرسوده کردت چو روباه پیر

بخندید کز روز جنگ تتر
بدر کردم آن جنگجوئی ز سر

زمین دیدم از نیزه چون نیستان
گرفته علمها چو آتش دران

برانگیخته گرد هیجا چو دود
چو دولت نباشد تهور چه سود

من آنم که چون حمله آوردمی
برمح از کف انگشتری بردمی

ولی چون نه کردا ختر م یاوری
گرفتند گردم چو انگشتری

غنیمت شمردم طریق گریز
که نادان کند با قضا پنجه تیز

چو یاری نکرد اختر روشنم
چه یاری کند مغفر و جوشنم

کلید ظفر چون نباشد بدست
ببازو در فتح نتوان شکست

گرد هی پلنگ افگن پیل زور
درآهن سر مرد و سر ستور

همان دم که دیدیم گرد سپاه
زره جامه کردیم و مغفر کلاه

چو بر اسپ تازی برانگیختیم
چو باران پلا لاک فرو ریختیم

دو لشکر بهم برزدند از کمین
تو گفتی زدند آسمان بر زمین

ز باریدن تیر هیجون تگرگ
بهر گوشه برخاست طوفان مرگ

بصید هزبر ان پرخاش ساز
کمند اژدهای دهن کرده باز

زمین آسمان شد ز گرد کبود
چو انجم در و برق شمشیر و خود

سواران دشمن چو دریا فتیم
پیاده سپر در سپر یافتیم

چه زور آورد پنجه جهد مرد
چو بازوی توفیق یاری نکرد

نه شمشیر کین آوران کند بود
که کین آوری زاخترش تند بود

کس از لشکر ما نیامد بروں
نیامد جز آغشته خفتان بخوں

کسان را نشد ناوک اندر حریر
که گفتم بدوزند سندان بتیر

چو صد دانه مجموع در خوشه
فتادیم هر دانه در گوشه

بنا مردی از هم بدادیم دست
چو ماهی که با جوشن افتد بشست

چو طالع ز ما روی بر پیچ بود
سپر پیش تیر قضا هیچ بود

حکایت

یکی آهنی پنجه در ارد بیل
همی بگذرانید بیباک ز نیل

نمد پوشی آمد بجنگش فراز
جوانی جهانسوز پیکار ساز

بپرخاش جستن چو بهرام گور
کمندی بچنگش براز خام گور

بپنجاه تیر خدنگش بزد
که یک چوبه بیرون نرفت از سمند

دلاور درآمد چو دستان گرد
بخم کمندش درآورد و برد

بلشکر گهش بر در خیمه دست
چو زردان خونی به گردن ببست

شب از غیرت و شرمساری نخفت
سحر گه پرستاری از خیمه گفت

تو کاهن بناوک بدوزی و تیر
نمد پوش را چون فتادی اسیر

شنیدم که میگفت و خون میگریست
ندانی که روز اجل کس نزیست

من آنم که در شیوه طعن و ضرب
برستم درآموزم آداب حرب

چو بازوی بختم قوی حال بود
سیه طرف آبی ببیلم نمد میسمود

کنونم که در پنجه اقبیل نیست
نمد پیش تیرم کم از پیل نیست

بروز اجل نیزه جوشن درد
زپیراهن بی پیل اجل نگذرد

کرا تیغ قهر اجل در قفاست
برهنه است اگر جوشنش چند لاست

درشت بخت یاور بود در بهشت
برهنه نشاید بساطور کشت

نه دانا بسعی اجل جان ببرد
نه نادان بناسازخوردن بمرد

حکایت طبیب و کرد

شبی کردی از درد پهلو نخفت
طبیبی دران ناحیت بود گفت

ازین دست کو برگ رزمی خورد | عجب دارم از شب بپایان برد
که در سینه پیکان تیر تتار | به از نقل ماکول ناسازگار
گرافتد بیک لقمه در روده پیچ | همه عمر نادان برآید بهیچ
قضا را طبیب اندران شب بمرد | چهل سال ازین رفت زنده است کرد

حکایت

یکی روستائی سقط شد خرش | علم کرد بر تاک بستان سرش
جهان دیده پیری برو برگذشت | چنین گفت خندان بناطور دشت
پسندار جان پدر کین حمار | کند دفع چشم بد از کشت زار
که این دفع چوب از سر و گوش خویش | نمی کرد تا ناتوان مرد و ریش
چه داند طبیب از کسی رنج برد | که بیچاره خواهد خود از رنج مرد

حکایت

شنیدم که دیناری از مفلسی | بیفتاد و مسکین بجستش بسی
بآخر ز نا امیدی بتافت | یکی دیگرش ناطلب کرده یافت
به بدبختی و نیک بختی قلم | بگردیده ما همچنان در شکم
نه روزی بسر پنجگی می خورند | که سر پنجگان تنگ روزی مرند

حکایت

فرو گفت پیری پسر را بچوب | بگفتا ای پدر بیگناهم مکوب

توان بر تو از جور مردم گریست | ولی چون تو جورم کنی چاره چیست
بداور خرو شد خداوند هوش | نه از دست داور برآرد خروش

حکایت

بلند اختری نام او نجتیا | قوی دستگه بود و سرمایه دار
همو را دران بقعه زر بود و مال | دگر تنگدستان برگشته حال
زنی جنگ پیوست با شوی خویش | شبانگه چو رفتش تهیدست پیش
که کس چو تو بدبخت درویش نیست | چو زنبور سرخت جز این نیش نیست
بیامؤز مردے ز همسایگان | که آخر نیم قحبه رایگان
کسان راز روسیم ملکت درخت | چرا هم چو ایشان نه نیکبخت
برآور دصافی دل صوف پوش | چو طبل از تهیگاه خالی خروش
که من دست قدرت ندارم بهیچ | بسر پنجه دست قضا در مپیچ
نگردند در دست من اختیار | که من خویشتن را کنم بختیار

حکایت

یکی مرد درویش در خاک کیش | نکو گفت با همسر زشت خویش
چو دست قضا زشت رویت نوشت | سیندای گلگونه بر روی زشت
که چاه صبر کند نیکبختی بزور | بسر مه که بینا کند چشم کور
نیاید نکوکاری از بدرگان | محالست دوزندگی از سگان

همه فیلسوفان یونان و روم
ندانند کردو انگبین از زقوم

ز وحشی نیاید که مردم شود
بسعی اندرو تربیت گم شود

توان پاک کردن ز زنگ آهنه
ولیکن نباشد ز سنگ آئینه

بکوشش زوید گل از شاخ بید
نه زنگی بگرمابه گردد سفید

چو رومی نگردد خدنگ قضا
سپر نیست مر بنده را جز رضا

حکایت کرگس و زغن

چنین گفت پیش زغن کرگسی
که نبود زمن دوربین تر کسی

زغن گفت ازین در نشاید گذشت
بیا تا چه بینی بر اطراف دشت

شنیدم که مقدار یک دزده راه
بکرد از بلندی به پستی نگاه

چنین گفت دیدم گرت باور است
که یکدانه گندم بهامون برست

زغن را نماند از تعجب شکیب
ز بالا نهاد اندر آمد نشیب

چو کرگس بدانه آمد فراز
بر و بر بچید قیدی دراز

ندانست ازان دانه خوردنش
که دهر افگند دام در گردنش

نه آبستن دربود دهر صدف
نه هر بار شاطر زند بر هدف

زغن گفت ازان دانه دیدن چه سود
چو بینائی دام حکمت نبود

شنیدم که میگفت و گردن بند
نباشد خدر با قدر سودمند

اجل چون بجوشش بر آورد دست — قضا چشم باریک بینش ببست
درا بے که پیدا ندارد کنار — غرور شنا در نیاید بکار

حکایت

چه خوش گفت شاگرد منسوج باف — چو غقا بر آورد پیل وزراف
مرا صورتی بر نیاید ز دست — که نقش معلم ز بالا نه بست
گرت صورت حال بدیا نکوست — نگارنده دست تقدیر اوست
درین نوعی از شرک پوشیده هست — که زیدم بیازرد و عمرم بجست
گرت دیده بخشد خداوند امر — نه بینی دگر صورت زید و عمر
نه پندارم ار بنده دم در کشد — خدایش بروزی قلم در کشد
جهان آفرینت کشایش دهاد — اگر وی به بند دلت شاید کشاد

حکایت

شتر گربه با مادر خویش گفت — پس از رفتن آخر زمانی بخفت
بگفت ار بدست منستی مهار — ندیدی کسم بارکش در قطار
قضا کشتی آنجا که خواهد برد — وگرنا خدا جامه بر خود درد
مکن سعد یا دیده بر دست کس — که بخشنده پروردگار است و بس
اگر حق پرستی ز در ها بست — که گردی بر اندر نخواندت کست
گر او نیکبخت کند سر بر آر — وگرنه مرنا امیدی بخار

گفتار اندر اخلاص و برکت آن و ریا و آفت آن

عبادت باخلاص نیّت نکوست
وگرنه چه آید ز بیغز پوست

چه ز نار منع بر میانت چه دلق
که در یوشی از بهر پندار خلق

مکن گفتمت مردی خویش فاش
چو مردی نمودی مخنث مباش

باندازهٔ بود باید نمود
نجالت نبرد آنکه بنمود و بود

که چون عاریت برکشند از سرش
نماند کهن جامه در برش

اگر کوتهی پای چوبین مبند
که در چشم طفلان نمائی بلند

وگر نقره اندوده باشد نحاس
توان خرج کردن بر ناشناس

منه جان من آب زر بر پشیز
که صراف دانا نگیرد بچیز

زر اندوده گر با آتش برند
پدید آید آنگه که مس یا زرند

حکایت

ندانی که بامی کوهی چه گفت
بمردی که ناموس را شب نخفت

برو جان بابا در اخلاص پیچ
که نتوانی از خلق بربست هیچ

کسانیکه فعلت پسندیده اند
هنوز از تو نقش بدن دیده اند

چه قدر آورد بنده حور دیس
که زیر قبا دارد اندام پلیس

نشاید بدستان شدن در بهشت
که بازت رود چادر از روی زشت

حکایت طفل روزه دار

شنیدم که نابالغی روزه داشت
بصد محنت آور دروزی بچاشت

ز کتابش آن روز سابق ببرد
بزرگ آمدش طاعت از طفل خرد

پدر دیده بوسید و مادر سرش
فشاندند بادام و زر بر سرش

چو بروی گذر کرد یک نیمه روز
فتاد اندر و زاتش معده سوز

بدل گفت اگر لقمه چندی خورم
چه داند پدر غیب یا مادرم

چو روی پسر در پدر بود و قوم
نهان خورد و پیدا بسر برد صوم

که داند چو در بند حق نیستی
اگر بے وضو در نماز ایستی

پس این پیر از ان طفل نادان تر است
که از بهر مردم بطاعت درست

کلید در دوزخ است آن نماز
که در چشم مردم گزاری دراز

اگر جز بحق میروی در جاده ات
در آتش فشانند سجاده ات

نکو سیرت بے تکلف بزن
به از پارسائی خراب اندرون

بنزدیک من شب روِ راه زن
به از فاسق پارسا پیرهن

یکی بر در خلق رنج آزمای
چه مزدش دهد در قیامت خدای

ز عمر ای پسر چشم اجرت مدار
چو در خانه زید باشے بکار

نگویم تو اندر رسیدن بدوست
درین ره جز آنکس که درویش اوست

محمد حسین عفی عنہ

روِ راست رو تا بمنزل رسے
نو بررہ نہ زین قبل و اپسے

چو گاوِ می کہ عصّار چشمش ببست
دوان تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست

کسی گر بتا بد ز محراب روی
بکفرش گواہی دہند اہل گوی

تو ہم پشت بر قبلہ در نماز
گرت در خدا نیست وی نیاز

در خستگی بخشش بود بر قرار
گرت نیج اخلاص در بوم نیست

بپرور کہ روزی دہد میوہ بار
ازین بر کسی چو تو محروم نیست

ہر آنکہ افگند تخم بر روی سنگ
جوی وقت دخلش نیاید بچنگ

منہ ابروے ریار المحل
کہ این آب در زیر دارد دخل

چو در خفیہ بد باشم و خاکسار
چہ سود اب ناموس بر روی کار

بروی و ریا خرقہ سہلست دوخت
گرش با خدا در توانی فروخت

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست
نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

چہ وزن آورد جائی انبان باد
کہ میزان عدلست و دیوان داد

مرائی کہ چندین ورع میکند
بدیدند و ہیچش نشد انبان سبک

کنند ابر پاکیزہ تر راست تر
کہ آن در حجابست و این در نظر

بزرگان فراغ از نظر داشتند
ازان پرنیان آستر داشتند

در آوازہ خوانی در اقلیم فاش
بروں حلہ کن کو درون حشو باش

بازی نگفت این سخن بایزید
کہ از سنگدا مین ترم کز مرید

ہر آنکہ = ہر کہ آنکہ
منہ = مکن
ابروے ریار = ابروی ریا
چو در خفیہ = چو خفیہ
بروی و ریا = بروی ریا
چہ دانند مردم = مردم چہ دانند
چہ وزن آورد = وزن چہ آورد
مرائی = مرا
کنند ابر = ابر کند
بزرگان = بزرگ
در آوازہ خوانی = آوازہ خوانی
بازی نگفت = بایزید نگفت

کسانیکه سلطان و شاهنشه اند
سر اسر گدایان این درگه اند

طمع ورگدا امر و طمعی نه بست
نشاید گرفتن در افتاده دست

همان به گر آبستن جوهری
که همچون صدف سر بخود در بری

چو روی پرستیدنت در خداست
اگر جبرئیلت نه بیند رواست

ترا پند سعدی بست ای پسر
اگر گوش گیری چو پند پدر

گر امروز گفتار ما نشنوی
بباداکه فردا پشیمان شوی

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد
که بر بخت روزی قناعت نکرد

قناعت توانگر کند مرد را
خبر کن حریص جهانگرد را

سکونی بدست آور ای بی ثبات
که بر سنگ گردان نروید نبات

سپر در تن ار مرد رای و هشی
که او را چو مے پروری میکشی

خردمند مردم هنر پرورند
که تن پروران از هنر لاغرند

کسی سیرت آدمی گوش کرد
که اول سگ نفس خاموش کرد

خور و خواب تنها طریق دوست
برین بودن آئین نامبخر دست

خنک نیک بختی که در گوشه
بدست آرد از معرفت توشه

برآنان که شد سر حق آشکار
نکردند باطل بر و اختیار

ولیکن چو ظلمت نداند ز نور — چه دیدار دیوش چه رخسار حور
ای ظلمت باطن که جهل است ۱۲
تو خود را ازان در چه انداختی — که چه سازره باز نشناختی
ازان سبب ۱۲
براوج فلک چون پرد جرّه باز — که در شهپرش بسته سنگ آز
گرش دامن از چنگ شهوت رها — کنی رفت تا سدرة المنتهی
بکم کردن از عادت خویش خورد — توان خویشتن را ملک خوی کرد
بهنی تواند ۱۲ — کجا سیر وحشی رسد در ملک — نشاید پرید از ثریٰ تا فلک
نخست آدمی سیرتی پیشه کن — پس آنگه ملک خوئی اندیشه کن
توبر کرهٔ تو سنی برکمر — نگرتا نه پیچد ز حکم تو سر
برکش ۱۲ — که گر پالهنگ از کفت در گسیخت — تن خویشتن کشت و خون تو ریخت
با اندازه خور زاد اگر مردمی — چنین پر شکم آدمی یا دمی
قوت ۱۲ — درون جای فکرست و قوت و نفس — توپنداری از بهر نان ست و بس
بسختی نفس میکند پاد راز — کجا ذکر گنجد کز انبار آز
ندارند تن پروران آگهی — که پر معده باشد ز حکمت تهی
دو چشم و شکم پر نگردد بهیچ — تهی بهتر این رود و آن پیچ پیچ
دگر پا بگ دارد که هل من مزید — چو دوزخ که سیرش کنند از وعید
تو در بند آنی که خر پرورمی — همی میرود عیسی از لاغری
ای صبح چو ۱۲ — بدین ای فرومایه دنیا مخر — چو خر با بخیل عیسی مخر

مگر مے ندانے کہ دور اوفتادم
نیندخت جز حرص خوردن بدامم

پلنگے کہ گردن کشد بر وحوش
بدام افتد از بہر خوردن چو موش

چو موش آنکہ نان و پنیرش خوری
بدامش درافتی و تیرش خوری

حکایت

مرا حاجیے شانہ عاج داد
کہ رحمت بر اخلاق حجاج باد

شنیدم کہ باری سلم خواندہ بود
کہ از من بنوعی دلش ماندہ بود

بیندا ختم شانہ کین استخوان
نمی بایدم دیگرم ساز خوان

مپندار چون سر کہ خود خورم
کہ جور خداوند حلوا برم

قناعت کن اے نفس بر اندکی
کہ سلطان و درویش بینی یکی

چرا پیش خسرو بخواہش روی
چو یکسو نہادی طمع خسروے

وگر خود پرستی شکم طبلہ کن
درخانہ این و آن قبلہ کن

حکایت

یکی با طمع پیش خوارزم شاہ
شنیدم کہ شد با مداد پگاہ

چو دیدش بخدمت فرو گاشت سر
دگر روی بر خاک مالید و خاست

پسر گفتش اے با پدر نا بجوی
یکی مشکلت می بپرسم بگوی

نگفتی کہ قبلہ است خاک حجاز
چرا کردی امروز ازین سو نماز

مہر طاعت نفس شہوت پرست
کہ ہر ساعتش قبلہ دیگر ست

بسرای برادر بفرمانش دست — که هر کس که فرمان نبردش بست

قناعت سرافراز دای مرد هوش — سر طمع برنیاید زدوشش

طمع ابروی تو قربر بخیت — برای دو جو دامن در بر بخیت

چو سیراب خواهی شدن از آب جوی — چرا ریزی از بهر برف آبروی

مگر کز تنعم شکیبا شوی — وگرنه ضرورت بدر ها شوی

برو خواجه کوتاه کن دست آز — چه می باید ت زاستین دراز

کسی را که درج طمع در نوشت — نباید بکس عبد و خادم نبشت

توقع براندز هر مجلست — بران از خودش تا نراند کست

حکایت

یکی راتب آمد ز صاحبدلان — کسی گفت شکر نخواه از فلان

بگفت ای پسر تلخی مردنم — به از جور روی ترشش بردنم

شکر عاقل از دست آنکس نخورد — که رواز تکبر برد سر که کرد

مرو در پی هر چه دل خواهدت — که تمکین تن نور جان کاهدت

کند مرد را نفس امارهٔ خوار — اگر هوشمندی عزیزش مدار

وگر هر چه باشد مرادش خوری — زدوران بسی نامرادی بری

تنور شکم دمبدم تا فتن — مصیبت بود روز نا یافتن

به تنگی برین اندت روی سنگ — چو وقت فراخی کنی معدهٔ تنگ

کشد مرد پرخوارہ بار شکم
شکم بندہ بسیار بیند خجل

وگر در نیابد بدکشد بار غم
شکم پیش من تنگ بہتر کہ دل

حکایت در مذلت بسیار خوردن

چہ آورد ازو بصرہ دانی عجب
تنی چند در خرقہ راستان

حدیثی کہ شیرین ترست از رطب
گذشتیم بر طرف خرماستان

یکی در میان معدہ انبار بود
میان بست مسکین و شد بر درخت

زپرخوارئ خویش پرخوار بود
وزانجا بگردن درافتاد سخت

نہ ہر بار خرما توان خورد و برد
رئیس آن دہ آمد کہ این آکہ کشت

لت انبان بدعاقبت خورد و مرد
بگفتم مزن بانگ بر مادرشت

شکم دامن اندر کشیدش زشاخ
بود تنگ دل رودگانی فراخ

شکم بند دستست وزنجیر و پای
سر اندر شکم شد ملخ لاجرم

شکم بندہ نادرپرستد خدای
بپایش کشد مور کو چک شکم

برو اندرونی بدست آر پاک
شکم پرنخواہد شد الا بخاک

حکایت

شکم صوفی راز بون کرد و فرج
یکی گفتش از دوستان درنہفت

دو دینار بر ہر دو ان کرد خرج
چہ کردی بدین ہر دو دینار گفت

بدیناری از پشت راندم نشاط — بدیگر شکم را کشیدم سماط
فرومایگی کردم و ابلهی — که این همچنان پر نشد آن تهی
غذا گر لطیف ست و گر سرسری — چو دیرت بدست اوفتد خوش خوری
سرانگه ببالین نهد هوشمند — که خوابش بقهر آورد در کمند
مجال سخن تا نیابی مگوی — چو میدان نه بینی نگهدار گوی
مگوی و مشو تا توانی قدم — از اندازه بیرون مرو اندازه کم

حکایت

یکی نیشکر داشت در طیعری — چپ و راست گردید بر مشتری
بصاحبدلی گفت در کنج ده — که بستان و چون دست یابی بده
بگفت آن خردمند نیکو سرشت — جوابی که بر دل بباید نوشت
ترا صبر بر من نباشد مگر — ولیکن مرا باشد از نیشکر
حلاوت ندارد شکر در لبش — چو باشد تقاضای تلخ از پیش

حکایت

امیر ختن جامه از حریر — به پیری فرستاد درشت ضمیر
ببوسید و بوسید دست و زمین — که بر شاه عالم هزار آفرین
چه خوبست تشریف شاه ختن — وز و خوبتر خرقه خویشتن
گر آزاده بر زمین خسپ و بس — مکن بهر قالی زمین بوس کس

---

۱ سماط بکسر اول سفره ضیافت یعنی از ۲ پیدا میشود ۳ کمینگی ۴ سرانگه یعنی سرهنگ ۵ مجال یعنی ۶ بیرون مرو ۷ عاریه ۸ خریدار ۹ خلاوت ۱۰ فین بمعنی خرقه ۱۱ امیر ختن پادشاه ختن ۱۲ بوسید دست و زمین یعنی دست و زمین آن را بوسید ۱۳ خرقه خویشتن یعنی خرقه که خود پوشیده بود ۱۴ قالی یعنی فرش

حکایت

یکی نان خورش جز پیازی نداشت
چو دیگر کسان برگ و سازی نداشت

پراگندہ گفتش اے خاکسار
بر و طبخی از خوان یغما بیار

بخواہ و مدار از کس ایخواجہ باک
کہ مقطوع روزی شود شرمناک

قبا بست و چابک بدید دست
قبایش بدریدند و دستش شکست

شنیدم کہ میگفت و خوش میگریست
کہ ای نفس خود کردہ را چارہ چیست

بلاجوی باشد گرفتار آز
من و خانہ من بعد و نان و پیاز

جوینی کہ از سعی بازو خورم
بہ از میدہ بر خوان اہل کرم

چہ دلتنگ خفت آن فرومایہ دوش
کہ بر سفرہ دیگران داشت گوش

حکایت

یکی گربہ در خانہ زال بود
کہ بر گشتہ ایام و بد حال بود

روان شد بمہمان سرای امیر
غلامان حاکم زدندش بتیر

چکان خونش از استخوان میدوید
ہمیگفت و از ہول جان میدوید

اگر جسم از دست این پیر زن
من و موش و ویرانہ و پیر زن

بیرزد عسل جانِ من زخم نیش
قناعت نکو تر بدو شاب خویش

خداوند ازان بندہ خرسند نیست
کہ راضی بقسم خداوند نیست

حکایت مرد کوتاہ نظر و زن عالی ہمت

یکی طفل دندان برآورده بود
پدر شد بفکرت فرو برده بود

که من نان و برگ از کجا آرمش
مروت نباشد که بگذارمش

چو بیچاره گفت این سخن پیش جفت
نگر تا زن او را چه مردانه گفت

مخور هول ابلیس تا جان دهد
همان کس که دندان دهد نان دهد

تو نانست آخر خداوند روز
که روزی رساند تو چندین مشور

نگارندهٔ کودک اندر شکم
نویسندهٔ عمر و روزی هم

خداوند گاری که عبدی خرید
بدار و فکیف آنکه عبد آفرید

ترا نیست آن تکیه بر کردگار
که مملوک را بر خداوند گار

شنیدی که در روزگار قدیم
شدی سنگ در دست ابدال سیم

نه پنداری این قول معقول نیست
چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست

چو طفل اندرون دارد از حرص پاک
چه مشتی زر پیش و چه مشت خاک

خبر ده بدرویش سلطان پرست
که سلطان ز درویش مسکین ترست

گدا را کند یکدرم سیم سیر
نگهبانی ملک و دولت بلاست

گدائی که بر خاطرش بند نیست
به از پادشاهی که خرسند نیست

بخسپند خوش روستائی و جفت
بد وقتی که سلطان در ایوان نخفت

چو سیلاب خواب آمد و مرد برد
چه بر تخت سلطان چه بر دشت کرد

اگر پادشاه است و گر پینه دوز — چو خفتند گردو شب هر دو روز

چو بینی تو لشکر سراز کبر مست — بر و شکر یزدان کن ای تنگدست

نداری بحمد الله آن دسترس — که بر خیزد از دستت آزار کس

حکایت

ربا خواری از نردبانے فتاد — شنیدم که هم در نفس جان بداد

پسر چند روزی گریستن گرفت — دگر با حریفان نشستن گرفت

بخواب اندرش دید و پرسید حال — که چون رستی از حشر و نشر و سوال

بگفت ای پسر قصه بر من مخوان — بدوزخ در افتادم از نردبان

حکایت

شنیدم که صاحبدلی نیکمرد — یکی خانه بر قامت خویش کرد

کسی گفت میدهمت دسترس — کزین خانه بهتر کنی گفت بس

چه میخواهم از طارم افراشتن — همینم بس از بهر بگذاشتن

کمن خانه بر راه سیل الیغلام — که کس را نگشت این عمارت تمام

نه از معرفت باشد و عقل و رای — که بر ره کند کاروانی سرای

حکایت

یکی سلطنت را ن صاحب شکوه — فرو خوست رفت آفتابش بکوه

به شیخی دران بقعه کشور گذاشت — که در دودهٔ قائم مقامی نداشت

چو خلوت نشین کوس دولت شنید — دگر ذوق در کنج خلوت ندید
چپ و راست لشکر کشیدن گرفت — دلِ پر دلان زور میدن گرفت
چنان سخت بازو شد و تیز چنگ — که با جنگ جویان طلب کرد جنگ
ز خصم پراگنده خلقی بکشت — دگر جمع گشتند هم رای و پشت
چنان در حصارش کشیدند تنگ — که عاجز شد از تیر باران و سنگ
بر نیکمردی فرستاد کس — که صعبم فرو مانده فریاد رس
بهمت مدد کن که شمشیر و تیر — نه در هر وغایی بود دستگیر
چو بشنید عابد بخندید و گفت — چرا نیم نانی نخورد و نخفت
ندانست قارونِ نعمت پرست — که گنج سلامت بکنج اندرست

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بامید بهروزی

کمالست در نفس مردِ کریم — گرش زر نباشد چه نقصان و بیم
بینند اگر سفله قارون شود — که طبعِ لئیمش دگرگون شود
وگر در نیابد بدرم پیشِ نان — نهادش تو نگر بود همچنان
سخاوت زمین ست و سرمایه زرع — بده کاصل خالی نماند ز فرع
خدائی که از خاک مردم کند — عجب دارم از مردمی گم کند
ز نعمت نهادن بلندی مجوی — که ناخوش کند آب استاده بوی

---

۱۱ کمالست در نفس مردِ کریم
۱۲ گرش زر نباشد چه نقصان و بیم
۱۳ بینند اگر سفله قارون شود
۱۴ که طبعِ لئیمش دگرگون شود
۱۵ وگر در نیابد بدرم پیشِ نان
۱۶ نهادش تو نگر بود همچنان
۱۷ سخاوت زمین ست و سرمایه زرع
۱۸ بده کاصل خالی نماند ز فرع
۱۹ خدائی که از خاک مردم کند
۲۰ عجب دارم از مردمی گم کند
۲۱ ز نعمت نهادن بلندی مجوی
۲۲ که ناخوش کند آب استاده بوی

به بخشندگی کوش کاب روان
بسیلش تفقد کند آسمان

اگر از جاه و دولت بنقدی لئیم
دگر باره نادر شود مستقیم

وگر قیمت گوهری غم مدار
که ضایع نگرداند روزگار

کلوخ ار چه افتاده باشد براه
نه بینم که در وی کند کس نگاه

وگر خرده زر ز دندان گاز
بیفتد بشمعش بجویند باز

بدر میکند آبگینه ز سنگ
کجا ماند آئینه در زیر زنگ

پسندیده و نغز باید خصال
که گاه آید و گه رود جاه و مال

حکایت در معنی آسانی در پی دشواری

شنیدم ز پیران شیرین سخن
که بود اندرین شهر پیری کهن

بسی دیده شاهان و دوران و امر
سر آورده عمرے ز تاریخ عمرد

درخت کهن میوهٔ تازه داشت
که شهر از نکوئی پر آوازه داشت

عجب در زنخدان آن دلفریب
که هرگز نبودست بر سر و سیب

ز شوخی و مردم خراشیدنش
فرج دید در سر تراشیدنش

بموسی کهن عمر کوته امید
سرش کرد چون دست موسی سپید

ز سر تیزی آن آهن سنگ زاد
بعیب پری رخ زبان در نهاد

بموئی که کرد از نکوئی کم
نهادند حالی سرش در شکم

چو چنگ از نجالت سر خود بروی
نگونسار رود در پیش افتاده موی

یکی را که خاطر در و رفته بود
چو چشمان دلبندش آشفته بود

کسی گفت جور از مودی و درد
وگر گرد سودائے باطل مگرد

زمهرش بگردان چو پروانه پشت
که مقراض شمع جمالش بکشت

برآمد خروشش از هوادار چست
که تردامنان را بود عهد سست

پسر خوش منش باید و خوبروی
پدر کو بجاش نیندازموی

مرا جان بمهرش برآمیخت ست
نه خاطر بموئی در آویخت ست

چو روی نکو داری اندوه مخور
که موئی بفیتد برویدد گر

نه پیوسته رز خوشه تر دارد
گهی برگ ریزد گهے بر دهد

بزرگان چو خور در حجاب اوفتند
حسودان چو اخگر در آب اوفتند

برون آید از زیر ابر آفتاب
بتدریج واخگر بمیرد در آب

ز ظلمت مترس ای پسندیده دوست
چه دانی که آب حیات اندر وست

نه گیتی پس از جنبش آرام یافت
نه سعدی سفر کرد تا کام یافت

دل از بیم بادی بفکرت مسوز
شب آبستن ست ای برادر بروز

باب هفتم در تربیت

سخن در صلاحست و تدبیر و خوی
نه در اسپ میدان و چوگان و گوی

چه باد شمن نفس همخانه
چه در بند بیگار بیگانه

عنان باز پیچان نفس از حرام
بمردی زر ستم گذشتند و سام

کس از چو تو دشمن ندارد غمی
که با خویشتن برنیائی همی

تو خود را چو کودک ادب کن بچوب
بگرز گران مغز مردم مکوب

وجود تو شهریست بر نیک و بد
تو سلطان و دستور دانا خرد

همانا که دونان گردن فراز
درین شهر کبرند و سودای ناز

رصاد و درع نیکنامان حرند
هوا و هوس رهزن و کیسه بر

چو سلطان عنایت کند با بدان
کجا ماند آسایش نیکبختان

ترا شهوت و حرص و کین و حسد
چو خون در رگانند و جان در جسد

گر این دشمنان تربیت یافتند
سر از حکم و رای تو برتافتند

هوا و هوس را نماند ستیز
چو بینند سر پنجهٔ عقل تیز

نه بینی که شب دزد را باش و خیز
نگردند جای که گردد عسس

رئیسی که دشمن سیاست نکرد
هم از دست دشمن ریاست نکرد

نخواهم درین نوع گفتن بسی
که حرفی بس ار کاربندد کسی

گفتار اندر فضیلت خاموشی و حلاوت خویشتن داری

اگر پای در دامن آری چو کوه
سرت نا سمان بگذرد در شکوه

زبان درکش اگر سودا بسیار دان — که فردا قلم نیست بر بی زبان

صدف وار گوهر شناسان راز — دهن جز به لولو نه کردند باز

فراوان سخن باشد آگنده گوش — نصیحت نگیرد مگر در خموش

چو خواهی که گوئی نفس بر نفس — حلاوت نیابی ز گفتار کس

نباید سخن گفته ناساخته — نشاید بریدن نیندا خته

تامل کنان در خطا و صواب — به از ژاژ خایان حاضر جواب

کمالست در نفس انسان سخن — تو خود را بگفتار ناقص مکن

کم آواز هرگز نه بینی خجل — جوی مشک بهتر که یکمن گل

حذر کن ز نادان ده مرده گوی — چو دانا یکی گوی و پرورده گوی

صد انداختی تیر و هر صد خطاست — اگر هوشمندی یک انداز و راست

چرا گوید آن چیز در خفیه مرد — که گر فاش گردد شود روی زرد

کمن پیش دیوار غیبت بشی — بود کز پسش گوش دارد کسی

درون دولت شهر بندست راز — نگر تا نبیند در شهر باز

ازان مرد دانا دهان دوخته است — که بندد که شمع از زبان سوخته است

حکایت در حفظ اسرار

تکمش با غلامان یکی راز گفت — که این را نباید بکس باز گفت

بسالی نیامد ز دل بر دهان — بیک روز شد منتشر در جهان

بفرمود جلادرا بیدریغ — که بردار سرهای ایشان بتیغ

یکی زانیان گفت وزنهار خواست — بمکش بندگان کمین گنه از تو خاست

تو اول نه بستی که سر چشمه بود — چو سیلاب شد پیش بستن چه سود

تو پیدا مکن راز دل بر کسی — که او خود بگوید بهر کسی

جواهر بگنجینه داران سپار — ولی راز را خویشتن پاسدار

سخن تا نگوئی بر و دست هست — چو گفته شود یابد او بر تو دست

سخن دیو بندیست در چاه دل — ببالای کام و زبانش مهل

توان باز داون ره نره دیو — ولی باز نتوان گرفتن بریو

تو دانی که چون دیو رفت از قفس — نیاید به لاحول کس باز پس

یکی طفل بردارد از رخش بند — نیاید بصد رستم اندر کمند

مگوی آنکه گر بر ملا او فتد — وجودی ازان در بلا او فتد

بدرهقان نادان چه خوش گفت زن — بدانش سخن گوی و یا دم فزن

حکایت سلامت جاهل در حجاب خاموشی

یکی خوب خلق و خلق پوش بود — که در مصر یک چند خاموش بود

خردمند مردم ز نزدیک و دور — بگردش چو پروانه جویان نور

تفکر شبی با دل خویش کرد — که پوشیده زیر زبانست مرد

اگر من چنین سر بمجود در برم — چه دانند مردم که دانشورم
سخن گفت دشمن بدانست و دوست — که در مصر نادان نرازوی هموست
حضور پریشان شد و کار زشت — سفر کرد و بر طاق مسجد نبشت
در آئینه گر خویشتن دیدمی — بر بیدانشی پرده ندریدمے
چنین زشت ازان پرده بیرون آم — که خود را نکو روے پندا شتم
کم آواز را باشد آوازه تیز — چو گفتی در دنی نماندت گریز
ترا خامشی اے خداوند هوش — وقارست و ناهل را پرده پوش
اگر عالمی هیبت خود ببر — وگر عامیی پرده خود مدر
ضمیر دل خویش منمای زود — که هرگه که خواهی توانی نمود
ولیکن چو پیدا شود راز مرد — بکوشش نشاید نهان بازکرد
قلمرو سلطان چه نیکو نهفت — که تا کار دیده نیاید بگفت
بهائم خموشند و گویا بشر — پراگنده گوے از بهائم بتر
چو مردم سخن گفت باید بهوش — وگر نه شدن چون بهائم خموش
بنطق ست و عقل آدمی زاده فاش — چو طوطی سخن گوی و ناداں مباش

حکایت

یکی ناسزا گفت در وقت جنگ — گریبان دریدندوی را بچنگ
قفا خورده عریان وگریان نشست — جهاندیده گفتش ای خودپرست

۱۲ بیت ۱۲ بیت ۱۲ بیت

چو غنچه گرت بسته بود دامن — دریده ندیدی چو گل پیرهن

سر انگشت حیرت بدندان گزد — چو طومار بی مغز بسیار لاف

نه بینی که آتش زبانست و بس — بآبی توان کشتنش در نفس

اگر هست مرد از هنر بهره ور — هنر خود بگوید نه صاحب هنر

اگر مشک خالص نداری بگوی — گرت هست خود فاش گردد بوی

بسوگند گفتن که زر مغربی ست — چه حاجت محک خود بگوید که چیست

بگویند از این خر فلک بیران هزار — که سعدی نه اهلست و آمیزگار

روا باشد ار پوستینم درند — که طاقت ندارم که مغزم زنند

حکایت

عضد را یکی نیک رنجور بود — شکیبا ز نهاد پدر دور بود

یکی پارسا گفتش از روی پند — که بگذار مرغان وحشی زبند

قفسهای مرغ سحرخوان شکست — که در بند ماند چو زندان شکست

نگهداشت بر طاق بستانسرای — یکی نامور بلبل خوش سرای

پسر صبحدم سوی بستان شتافت — جز آن مرغ بر طاق ایوان نیافت

بخندید کای بلبل خوش نفس — تو از گفت خود پای بسته در قفس

نیارد کسی با تو ناگفته کار — ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

چو سعدی که چندین زبان بسته بود — ز طعن زبان آوران رسته بود

کسی گیرد آرام دل در کنار — که از صحبت خلق گیرد کنار

مکن عیب خلق ای خردمند فاش — بعیب خود از خلق مشغول باش

چو باطل سرایند مگمار گوش — چو بی سر نبینی بصیرت بپوش

حکایت

شنیدم که در بزم ترکان مست — مریدی دف و چنگ مطرب شکست

چو چنگش کشیدند جالی بموی — غلامان و چون دف زدندش بروی

شب از درد و چوگان و سیلی نخفت — دگر روز پیرش بتعلیم گفت

نخواهی که باشی چو دف روی ریش — چو چنگ ای برادر سر اندر پیش

مثل

دو کس گرد دیدند و آشوب و جنگ — پراگنده نعلین و پرنده سنگ

یکی فتنه دید از طرف بر شکست — یکی در میان آمد و سر شکست

کسی خوشتر از خویشتن داری نیست — که با خوب و زشت کسش کاری نیست

ز دیده در سر نهاد دو گوش — در این جای گفتار و دل جای هوش

مگر باز دانی نشیب از فراز — نه گوئی که این کوته است آن دراز

حکایت در معنی راحت خاموشی و آفت بسیار سخنی

چنین گفت پیری پسندیده هوش — خوش آید سخنهای پیران بگوش

که در بندر رفتم بکنجی فراز
چه دیدم چو پیدا سیاهی دراز

در آغوش او دختری چون قمر
فرو برد دندان بلبهاش در

چنان تنگش آورده اندر کنار
که پنداری اللیل یغشی النهار

مرا امر معروف دامن گرفت
فضول آتشی گشت و در من گرفت

طلب کردم از پیش و پس چوب و سنگ
که ای ناخدا ترس بی نام و ننگ

به تشنیع و دشنام و آشوب و زجر
سپید از سیه فرق کردم چو فجر

شد آن ابر ناخوش ز بالای باغ
پدید آمد آن بیضه از زیر زاغ

ز لاحولم آن دیو هیکل بجست
پری پیکر اندر من آویخت دست

که ای زرق سجاده زرق پوش
سیه کار دنیا خرد دین فروش

مرا عمها دل ز کف رفته بود
برین شخص و جان بروی آشفته بود

کنون بچه شد لقمه خام من
که گرمش مدر کردی از کام من

تظلم برآورد و فریاد خواند
که شفقت بر افتاد و رحمت نماند

نماند از جوانان کسی دستگیر
که بستاندم داد ازین مرد پیر

که ترسش نیاید ز پیری همی
زدن دست در ستر نامحرمی

همیکرد فریاد و دامن بچنگ
مرا مانده سر در گریبان ز ننگ

برون رفتم از جامه در دم چو شیر
که ترسیدم از زجر برنا و پیر

برهنه دوان رفتم از پیش زن
که در دست او جامه بهتر که من

---

۱۲ ای پیچ ۱۲ ای پیچ ۱۲ ای پیچ

پس از مدتی گرد برمن گذار
که من توبه کردم بدست تو یار
کسی را نیاید چنین کار پیش
ازین شصت این پند بر دل نشست
گرت عقل و رایست و تدبیر و هوش
که میدانم گفتمش زینهار
که گر دفعه دیگر نگردم دگر
که عاقل نشیند پس کار خویش
دگر دیده ناوبده انگاشتم
چو سعدی سخن گوی ورنه خموش

حکایت در فضیلت ستر پوشی

یکی پیش داود طائی نشست
قوی آلوده دستار و پیراهنش
چو فرخنده خوی این حکایت شنید
زمانی بر آشفت و گفت ای رفیق
بروزان مقام شنیعش بیار
بپوشش برآور چو مردان مست
نیوشنده تا زین سخن چه نقل
نه یارا که فرمان نگیرد بگوش
زمانی به پیچید و درمان ندید
میان بست و بی اختیار شد برون
که دیدم فلان صوفی افتاده مست
گروهی سگان حلقه پیرامنش
زگوینده ابر و بهم در کشید
بکار آید امروز یار شفیق
که در شرع پهنیست و بر حرقه عار
عنان طریقت ندارد بدست
بفکرت فرو رفت چون خر بگل
نه رغبت که مست اندر آرد بدوش
ره سر کشیدن ز فرمان ندید
درآورد و شهری بر و عام جوش

یکی طعنه میزد که درویش بین
زهی پارسائی و تقوی و دین

یکی صوفیان بین که می خورده اند
مرقع بسیکی گرو کرده اند

اشارت کنان این و آن را بدست
که این سر گرانست و آن نیم مست

بگردن برازجور دشمن حسام
به از شفعت شهر و جوش عوام

بلاخورد و در روزی بخت گذاشت
بناکام بردش بجائیکه داشت

شب از شهر مساری و فکرت نخفت
بخندید طائی و گر روز گفت

مریز آبروی برادر بکوی
که در بهرت بریزد بشهر آبروی

حکایت

بداند رحق مردم نیک و بد
بگوای جوان مرد صاحب خرد

که بد مرد را خصم خود میکنی
وگر نیک مرد ست بد میکنی

ترا هر که گوید فلان کس بدست
چنین دان که در پوستین خلق دست

که فعل فلان را مبایدبیان
وزین فعل بدمی ترا بد عیان

به بدگفتن خلق چون دم زدی
اگر راست گوئی سخن هم بدی

حکایت

زبان کرد شخصی بغیبت دراز
بدو گفت دانندهٔ سر فراز

که یاد کسان پیش من بد مکن
مرا بدگمان در حق خود مکن

اگر گفتم ز تمکین او کم بود
نخواهد بجاه تو اندر فزود

حکایت

کسی گفت وپند آشتم طبیعت است — که دزدی بسامان ترازغیبت است

بدو گفتم ای یار آشفته هوش — شنگفت آبداین داستانم بگوش

بنار استی درچه بینی بهی — که بر عیبتش مرتبت می نهی

بلی گفت دزدان تهور کنند — ببازوی مردی شکم پر کنند

نه غیبت کن ناسزا وار مرد — که دیوان سیه کرد و چیزی نخورد

حکایت

مرا در نظامیه ادرار بود — شب و روز تلقین و تکرار بود

مرا استادرا گفتم ای پر خرد — فلان یار بر من حسد می برد

چو من دادمعنی دهم در حدیث — برآید بهم اندرون خبیثش

شنید این سخن پیشوای ادب — بتندی برآشفت و گفتا ای عجب

حسودی پسندت نیاید زدوست — ندانم که گفتت که غیبت نکوست

گر اورا ره دوزخ گرفت از خسی — ازین راه دیگر تو در دی رسی

حکایت

کسی گفت حجاج خونخواره ایست — ولش همچو سنگ سیه پاره ایست

نترسد همی ناله و فریاد خلق — خدایا تو بستان ازو داد خلق

جهانرا دیده پیر دیرینه زاد — جوان را یکی پند پیرانه داد

کز او داد مظلوم مسکین بخواهند و از دیگران کین او

تو دست از وی و روزگارش بدار که خود زیر دستش کند روزگار

نه پندار از و بهره مند آمدم نه نیز از تو غیبت پسند آمدم

بدوزخ برد مدبری را گناه که پیمانه پر کرد و دیوان سیاه

دگر کس بغیبت پیش میدود مبادا که تنها بدوزخ رود

حکایت

شنیدم که از پارسایان یکی بطیبت نخندید با کودکی

وگر پارسایان خلوت نشین بغیبت فتادند در پوستین

باخر نماند این حکایت نهفت بصاحب نظر باز گفتند و گفت

مدر پرده بر یار شوریده حال نه طیبت حرام است و غیبت حلال

حکایت

بطفلی درم ریخت روزه حجامت بدانست و چیزی بدو داد و گفت

یکی عابد از پارسایان کوی همی شستن آموختم دست و روی

که بسم الله اول بسنت بگوی دوم نیت آر و سوم کف بشوی

پس آنگه دهن شوی و بینی سه بار مناخر بانگشت کوچک بخار

بسا به دندان پیشین بمال کز انگشت مسواک اولیتر است

وزان پس سه مشت آب بر روی زن که بینی از آن پیش روی من است

Marginalia

دگر دستها تا بمرفق بشوی
زتسبیح و ذکر آنکه دانی بگوی

دگر مسح سر بعد ازان غسل پای
همین ست و ختمش بنام خدای

کسی از من نداند درین شیوه به
نه بینی که فرتوت شد پیر ده

شنید این سخن ده خدای قدیم
بشوریدو گفت ای خبیث لئیم

نه مسواک در روزه گفتی خطاست
بنی آدم مرده خوردن رواست

دهان گر زنا گفتنیها نخست
بشوئی که از خوردنیها بشست

کسی را که نام آمد اندر میان
به نیکوترین نام و نعتش بخوان

چو همواره گوئی که مردم خسند
مبر ظن که نامت چو مردم برند

چنان گوی سیرت بکوی اندرم
که گفتن توانی بروی اندرم

وگر شرمت از دیده ناظرست
نه بی بصر غیب دان حاضرست

نیاید همی شرمت از خویشتن
کز و فارغ و شرم داری ز من

حکایت

طریقت شناسان ثابت قدم
بخلوت نشستند چندی بهم

یکی را میان غیبت آغاز کرد
در ذکر بیچاره باز کرد

کسی گفتش ای یار شوریده رنگ
تو هرگز غزا کرده در فرنگ

بگفت از پس چار دیوار خویش
همه عمر ننهاده ام پا می پیش

چنین گفت درویش صادق نفس
ندیدم چنین بخت برگشته کس

رضای حق اول نگه داشتی
وگر پاس فرمان شه داشتی

نهد عاقل سفله بر خلق رنج
که تخم بد آرد بسر ملکست و تو فیروز گنج

اگر جانب حق نداری نگاه
گزندت رساند هم از پادشاه

یکی رفت پیش ملک با مداد
که هر روزت آسایش و کام باد

غرض مشنو از من نصیحت پذیر
تراد رنهان دشمنست این وزیر

کس از خاص لشکر نماندست عام
که سیم و زر ازدی ندارد بوام

بشرطیکه چون شاه گردن فراز
بمیرد دهند آن زر و سیم باز

نخواهد ترا زنده آن خود پرست
مبادا که نقدش نیاید بدست

یکی سوی دستور دولت پناه
بچشم سیاست نگه کرد شاه

که در صورت دوستان پیش من
بخاطر چرائی بداندیش من

زمین پیش تختش ببوسید و گفت
چو پرسیدی اکنون نشاید نهفت

چنین خواهم ای نامور پادشاه
که باشند خلقت همه نیک خواه

چو مرگت بود وعده سیم من
بقا بیش خواهندت از بیم من

نخواهی که مردم بصدق و نیاز
سرت سبز خواهند و عمرت دراز

غنیمت شمارند مردان دعا
که جوشن بود پیش تیر بلا

پسندید از و شهریار انچه گفت
سنگ رویش از تازگی بر شگفت

زقدر و مکانیکه دستور داشت
مکانش بیفزود و قدرش بکاشت

وگر پاس فرمان شه داشتی
که تخم بد آرد بسر ملکست و تو فیروز گنج

اگر جانب حق نداری نگاه
گزندت رساند هم از پادشاه

که هر روزت آسایش و کام باد
تراد رنهان دشمنست این وزیر

که سیم و زر ازدی ندارد بوام
بمیرد دهند آن زر و سیم باز

مبادا که نقدش نیاید بدست
بچشم سیاست نگه کرد شاه

بخاطر چرائی بداندیش من
چو پرسیدی اکنون نشاید نهفت

که باشند خلقت همه نیک خواه
بقا بیش خواهندت از بیم من

سرت سبز خواهند و عمرت دراز
که جوشن بود پیش تیر بلا

سنگ رویش از تازگی بر شگفت
مکانش بیفزود و قدرش بکاشت

ندیدم ز غماز سرگشته تر — نگون طالع و بخت برگشته تر
ز نادانی و تیره رائی که اوست — خلاف افگند در میان دو دوست
کنند این و آن خویش و گر باره دل — وی اندر میان کور بخت و خجل
میان دو کس آتش افروختن — نه عقلست خود در میان سوختن
چو سعدی کسی ذوق خلوت چشید — که از هر که عالم زبان در کشید
بگو آنچه دانی سخن سود مند — دگر هیچکس را نیاید پسند
که فردا پشیمان برآرد خروش — که آبا چرا حق نکردم بگوش

حکایت

زنی خوب فرمان برش پارسا — کند مرد درویش بر پادشا
برو پنج نوبت بزن بر درت — که یار موافق بود در برت
همه روز اگر غم خوری غم مدار — چو شب غمگسارت بود در کنار
گرا خانه آباد و همخانه دوست — خدارا برحمت نظر سوی اوست
چو مستور باشد زن خوبروی — بدیدار او در بهشتست شوی
کسی برگرفت از جهان کام دل — که یکدل بود با وی آرام دل
اگر پارسا باشد و خوش سخن — نگه در نکوئی و زشتی مکن
زن خوش منش دل نشان کز خوب — که آمیزگاری بپوشد عیوب
چو حلوا خوری سر که از دست شوی — نه حلوا خوری سر که اندوده روی

برد از پری چهره زشت خوی
زن دیو سیمای خوش طبع گوی

دل آرام باشد ز زن نیک خواه
ولیکن زن بد خدایا پناه

چو طوطی کلاغش بود همنفس
غنیمت شمارد خلاص از قفس

سرانجام در جهان نه بادارگی
وگرنه به از دل به بیچارگی

بزرگان چنان قاضی گرفتار به
که در خانه دیدن برابر و گره

سفر عید باشد بر آن کد خدای
که بانوی زشتش بود در سرای

در خرمی بر سرای به بند
که بانگ زن از وی برآید بلند

چو زن راه بازار گیرد بزن
وگرنه تو در خانه بنشین چو زن

اگر زن ندارد سوی مرد گوش
سراپرده گلخنش در مرد پوش

زنی را که جهلست دانا ستی
بلای سر خود نه زن خواستی

چو در کیله جو امانت شکست
از انبار گندم فروشوی دست

بران بنده حق نیکوئی خواستست
که با او دل دوست زن راستست

چو در روی بیگانه خندید زن
وگر مرد گولاف مردی مزن

زن شوخ چون دست در تلبه کرد
برو گو بنه پنجه بر روی مرد

ز بیگانگان چشم زن کور باد
چو بیرون شد از خانه در گور باد

چو بینی که زن پای برجای نیست
ثبات از خردمندی رای نیست

اگر یاز کفش در دهان نهنگ
برفتن به از زندگانی به ننگ

بپوشانش از مرد بیگانه روی
و گر نشنود چه زن انگه چه شوی

زن خوب خوش طبع رنج ست و بار
را کن زن زشت ناسازگار

چه نغز آمد این یک سخن از دو تن
که بوذند سرگشته از دست زن

یکی گفت کس را زن بد مباد
و گر گفت زن در جهان خود مباد

زن نو کن ای دوست هر نوبهار
که تقویم پارینه ناید بکار

تهی پای رفتن بر از کفش تنگ
بلای سفر به که در خانه جنگ

زنان شوخ و فرمانده و سرکشند
و لیکن شنیدم که در بر خوشند

کسی را که بینی گرفتار زن
مکن سعدیا طعنه بر وی مزن

تو هم جور بینی و بارش کشی
اگر یک زمان در کنارش کشی

حکایت

جوانی زناسازگاری بخفت
بر پیر مردی بنالید و گفت

گران باری از دست این خصم چیر
چنان میبرم کاسیا سنگ زیر

بسختی بنه گفتش ایخواجه دل
کس از صبر کردن نگردد خجل

بشب سنگ بالای خانه مسوز
چرا سنگ زیرین نباشی بروز

چو از گلبنی دیده باشی خوشی
روا باشد ار بار خارش کشی

درختی که پیوسته بارش خوری
تحمل کن انگه که خارش خوری

گفتار در بیان تتبع بیت اول

پسر چون زده بر گذشتش سنین
ز نامحرمان گو فراتر نشین

بر پنبه آتش نشاید فروخت
که تا چشم بر هم زنی خانه سوخت

چو خواهی که نامت بماند بجای
پسر را خردمندی آموز و رای

که گر عقل و رایش نباشد بسی
بسیری و از تو نماند کسی

بسا روزگار را که سختی برد
پسر چون پدر ناز کش پرورد

خردمند و پرهیزگارش برار
گرش دوست داری مدارش عزیز

بخردی و دینش ز جبر و تعلیم کن
بنیکی و بیدش وعده و بیم کن

نوآموز را داد کردن و تحسین
ز تهدید و تعنیف و تلخی گزین

بیاموز پرورده را دست رنج
وگر دست داری چو قارون بگنج

ولیکن بگیتی ز دستگاه هیچ
که باشد که نعمت نماند بدست

بیابان رسد کیسه سیم و زر
نگردد تهی کیسه پیشه ور

چه دانی که گردیدن روزگار
بغربت بگرداندش در دیار

چو بر پیشه باشدش دست رس
کجا دست حاجت برد پیش کس

ندانی که سعدی بمکان از چه یافت
ز بیچارگی نوشت و نه دریا شکافت

بخردی بخور و از بزرگان مگیر
که داد دلش اندر بزرگی صفا

هزار کس که گردن بفرمان نهند
بسی تر نیاید که فرمان دهد

هزار طفل کو جور آموزگار
نبیند جفا بیند از روزگار

پسر را نکو دار و ده راحت رسان — که خشمش نماند بدست کسان

هر آن کس که فرزند را غم نخورد — دگر کس غمش خورد و او آواره کرد

نگهدار از آمیزگار بدش — که بد بخت بی‌ره کند چون خودش

سیه‌نامه ترزان مخنث مخواه — که پیش از خطش روی گردد سیاه

ازان بی‌حمیت بباید گریخت — که نامردیش آب مردان بریخت

پسر کودکان قلندر نشت — پدر گو ز خویشش فروشوی دست

در نعمتش مخور بر هلاک و تلف — که پیش از پدر مرده به ناخلف

حکایت

شبی دعوتی بود در کوی من — ز هر جنس مردم در و انجمن

چو آواز مطرب درآمد ز کوی — بگردون شد آوازه های و هوی

پری پیکری بود محبوب من — بدو گفتم ای لعبت خوب من

چرا با جوانان نیائی بجمع — که روشن کنی مجلس ما چو شمع

شنیدم سخن گفت سیم تن — که میرفت و میگفت با خویشتن

محاسن چو مردان ندارم بدست — نه مردی بود پیش مردان نشست

گفتار در احتراز از صحبت امردان

خرابت کند شاهد خانه کن — برو خانه آباد گردان بزن

نشاید ہوس باختن با لگے — کہ ہر با مدادش بود بلبلی

چو خود را بہر مجلسی شمع کرد — تو دیگر چو پروانہ گردش مگرد

زن خوب خوش خوی آراستہ — چہ ماند بنادان نو خاستہ

دو دم چو غنچہ دمی از وفا — کہ از خندہ افتد چو گل در قفا

نہ چون کودک پیچ بر پیچ شنگ — کہ چون مقل نتوان شکستن بسنگ

ببین دلفریبش چو حور بہشت — کزان وی دیگر چو غول است زشت

گرش پای بوسی ندارد دست پاس — ورش خاکپائی نداند سپاس

سر از مغز و دست از درم کن تہی — چو خاطر بفرزند مردم دہی

مکن بد بفرزند مردم نگاہ — کہ فرزند خویشت برآید تباہ

حکایت

درین شہر باری بمہمم رسید — کہ بازار گانی غلامے خرید

شبانگہ گذشت بروش ز شیب — کہ سیمین زنخ بود و خاطر فریب

پریچہرہ ہر چہ اوفتادش بدست — بکمین در شد و مغز نادان شکست

گوا گر بر انخود خدا و رسول — کہ دیگر نہ گردم بگرد فضول

رحیل آمدش ہمدران ہفتہ پیش — دل افگار و سر بستہ و دردی ریش

چو بیرون شد از کاروان یک دو میل — بپیش آمدش سنگلاخی مہیل

بپرسید کین قلعہ را نام چیست — کہ بسیار بیند عجب ہر کہ زیست

چنین گفتش از کاروان همدمی
مگر تنگ ترکان ندانی همی

سیه را یکی با لنگ برداشت سخت
که دیگر چه رانی بمند از رخت

نه عقلست و نه معرفت یک جوم
اگر من و گر تنگ ترکان روم

در شهوت نفس کافر بشد
وگر عاشقی لشت خور و سر بشد

چو مر بندهٔ را هی پروری
بهیبت برارکش گزو بر خوری

وگر سیدش لب بدندان گزد
دماغ خداوندگاری پرد

غلام آبکش را بدوخت زن
بود بندهٔ نازنین مشت زن

نه هر جا که بینی خط دلفریب
توانی طمع کردنش در کتیب

حکایت

گروهی نشستند با خویش پسر
که ما پاکبازیم و صاحب نظر

زمن پرس فرسودهٔ روزگار
که بر سفره حسرت خورد روزه دار

ازان تخم خرما خورد گو سپند
که قفل ست بر تنگ خرما و بند

سر گاو عصار ازان در که است
که از کنجدش ریسمان کوته است

حکایت

یکی صورتی دید صاحب جمال
بگردیدش از شور عشق حال

برانداخت بیچاره چندان عرق
که شبنم برآرد بستی ورق

گذر کرد بقراط بروی سوار
بپرسید کین را چه افتاد کار

کسی گفتش این عابد پارساست
که هرگز خطائی ز دستش نخاست

رود در روز و شب در بیابان و کوه
ز صحبت گریزان ز مردم ستوده

ببر دست خاطر فریبی دلش
فرو رفت پای نظر در گلش

چو آید ز خلقش ملامت بگوش
بگرید که چندان ز ملامت خموش

بگوئی ار بنالم که معذور نیست
که فریادم از علتی دور نیست

نه این نقش دل میرباید ز دست
دل آن میرباید که این نقش بست

شنید این سخن مرد کار آزمای
کهن سال پرورده پخته رای

بگفت ار چه صیقل بگوئی رود
نه با هر کسی هر چه گوئی رود

نگارنده را خود همین نقش بود
که شوریده را دل بیمار بود

چرا طفل یکروزه هوشش نبرد
که در صنع دیدن چه بالغ چه خرد

محقق همان بیند اندر ابل
که در خوبرویان چین و چگل

بقایست هر سطر من بن کتیب
فرو هشته بر عارض دلفریب

معایست در زیر حرف سیاه
چو در پرده معشوق و در میغ ماه

در اوقات سعدی نگنجد ملال
که دارد پس پرده چندین جمال

مرا کین سخنهاست مجلس فروز
چو آتش در ورد ثنای تو سوز

بر جسم ز خصمان اگر بر طپند
کز این آتش پارسی در تپند

گفتار در عدم التفات بر قول اهل دنیا

اگر در جهان از جهان رسته است — در از خلق بر خویشتن بسته است

کس از دست جور زبانها نرست — اگر خود نمایست اگر حق پرست

اگر بر پری چون ملک زآسمان — بدامن در آویزدت بدگمان

بکوشش توان دجله را پیش بست — نشاید زبان بد اندیش بست

فراهم نشینند تر دامنان — که این زهد خشک است و آن دام نان

تو روی از پرستیدن حق بپیچ — بهل تا نگیرند خلقت بهیچ

چو راضی شد از بنده یزدان پاک — گر انها نه گردند راضی چه باک

بد اندیش خلق از حق آگاه نیست — ز غوغای خلقش بحق راه نیست

ازان ره بجائے نیاورده اند — که اول قدم پی غلط کرده اند

دو کس بر حدیثی گمارند گوش — ازین تا بدان زآنهر من تا سروش

یکی پند گیرد دگر نا پسند — نیرزد ز حرف گیری بپند

فرومانده در کنج تاریک جای — چه دریابد از جام گیتی نمائے

مپندار اگر شیر اگر روبهی — کز ینان بمردی و حیلت رهی

اگر کنج خلوت گزینند کسے — که پروائے صحبت ندارد بسی

مذمت کنندش که زرقست و ریو — ز مردم چنان میگریزد که دیو

وگر خنده رویست و آمیزگار — عفیفش ندانند و پرهیزگار

غنی را بغیبت بکاوند پوست — که فرعون اگر هست در عالم اوست

وگر مرد درویش در سختی ست | بگوئید از آن بار او بد بختی ست
وگر کامرانی درآید ز پای | غنیمت شمارند و فصل عزای
که تا چند ازین جاه گردد نکشی | خوشی را بود در قفا ناخوشی
وگر تنگدستی تنک مایه | سعادت بلندش کند پایه
بخایندش از کینه دندان بزهر | که دون پرورست این فرومایه دهر
چو بینند کاری بدستت درست | حریصت شمارند و دنیا پرست
وگر دوستت همت بداری ز کار | گدا پیشه خوانندت و نخجه خوار
وگر خاطقی طبل بر پای کوفت | وگر خامشی نقش گرمابه روفت
تحمل کنان را نخوانند مرد | که بیچاره از بیم سر برنکرد
وگر در ستیزش هول مرد انگیخت | گریزند از و کین چه دیو انگیخت
تغنت کنندش گر اندک خورست | که مالش مگر روزی دیگرست
وگر نغز و پاکیزه باشد خورش | شکم بنده خوانند و تن پرورش
وگر بی تکلف زید مال دار | که زینت بر اهل تمیز ست عار
زبان در نهندش باید اچو تیغ | که بد بخت زردار از خود دریغ
وگر کاخ و ایوان منقش کند | تن خویش را کسوت خوش کند
بجان آید از طعنه بر وی زنان | که خود را بیاراست همچون زنان
وگر پارسائی سیاحت نکرد | سفر کردگانش نخوانند مرد

که نارفته بیرون ز آغوش زن — که دامش هنر باشد و رای و فن

جهاندیده را هم بدرند پوست — که سرگشته بخت برگشته اوست

گرش حظ ز اقبال بودی و بهر — زمانه نراندی ز شهرش بشهر

غریب را نکوهش کند خرده بین — که می رنجد از خفت و خیزش زمین

وگر زن کند گوید از دست دل — بگردون در افتاد چون خر به گل

نه از جور مردم رهد زشت روی — نه شاهد ز نامردم زشت گوی

حکایت

غلامی بمصر اندرم بنده بود — که چشم از حیا در برافگنده بود

کسی گفت هیچ این پسر عقل و هوش — ندارد بسالش تعلیم گوش

شبی برزدم بانگ بروی درشت — همو گفت مسکین بجورش بکشت

گرت بر کند چشم روزی ز جای — سر سیمه خواندت و خیره رای

وگر بر دباری کنی از کسی — بگویند غیرت ندارد بسی

سخی را بادرز گویند بس — که فردا دود دستبت بود پیش و پس

وگر قانع و خویشتن دار گشت — به تشنیع خلقی گرفتار گشت

که همچون پدر خواهد این سفله مرد — که دنیار ها کرد و حسرت ببرد

که یار د بکنج سلامت نشست — که پیغمبر از خبث دشمن برست

خدارا که مانند و انباز و جفت — ندارد شنیدی که ترسا چه گفت

رهائی نیابد بکس از دست کس | گرفتار را چاره صبر است و بس

حکایت

جوانی هنرمند فرزانه بود | که در وعظ چالاک و مردانه بود
تکونام وصاحبدل وحق پرست | خطِ عارضش خوشتر از خط دست
قوی در بلاغات ودر نحو چست | ولی حرف ابجد نگفتی درست
یکی را بگفتم ز صاحبدلان | که دندان پیشین ندارد فلان
برآمد ز سودای من سرخروی | کزین جنس بیهوده دیگر مگوی
تو در وی همان عیب دیدی که هست | ز چندان هنر چشم عقلت نه بست
یقین بشنو از من که روز یقین | نه بیند بدی مرد نیک بین
یکی را که علم است و تدبیر و رای | گرش پای عصمت نخیزد ز جای
بیک خرده مپسند بروی جفا | بزرگان چه گفتند خدا صفا
بود خار و گل باهم اندر هوس | چه در بند خاری تو گل دسته بند
گر از پشت خوئی بود در سرشت | نه بیند ز طاوس جز پای زشت
صفائی بدست آور ای بی بصر | که نتوان بدیبا ستر کرد خیز
طریقی طلب کز عقوبت رهی | نه عرنی که انگشت بروی نهی
نه عیب خلق ای فرومایه پیش | که چشمت فروزد ز دانا بخویش
چرا دامن آلوده را حد زنم | چو در خود شناسم که تر دامنم

نشاید که برکس درشتی کنی
چو خود را بتاویل پشتی کنی

چو بد ناپسند آیدت خود مکن
پس انگه بهمسایه گوید مکن

من ارحق شناسم وگر خودنمای
برون با تو دارم درون با خدای

چو ظاهر بعفت بیاراستم
تصرف مکن در کژ و راستم

تو خاموش اگر من بهم یا بدم
که حال سود و زیان خود م

اگر سیرتم خوب و گر منکرست
خدایم بسر از تو داناترست

نه چشم از تو دارم به نیکی ثواب
که بینم بجرم از تو چندین عذاب

نکو کاری از مردم نیک رای
یکی را بده می نوید خدای

تو نیزای عجب هر کرا یک هنر
به بینی زده عیبش اندر گذر

نه یک عیب او را بانگشت هیچ
جهانی فضیلت براور به هیچ

چو دشمن که در شعر سعدی نگاه
بنفرت کند واندرون تباه

ندارد بصد نکته نغز گوش
چو زخمی به بیند برآرد خروش

جز این علتش نیست کان بدنهاد
حسد دیده نیک بینش ببند

نه مخلوق را صنع باری سرشت
سیاه و سپید آمد و خوب و زشت

نه هر چشم و ابرو که بینی نکوست
بجز پسته مغز و بهندوانه پوست

باب هشتم در شکر

رهائی نیابد بکس از دست کس | گر فتار را چاره صبر است و بس

حکایت

جوانی هنرمند فرزانه بود | که در وعظ چالاک و مردانه بود

تکلم وصاحبدل و حق پرست | خط عارضش خوشتر از خط دست

قوی در بلاغات و در نحو چست | ولی حرف ابجد نگفتی درست

یکی را بگفتم ز صاحبدلان | که دندان پیشین ندارد فلان

برآمد ز سودای من سرخروی | که تو در دوی همان عیب دیدی همی

یقین بشنو از من که روز یقین | نه بیند بدی مرد نیک بین

یکی را که علم است و تدبیر و رای | گرش پای عصمت نخیزد ز جای

بیک خرده مپسند بر وی جفا | بزرگان چه گفتند خذ ما صفا

بود خار و گل با هم اندر هم اند | چه در بند خاری تو گل دسته بند

گر از پشت خونی بود در سرشت | نه بیند ز طاوس جز پای زشت

صفائی بدست آور ای بی تمیز | که نشاید آیینه تیره نیز

طریقی طلب کز عقوبت رهی | نه حرفی که انگشت بر وی نهی

مبین عیب خلق ای فرومایه پیش | که چشمت فرو دوزد انگشت خویش

چرا دامن آلوده را آخذ زنم | چو در خود شناسم که ننمودانم

نشاید که برکس درشتی کنی
چو خود را بتاویل پشتی کنی

چو بدنا پسند آیدت خود مکن
پس انگه بهمسایه گوید مکن

من ارحق شناسم وگر خودنمای
برون با تو دارم درون با خدای

چو ظاهر بعفت بیارا ستم
تصرف مکن در کژو راستم

تو خاموش اگر من بهم یا بدم
که حمال سود و زیان خودم

اگر سیر تم خوب وگر منکرست
خدایم بس از تو توانا ترست

نه چشم از تو دارم به نیکی ثواب
که بینم بچرم از تو چندین عذاب

نکو کاری از مردم نیک رای
یکی را بده می نوید خدای

تو نیزای عجب هر کرا یک هنر
به بینی زده عیبش اندر گذر

نه یک عیب او را بانگشت هیچ
جهانی فضیلت براور به هیچ

چو دشمن که در شعر سعدی نگاه
بنفرت کند واندرون تباه

ندارد بصد نکته نغز گوش
چو خر حفی به بیند برآرد خروش

جز این علتش نیست کان بدنسند
حسد دیده نیک بینش بکند

نه مخلوق را صنع باری سرشت
سیاه و سفید آمد و خوب و زشت

نه هر چشم و ابرو که بینی نکوست
بجز پسته مغز و بینداز پوست

باب هشتم در شکر

نفس می نیارم زد از شکر دوست — که شکری ندانم که در خورد اوست
عطائیست هر موی از و بر تنم — چگونه بهر موی شکری کنم
ستایش خداوند بخشنده را — که موجود کرد از عدم بنده را
کرا قوت وصف احسان اوست — که اوصاف مستغرق شان اوست
بدیعیکه شخص آفریند ز گل — روان و خرد بخشد و هوش و دل
وریشت پدر تا بپایان شیب — نگر تا چه تشریف دادت ز غیب
چو پاک آفریدت بهش باش و پاک — که ننگست ناپاک رفتن بخاک
بپایے بنیشان از آیستگی — که مصقل نمیرد چو زنگار خورد
نه در ابتدا بودے آب منی — اگر مردی از سر بدر کن منی
چو روزی بسعی آوری سوی خویش — مکن تکیه بر زور بازوی خویش
چرا حق نمی بینی ای خود پرست — که یار و بگرد شش در آورد دست
چو آید بکوشیدنت خیر پیش — بتوفیق حق دان که از سعی خویش
بسر پنجگی کس نبرد دست گوی — سپاس خداوند توفیق گوی
تو قائم بخود نیستی یک قدم — ز غیبت مدد میرسد دمبدم
نه طفلک زبان بسته بودی ولاف — همی روزی آمد بشخصش ز ناف
چو ناف ش بریدند روزی گسست — به پستان مادر در آویخت دست
غریبی که رنج آردش دهر پیش — بدارد دهندش ز شهر خویش

پس او در شکم پرورش یافتست — زانبوب معده خورش یافتست

دو پستان که امروز دلخواه اوست — دو چشمه هم از پرورش گاه اوست

کنار و برِ مادرِ دلپذیر — بهشتست پستان در و جوی شیر

درخت بالای جان پرورش — ولد میوهٔ نازنین بر برش

نه رگهای پستان درونِ دل ست — پس ار بنگری شیر خونِ دل ست

بخونش فرو برده دندان چو نیش — سر رشته در مهر و خونخوارگیش

چو بازو قوی کرد و دندان ستبر — بماند ایدش دایهٔ پستان بصبر

چنان صبر از شیر خامش کند — که پستان شیرین فراموش کند

تو نیز ای که در توبه طفل راه — بصبر است فراموش گردد گناه

حکایت

جوانی سر از رای مادر بتافت — دل دردمندش چو آذر بتافت

چو بیچاره شد پیش آورد عهد — که ای سست مهر فراموش عهد

نه گریان و درمانده بودی و خرد — که شبها ز دست تو خوابم نبرد

نه در مهد نیروی حالت نبود — مگس راندن از خود مجالت نبود

توانی کزان یک مگس رنجه — که امروز سالار سر پنجه

بحالی شوی باز در عهد گور — که نتوانی از خویشتن دفع مور

دگر دیده چون بر فروزد چراغ — چو کرم لحد خورد پیمه دماغ

چو پوشیده چشمی نه بینی که راه
ندانی همی وقت رفتن زجاه

تو گر شکر کردی که بادیده
وگرنه تو هم چشم پوشیده

معلم نیاموخت فهم ورای
سرشت این صفت در وجود خدای

گرت منع کردی دل حق نیوش
حقت عین باطل نمودی بگوش

گفتار اندر صنع باری در ترکیب خلقت انسان

بهین تا یک انگشت از چند بند
باقلیدس صنع در هم فگند

پس آشفتگی باشد و ابلهی
که انگشت بر حرف صنعش نهی

تامل کن از بهر رفتار مرد
که چندا استخوان پی زدو وصل کرد

که بی گردش کعب و زانوی و پای
نشاید قدم بر گرفتن زجای

ازان سجده برآدمی سخت نیست
که در صلب او مهره یک لخت نیست

دو صد مهره در یکدگر ساختست
که گل مهره چون تو پرداختست

رگت بر تن ست ای پسندیده خوی
زمینی در و سی صد و شصت جوی

بصر در سر و فکر و رای و تمیز
جوارح بدل دل بدانش عزیز

بهائم بروی اندر افتاده خوار
تو همچون الف بر قد همه سوار

نگون کرده ایشان سر از بهر خور
توآری بعزت خورش پیش سر

نه زیبد ترا با چنین سروری
که سر جز بطاعت فرو آوری

ولیکن بدین صورت دلپذیر
فرشته مشو صورت خوب گیر

ره راست باید نه بالای راست
که کافر هم از روی صورت چو ماست

ترا آنکه چشم و دهن داد و گوش
اگر عاقلی در خلافش مکوش

گر نفتم که دشمن نه کوبی بسنگ
مکن یاری از جهل با دوست جنگ

خردمند طبعان منت شناس
بدوزند نعمت به منعم سپاس

حکایت

نبرد آزمایی زاد هم فتاد
بگردن درش مهره بر هم فتاد

چو پیلش فرو رفت گردن بتن
نگشتی سرش تا نه گشتی بدن

پزشکان بماندند حیران درین
مگر فیلسوفی ز یونان زمین

سرش باز پیچید و تن راست شد
وگر وی نبودی زمن خواست شد

دگر نوبت آمد بنزدیک شاه
نگر تا چه فرماید در وی نگاه

خردمند را سر فرو شد بشرم
شنیدم که میرفت و میگفت نرم

اگر وی نه پیچید مے گردنش
نه پیچیدی امروز روی از منش

فرستاد تحفی بدست رهی
که باید که بر عود سوزش نهی

ملک را یکے عطسه آمد ز دود
سر و گردنش همچنان شد که بود

بصد زاریے مرد بشتافتند
بجستند بسیار و کم یافتند

مکن گردن از شکر منعم پیچ
که روزی بسے سر برآری بهیچ

رخ ارزندان بی سامان مپوشان ۱۲ بهیچ بمعنی لاشی یعنی در روز قیامت سربلندی نخواهی یافت ۱۲

یا الهی بحق تعالی ۱۲ فرشته مشو صورت خوب گیر ۱۲ ای صورت بامعنی ۱۲ که کافر هم از روی صورت چو ماست ۱۲ ظاهر ۱۲ اگر عاقلی در خلافش مکوش ۱۲ ای خطاب ۱۲ مکن یاری از جهل با دوست جنگ ۱۲ فرض محال ۱۲ کنایه از نفس و شیطان ۱۲ بدوزند نعمت به منعم سپاس ۱۲ حکایت ۱۲ نبرد آزما ۱۲ پادشاه شجاع ۱۲ اسب سیاه رنگ ۱۲ چو پیلش فرو رفت گردن بتن ۱۲ نگردیدی ۱۲ پزشکان بماندند حیران درین ۱۲ طبیبان ۱۲ سرش باز پیچید و تن راست شد ۱۲ مجلس سعر غره ۱۲ ایار ۱۲ مرتبهٔ دوم ۱۲ آن بحکایت ۱۲ خردمند را سر فرو شد بشرم ۱۲ خطوهٔ فیلسوف ۱۲ فرستاد تحفی بدست رهی ۱۲ فرفیلسوف ۱۲ غلام ۱۲ ملک را یکے عطسه آمد ز دود ۱۲ خواه نخواه ۱۲ بصد زاریے مرد بشتافتند ۱۲ دویدند ۱۲ مکن گردن از شکر منعم پیچ ۱۲ حق تعالی ۱۲ که روزی بسے سر برآری بهیچ ۱۲

بکسر اول وثانی بروزن ۱۲ پزشک ۱۲ بکسر اول وثانی بروزن ۱۲ سرشک یعنی غلیظ چراغ ۱۲ سیخ ۱۲ بکسر اول وثانی بروزن ۱۲ میخ آهن ۱۲ حکیمی بدو آن بنزد آن حاضر ۱۲ وجا ماندوی شد ۱۲ ای رو دلش از من ۱۲ بگیرد و نشنوی ۱۲ بی بکسر اول وثانی بروزن ۱۲ وفا لو وبالفتح ایضا شاید ۱۲ بکسر اول معرب باشد ۱۲ تحفة السعادت ۱۲ ای تفویض داد پیش شاه ۱۲ زود رسوز بفتح اول ۱۲ ای برای عذر فرمای ۱۲ زرد نبال فیلسوف ۱۲ نشنافت قصه ۱۲ بهار ۱۲ نیافت در پی قاصد ۱۲ فرمود یعنی ۱۲ گرنیافته ۱۲ جواب وعظ فرماید ۱۲ نشین بار دو یعنی ۱۲

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالی

شب از بهر آسایش تست و روز
مه روشن و مهر گیتی فروز

سپهر از برای تو فراش وار
همی گستراند بساط بهار

اگر باد و برف ست و باران و میغ
وگر رعد چوگان زند برق تیغ

همه کارداران فرمان برند
که تخم تو در خاک می پرورند

وگر تشنه مانی ز سختی مجوش
که سقای ابر آبت آرد بدوش

ز خاک آورد رنگ و بوی و طعام
تماشا گه دیده و مغز و کام

عسل دادت از نحل و من از هوا
رطب دادت از نخل و نخل از نوا

همه نخلبندان بمانند دست
ز حیرت که نخلی چنین کس نه بست

خور و ماه و پروین برای تو اند
قنادیل سقف سرای تو اند

ز خارت گل آورد و از ناقه مشک
ز رز ارگان و برگ تر از چوب خشک

بدست خود چشم و ابرو نگاشت
که محرم بغیار نتوان گذاشت

توانا که آن نازنین پرورد
بدانگونه نعمت بدانسان سپرد

بجان گفت باید نفس بر نفس
که شکرش نه کار زبانست و بس

خدایا دلم خون شد و دیده ریش
که می بینم انعامت از گفت بیش

نگویم دد و دام و مور و سمک
که فوج ملایک بر اوج فلک

Powered by Google

هنوزت سپاس اندکی گفته اند | ز بیور هزاران یکی گفته اند
برو سعدیا دست و دفتر بشوی | براهی که پایان ندارد مپوی

حکایت

یکی گوش کودک بمالید سخت | که ای بوالعجب گوی برگشته بخت
ترا تیشه دادم که هیزم شکن | نگفتم که دیوار مسجد بکن
زبان آمد از بهر شکر و سپاس | بغیبت نگردد اندش حق شناس
گذرگاه قرآن و پندست گوش | بهتان و باطل شنیدن مکوش
دو چشم از پی صنع باری نکوست | ز عیب برادر فروگیر دوست

گفتار اندر نظر در حال ناتوانان و شکر نعمت حقتعالی

ندانند کسے قدر روز خوشی | مگر روزی افتد بسختی کشی
زمستان مرا درویش در تنگسال | چه سهلست پیش خداوند مال
سلیمی که یک چند نالان بخفت | خداوند را شکر صحت بگفت
چو مرد اندرو باشی و تیز پای | بشکرانه باکند پویان بپای
به پیر کهن بر ببخشد جوان | توانا کند رحم بر ناتوان
چه دانند جیحون نشینان قدر آب | ز درماندگان پرس در آفتاب
عزیزست بیمار گه بر دجله باشد تعود | چه غم دارد از تشنگان رود

کسی قیمتِ تندرستی شناخت
که یک چند بیچاره در تب گداخت

ترا تیره شب کی نماید دراز
که غلطی ز پهلو به پهلوی باز

برآندیش از افغان و خیزانِ تب
که رنجور دانند درازی شب

بنالد گر دلِ خواجه بیدار گشت
چه داند شبِ پاسبان چون گذشت

حکایت سلطانِ طغرل با هندوی پاسبان

شنیدم که طغرل شبی در خزان
گذر کرد بر هندوی پاسبان

ز بارانِ برف و باران و سیل
بلرزش در افتاد همچون سهیل

دلش بر وی از رحمت آورد جوش
که اینک قبا پوستینم بپوش

وی منتظر باش بر طرفِ بام
که بیرون فرستم بدستِ غلام

درین بود باد بهاری وزید
شهنشه در ایوان شاهی خزید

وی شاقی پریچهره در خیل داشت
که طبعش بدو اندکی میل داشت

تماشای ترکش چنان خوش فتاد
که هندوی مسکین بر فتنش زیاد

قبا پوستینی گذشتش بگوش
ز بدبختیش در نیامد بدوش

مگر رنج سرما بر و بس نبود
نگه کن چو سلطان بغفلت بخفت

مگر نیک بختت فراموش شد
چو دستت در آغوشِ آغوش شد

تراشب بعیش وطرب میرود
چه دانی که برما چه شب میرود

فرو برده سر کاروانی بدیگ
چه از پا فرو رفتگانش بریگ

بدار ای خداوند زورق براب
که بیچارگان را گذشت از سراب

توقف کنید ای جوانان چست
که در کاروانند پیران سست

توخوش خفته در هودج کاروان
مهار شتر در کف ساروان

چه هامون وکوهست چه سنگ وریگ
زره باز پس ماندگان پرس حال

ترا کوه پیکر هیون می برد
پیاده چه دانی که خون میخورد

بارام دل خستگان در نشست
ندانند حال شکم گرسنه

حکایت

یکی را عسس دست بربسته بود
همه شب پریشان و دل خسته بود

بگوشش آمدش در شب تیره رنگ
که شخصی همی نالد از دست تنگ

شنید این سخن ورد مغلول گفت
تو باری ز غم چند نالی بخفت

برو شکر یزدان کن ای تنگدست
که دست عسس تنگ برهم نبست

مکن ناله از بینوائی بسی
چو بینی ز خود بینوا تر کسی

حکایت

برهنه تنی یک درم وام کرد
بنالید کای طالع بدلگام

تن خویش تا کسوت خام کرد
بگر با بپختم درین زیر خام

چو ناپختہ آمد ز سختی بجوش
یکی گفتش از چاہِ زندان خموش

بجای آور ای خام شکرِ خدای
کہ چون ما نہ خامی بر دست و پای

حکایت

یکی کرد بر پارسائے گذر
بصورت جہود آمدش در نظر

تفائے فرو کوفت بر گردنش
بہ بخشید درویش پیراہنش

بخجل گفت کانچہ از من آمد خطاست
بہ بخشائی بر من چہ جای عطاست

بشکرانہ گفتا بہ پشتم تو پای
کہ آنم کہ پنداشتی نیستم

مکو سیرتِ بی تکلف برون
بہ از نیکنامِ خراب اندرون

بنزدیکِ من شرمِ راہ زن
بہ از فاسقِ پارسا پیرہن

حکایت

زرہ باز پس ماندہ میگریست
کہ مسکین تو از من بریں دشت کیست

خری بارکش گفتش ای بی تمیز
ز جورِ فلک چند نالی تو نیز

برو شکر کن چون بخر برنۂ
کہ آخر بزیرِ کسان خفتۂ

حکایت

فقیہی بر افتادہ مستی گذشت
بستوری خویش مغرور گشت

زنخوت بدو التفائے نکرد
جوان سر بر آورد کای پیر مرد

بروشکر کن چون بنعمت دری
کہ محرومی آید ز مستکبری

یکی را که در بند بینی مخند — مباد اکه ناگه در افتی به بند
تو آخر در امکان تقدیر هست — که فردا چو من باشی افتاده دست
ترا آسمان خط به مسجد نبشت — مرا بر طعنه بر دیگری در گذشت
به بندای مسلمان بشکرانه دست — که زنار بر میانت نه بست
نه خود میرود هر که جویان اوست — بغلطش کشان میبرد لطف دوست
نگر تا قضا از کجا شیر کرد — که کوری بود تکیه بر غیر کرد

گفتار اندر نظر صاحبدلان در حق نه در اسباب

سرشت است باری شفا در نبات — اگر شخص را مانده باشد حیات
عسل خوش کند زندگان را مزاج — ولی در دو مردن ندارد علاج
رمق مانده را که جان از بدن — برآمد چه سود انگبین در دهن
یکی گز بولا در مغز خورد — کسی گفت صندل بمالش بدرد
ز پیش خطر تا توانی گریز — ولیکن مکن با قضا پنجه تیز
درون تا بود قابل شهد و اکل — بدان تازه رویست و پاکیزه شکل
خراب آنکه این خانه گردد بنام — که با هم نسازند طبع و طعام
مزاجت تر و خشک و گرمست و سرد — مرکب ازین چار طبعست مرد
یکی زین چو بر دیگری یافت دست — ترازوی عدل طبیعت شکست

یعنی خانه تن انگاه تمام خراب گردد که طبع او طعام موافق نشوند و با هم در نسازند و ای اعتدال طبیعت و مزاج برهم شد

اگر با وسرِ نفس نگذری تف سینه جان در خروش آوری
وگر دیگ معده بجوشد طعام تنِ نازنین را شود کار خام
درایشان نه بندد دلِ اهلِ شناخت که پیوسته با هم نخواهند ساخت
تو انائی تن مدان از خورش که لطف حقت میدهد پرورش
بکوش که گردیده بر تیغ کار نهی حق شکرش نخواهی گزارد
چو روی بخدمت نهی بر زمین خدا را شناگوی و خود را مبین
گدائیست تسبیح و ذکر و حضور گدا را نباید که باشد غرور
گرفتم که خود خندهٔ کرده ای نه پیوسته اقطاع او خورده ای

گفتار در سابقهٔ حکم ازل و توفیق خیر

نخست اوارادت بدل در نهاد پس این بنده بر آستان سر نهاد
گر از حق نه توفیق خیری رسد کی از بنده خیری بغیری رسد
زبان را چه بینی که اقرار داد به بین تا زبان را که گفتار داد
در معرفت دیده آدمیست که بگشاده بر آسمان و زمیست
کیست فهم بودی نشیب و فراز گران در نه کردی بروی تو باز
سر آورد و دست از عدم در وجود درین جود بنهاد و در وی سجود
وگرنه کی از دست جود آمدی محال ست گر سر بسجود آمدی

بحکمت زبان داد و گوش آفرید — که باشند صندوق دل را کلید

اگر نه زبان قصه برداشتی — کس از سرّ دل کی خبر داشتی

وگر نیستی سمع جاسوس گوش — خبر کی رسیدی بسلطان هوش

مرا لفظ شیرین خوانده داد — ترا سمع دُرّاک دانده داد

مدام این دو جون حاجبان بردرند — زسلطان بسلطان خبر میبرند

چه اندیشی از خود که فعلم نکوست — ازان در نگه کن که تقدیر اوست

برو دوستان بان بایوان شاه — به تحفه ثمر هم زبستان شاه

حکایت سفر هندوستان و ضلالت بت پرستان

بتی دیدم از عاج در سومنات — مرصع چو در جاهلیت منات

چنان صورتش بسته تمثال گر — که صورت نه بندد ازان خوبتر

زهر ناحیت کاروانها روان — بدیدار آن صورت بی روان

طمع کرده رایان چین و چگل — چو سعدی وفا زان بت سنگدل

زبان آوران رفته از هر مکان — تضرع کنان پیش آن بی زبان

فرو ماندم از کشف آن ماجرا — که حی جمادی پرستند چرا

مغی را که با من سر و کار بود — نکو گوی و هم حجره و یار بود

بنرمی بپرسیدم ای برهمن — عجب دارم از کار این بقعه من

که مدهوش این ناتوان پیکر اند
مقیّد بچاه ضلال اندر اند

نه نیروی دستش نه رفتار پای
ورش بفگنی برنخیزد ز جای

نه بینی که چشمانش از کهربا است
وفا جستن از سنگ چشمان خطا است

برین گفتم آن دوست دشمن گرفت
چو آتش شد از خشم و در من گرفت

مغان را خبر کرد و پیران دیر
ندیدم دران انجمن روی خیر

چو آن راه کج پیش شان راست بود
رهِ راست در چشم شان کج نمود

که مرد ار چه دانا و صاحب دل است
بنزدیک بیدانشان جاهل است

فرو ماندم از چاره همچون غریق
برون از مدار اندیدم طریق

چو بینی که جاهل به کین اندرست
سلامت به تسلیم و لین اندرست

مهین برهمن را ستودم بلند
که ای پیر تفسیر استاد زند

مرا نیز با نقش این بت خوش ست
که شکلی خوش و صورتی دلکش ست

بدیع آیدم صورتش در نظر
ولیکن ز معنی ندارم خبر

که سالوک این منزل عنقریب
بداند ز نیک و ز نادر شناسد غریب

تو دانی که در زین این رقعه
نصیحت گر شاه این بقعه

عبادت بتقلید گمراهی ست
خنک رهروی را که آگاهی ست

چه معنی ست در صورت این صنم
که اول پرستندگانش منم

برهمن بشادی برافروخت روی
پسندید و گفت ای پسندیده گوی

سوالت صوابست و فعلت جمیل — بمنزل سد هر که جوید دلیل
جز این بت که هر صبح اینجا که هست — برآرد به یزدان و دادار دست
وگر خواهی امشب هم اینجا بباش — که فردا شود سر این بر تو فاش
شب آنجا بودم بفرمان پیر — چو بیژن بچاه بلا در اسیر
شبی همچو روز قیامت دراز — مغان گرد من بی وضو در نماز
کشیشان هر گز نیازرده آب — بغلها چو مردار در آفتاب
مگر کرده بودم گناهی عظیم — که بردم دران شب عذابی الیم
همه شب درین قید غم مبتلا — یکم دست بر دل یکی بر دعا
که ناگه دل زن فرو کوفت کوس — بخواند از قضای برهمن خروس
خطیب سیه پوش شب نیخلاف — برآورد شمشیر روز از غلاف
فتاد آتش صبح در سوخته — بیکدم جهانی شد افروخته
تو گفتی که در خطه زنگبار — زنیک گوشه ناگه در آمد تتار
مغان نیمه رای ناشسته روی — بدیر آمد انداز در دست و کوی
کس از مرد در شهر و برزن نماند — دران بتکده جای در زن نماند
من از غصه رنجور و از خواب مست — که ناگه تماشیل برداشت دست
بیکبار از ینها برآمد خروش — تو گفتی که دریا در آمد بجوش
چو بتخانه خالی شد از انجمن — برهمن نگه کرد خندان بمن

که دانم ترا پیش مشکل نماند
حقیقت عیان گشت و باطل نماند

چو دیدم که جهل اندرو محکم ست
خیال محال اندرو مدعم ست

نیارستم از حق دگر هیچ گفت
که حق را اهل باطل ابا نیفت

چو بینی زبردست را زیردست
نه مردی بود پنجه با خود شکست

زمانی بسا لوس گریان شدم
که من از آنچه گفتم پشیمان شدم

بگریه دل کافران کرد میل
عجب نیست سنگ ار بگردد بسیل

دویدند خدمت کنان سوی من
بعزت گرفتند بازوی من

شدم عذر گویان بر شخص عاج
بکرسی زر کوفت بر تخت ساج

بتک را یکی بوسه دادم بدست
که لعنت بر و باد و بر بت پرست

بتقلید کافر شدم روز چند
برهمن شدم در مقالات زند

چو دیدم که در دیر گشتم امین
نگنجیدم از خرمی در زمین

در دیر محکم به بستم شبی
دو دیدم چپ و راست چون عقربی

نگه کردم از زیر تخت و زبر
یکی پرده دیدم مکلل بزر

پس پرده مطرانی آذر پرست
مجاور سر ریسمانی بدست

بفورم دران حال معلوم شد
چو او دود کاهن بر دو موم شد

که ناچار چون در کشد ریسمان
برآرد صنم دست فریاد خوان

برهمن شد از روی من شرمسار
که شنعت بود بیحیه بر روی کار

بتازد بدو من درپیش تاختم — نگونش بچاہے درانداختم
که دانستم ارزنده آن برهمن — بماند کند سعی در خون من
پسندد که ازمن برآید دمار — مبادا که رازش کنم آشکار
چوازکار مفسد خبر یافتی — زدستش برآور چو دریافتی
که گرزنده اش مانی آن بی هنر — نخواهد ترا زندگانے دگر
وگرسر بخدمت نهد بر درت — اگر دست یابد ببرد سرت
فریبنده را پای در بند منه — چو رفتی و دیدی امانش مده
تمامش بکشتم بسنگ آن خبیث — که ازمرده دیگر نیاید حدیث
چو دیدم که غوغاے انگیختم — رہا کردم آن بوم و بگریختم
چواندر زمستانش آتش زدی — زشیران بپرهیز اگر بخردے
مکش بچه مار مردم گزاے — چو کشتی درآن خانه دیگر مپاے
چو زنبور خانه بیاشوفتے — گریزاز محلت که گرم اوفتے
بچاباک ترازخود مندار تر — چوافتاد دامن بدندان بگیر
درا وراق سعدی چنین پند نیست — که چون پاے دیوار کندی مایست
بهند آمدم بعد ازان رستخیز — وزانجا براہ یمن تاحبیز
ازان جمله تلخے که برمن گذشت — دهانم جز امروز شیرین نگشت
دراقبال تائید بوبکر سعد — که مادر نزاید چنو قبل و بعد

ز جورِ فلک داد خواه آمدم
درین سایه گستر پناه آمدم

دعاگوی این دولتم بنده وار
خدایا تو این سایه پاینده دار

که مرهم نهادم بزخمِ خویش
که در خورد انعام و اکرامِ خویش

کی این شکرِ نعمت بجا آورم
وگر پای گردد بنجامت سرم

فرج یافتم بعد ازان بندها
هنوزم بگوش ست ازان پندها

یکی آنکه هرگه که دستِ نیاز
برارم بدرگاهِ دانای راز

کند خاک در چشمِ خود بینیم
بیاد آید آن لعبت چین نیم

بدانم که دستے که برداشتم
به نیروی خود بر نیفراشتم

نه صاحبدلان دست بر نگیکشند
که سر رشته از غیب در میکشند

درِ خیر بازست و طاعت رفیق
نه هر کس توانا ست بر فعلِ نیک

همین ست مانعِ که در بارگاه
نشاید شدن جز بفرمانِ شاه

کلیدِ قدر نیست در دستِ کس
توانائی مطلق خدا ایست و بس

پس ای مرد پوینده بر راهِ راست
ترا نیست منت خداوند را ست

چو در غیب نیکو نهادت سرشت
نیاید ز خوی تو کردار زشت

نه نبود کرد این حلاوت پدید
همان کس که در مار زهر آفرید

چو خواهد که مُلکِ تو ویران کند
نخست از تو خلقی پریشان کند

وگر باشدش بر تو بخشایشی
رساند بخلق از تو آسایشی

کجا کمن برزه راستی
که دستت گرفتند در خامتی

سخن سودمند است اگر بشنوی
بمردان رسی گر طریقت روی

مقامی بیابی گرت ره دهند
که بر خوان عزت سماطت نهند

ولیکن نباید که تنها خوری
زدرویش درمانده یاد آوری

فرشتی مگر رحمتی در پیم
که بر گرده خویش واتی نیم

باب نهم در توبه

بیا ای که عمرت بهفتاد رفت
بگر خفته بودی که برباد رفت

همه برگ بودن همی ساختی
بتدبیر رفتن نپرداختی

قیامت که بازار مینو نهند
منازل باعمال نیکو دهند

بضاعت بچندانکه آری بری
وگر مفلسی شرمساری بری

که بازار چندانکه آگنده تر
تهیدست را دل پراگنده تر

زنجیر درم پنج اگر کم شود
دلت رنجش سر بنجیر نغم شود

چو پنجاه سالت بروان شد ز دست
نفیرت شد نیچر ز دریکه هست

اگر مرده مسکین زبان داشتی
بفریاد و زاری فغان داشتی

کرای زنده چون هست امکان گفت
لبا نز ذکر چون مرده بر هم مخفت

چو بارا بغفلت بشد روزگار
توباری دمی چند فرصت شمار

حکایت پیر مرد و تحسّر بر روزگار جوانی

شبی در جوانی وطیب نعیم
جوانان نشستیم چندی بهم

چو بلبل سرایان چو گل تازه روی
ز شوخی در افگنده غلغل بکوی

جهان دیده پیری ز مان بر کنار
ز دور فلک نیل مویش نهار

چو فندق زبان از سخن بسته بود
نه چون مالبا از خنده چون پسته بود

جوانی فرارفت کای پیر مرد
چه در کنج حسرت نشینی بدرد

یکی سر برآر از گریبان غم
بآرام دل با جوانان بخم

برآورد سر سالخورده ز خفت
جوابش نگر تا چه پیرانه گفت

چو باد صبا بر گلستان وزد
چمیدن درخت جوان را سزد

چمیدن تا جوانست و سرسبز خوید
شکسته شود چون بزردی رسید

بهاران که باد آورد بید مشک
بریزد درخت جوان برگ خشک

نرنجید مرا با جوانان چمید
که بر غار ضعم صبح پیری دمید

بقید اندرم جرّه بازی که بود
دمادم سر رشته خواهد ربود

شمارست نوبت برین خوان نشست
که ما از تنعم بشستیم دست

چو بر سر نشست از بزرگی غبار
دگر چشم عیش جوانی مدار

مرا برف بارید بر پرّ زاغ
نشاید چو بلبل تماشای باغ

گند جلوه طاوس صاحب جمال
چه میخواهی از باز برکنده بال

مراغله تنگ اندر آمد درو
شمار اکنون امید مدسبزه نو

گلستان ما را طراوت گذشت
که گلدسته بندد چو پژمرده گشت

مرا تکیه جان پدر بر عصاست
دگر تکیه بر زندگانی خطاست

سلم جوان است بر پای خویش
که پیران برند استعانت بدست

گل سرخ رویم نگر زر ناب
فرو رفت چون زرد شد آفتاب

هوس پختن از کودک ناتمام
چنان زشت نبود که از پیر خام

مرا می بباید چو طفلان گریست
زشرم گناهان نه طفلانه زیست

نکو گفت لقمان که ناریستن
به از سالها بر خطا زیستن

هم از بامدادان در کلبه بست
به از سود و سرمایه دادن ز دست

جوان تا رساند سیاهی بنور
برد پیر مسکین سیاهی بگور

حکایت

کهن سالی آمد بنزد طبیب
ز نالیدنش تا بمرد مهیب

که دستم برگ بر نه ای نیک رای
که پایم همی بر نیاید ز پای

بدان ماند این قامت خفته ام
که گوئی بگل در فرو رفته ام

بدو گفت دست از جهان برگسل
که پایت گیا است برآید ز گل

اگر در جوانی زدی دست و پای
در ایام پیری بهش باش و رای

چو دوران عمر از چهل برگذشت
مزن دست و پا کابت از سر گذشت

نشاط انگه از من رمیدن گرفت
که شامم سپیده دمیدن گرفت

بباید هوس کردن از سر بدر
که دور هوس بازی آمد بسر

بسبزی کجا تازه گردد دلم
که سبزی بخواهد دمید از گلم

تفرج کنان در هوا و هوس
گذشتیم بر خاک بسیار کس

کسانیکه دیگر بغیب اندر اند
بیایند و بر خاک ما بگذرند

در ینغا که فصل جوانی برفت
بلهو و لعب زندگانی برفت

در ینغا چنان روح پرور زمان
که بگذشت بر ما چو برق یمان

ز سودای آن پوشم و این خورم
نپرداختم تا غم دین خورم

در ینغا که مشغول باطل شدیم
ز حق دور ماندیم و غافل شدیم

چه خوش گفت با کودک آموزگار
که کاری نه کردیم و شد روزگار

گفتار اندر غنیمت شمردن قوت جوانی پیش از ضعف و پیری

جوانا ره طاعت امروز گیر
که فردا جوانی نیاید ز پیر

فراغ دولت هست و نیروی تن
چو میدان فراخست گوی بزن

من این روز را قدر نشناختم
بدانستم اکنون که در باختم

قضا روزگاری ز من در ربود
که هر روزی از وی شبی قدر بود

چه کوشش کند پیر خر زیر بار — تو میرو که بر بادپائی سوار

شکسته قدح گر بپیوندد است — نیاورد خواهد بهائی درست

کنون کو فتادست بغفلت ز دست — طریقی ندارد بجز باز بست

که گفتت بجیحون درانداز تن — چو افتاد هم دست و پائی بزن

بغفلت بدادی ز دست آب پاک — چه چاره کنون جز تیمم بخاک

چو از چابکان دردویدن گرو — نبردی هم افتان و خیزان برو

گران بادپایان برفتند تیز — تو بیدست و پای از نشستن بخیز

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

شبی خوابم اندر بیابان فتاد — فرو بست پای دویدن بباد

شتربانی آمد بهول و ستیز — زمام شتر بر سرم زد که خیز

مگر دل نهادی بمردن ز پیش — که برمی نخیزی ببانگ جرس

مرا هیچ تو خواب خوش در سرست — ولیکن بیابان بپیش اندرست

تو کز خواب نوشین بهانگ رحیل — نخیزی دگر کی رسی در سبیل

فرو کوفت طبل شتر ساروان — بمنزل رسید اول کاروان

خنک هوشیاران فرخنده بخت — که پیش از دهل زن بساز ند رخت

بره خفتگان تا برآرند سر — نه بینند ره رفتگان را اثر

سبق ببر در هر دو که برخاست زود
پس از نقل بیدار بودن چه سود

چو شیبت درآمد بروی شباب
شبت روز شد دیده بر کن ز خواب

من آن روز بر کندم از عمر امید
که افتادم اندر سیاهی پسید

در یغا که بگذشت عمر عزیز
بخواهد گذشت این دم چند نیز

گذشت آنچه در ناصوابی گذشت
وزین نیز دم در نیابی گذشت

کنون وقت تخم است اگر پروری
گر امید داری که خرمن بری

بشهر قیامت امروز تنگدست
که وجهی ندارد بجز شرمدست

گرت چشم عقل است تدبیر گور
کنون کن که چشمت نخورد ست مور

بمایه توان ای پسر سود کرد
چه سود افتد آن را که سرمایه خورد

کنون کوش کاب از کمر در گذشت
نه وقتی که سیلاب از سر گذشت

کنونت که چشمست اشکی ببار
زبان در دهان ست عذری بیار

نه پیوسته باشد روان در بدن
نه همواره گردد زبان در سخن

زدانندگان بشنو امروز قول
که فردا بگیرند بر تو سؤل

غنیمت شمار این گرامی نفس
که بی مرغ قیمت ندارد قفس

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف
که فرصت عزیزست و الوقت سیف

حکایت

قضا زنده را رگ جان برید
دگر کس بمرگش گریبان درید

چنین گفت بیننده تیز هوش — چو فریاد و زاری رسیدش بگوش

ز دست شما مرده برنخیزد — گرش دست بودی دریدی کفن

که چندین ز تیمار رو در دم بپیچ — که روزی دو پیش از تو کردم بپیچ

فراموش کردی مگر مرگ خویش — که مرگ منت ناتوان کرد و ریش

مبصر چو بر مرده ریزد گلش — نبردی که بر خود بسوزد دلش

ز هجران طفلی که در خاک رفت — چو نالی که پاک آمد و پاک رفت

تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک — که ننگ ست ناپاک رفتن بخاک

کنون باید امیر غ را پای بست — نه وقتی که سر رشته بر دست ست

نشستی بجای دگر کس بسی — نشیند بجای تو دیگر کسی

اگر پهلوانی و گر تیغ زن — نخواهی بدر بردن الا کفن

خروش اگر بگلاند کمند — چو در ریگ ماند شود پای بند

ترا نیز چندان بود دست زور — که پایت نرفت ست در ریگ گور

منه دل برین سالخورده مکان — که گنبد نپاید ببرد گران

چو دولت رفت و فرو اینا بدست — حساب از همین یکنفس کن که هست

حکایت

فرو رفت جم را یکی نازنین — کفن کرد چون کرمش ابریشمین

بدخمه در آمد پس از چند روز — که بروی بگرید بزاری و سوز

چو پوسیده دیدش حریرین کفن — بفکرت چنین گفت با خویشتن

من از کرم بر کنده بودم برو — بکندند از و باز کرمان گور

دو بیتم جگر کرد روزی کباب — که میگفت گوینده بار باب

در یغا که بے ما بسی روزگار — بروید گل و بشگفد لاله زار

بسی تیر و دی ماه و اردی بهشت — برآید که ما خاک با خشت و خشت

حکایت

یکی پارسا سیرت حق پرست — فتاوش یکی خشت زرین بدست

سر هوشمندش چنان خیره کرد — که سودا دل روشنش تیره کرد

همه شب دراندیشه کین گنج و مال — در و تا زیم ره نیابد زوال

دگر قامت عجزم از بهر خاست — نباید برین و تا کرد راست

برای سرائی کنم پاکے بستش رخام — در ختان سقفش همه عود و خام

یکی حجره خاص از پی دوستان — در حجره اندر سرای بوستان

بفرسودم از رقعه بر رقعه دوخت — تف دیگران چشم و مغزم بسوخت

دگر زیردستان پزندم خورش — براحت دهم روح را پرورش

بسختی بکشت این نمد بستر م — روم زین پس عبقری گسترم

خیالش خرف گشت و کالیوه رنگ — بغرشش فرو برد خرچنگ چنگ

فراغ مناجات و رازش نماند — خور و خواب و فکر و نمازش نماند

بصحرا برآمد سر از عشوه مست
که جائی نبودش قرار و نشست

یکی بر سر گور گل می سرشت
که حاصل کنند زان گل گور خشت

بیندیشه در خود فرو رفت پیر
که ای نفس کوته نظر پند گیر

چه بندی درین خشت زرین دلت
که یک روز خشتی کنند از گلت

طمع را نه چندان دهانست باز
که بازش نشیند بیک لقمه آز

بدار ای فرومایه زین خشته دست
که حیحون نشاید بیک مشت بست

تو غافل در اندیشهٔ سود و مال
که سرمایهٔ عمر شد پایمال

برین خاک چندان صبا بگذرد
که هر ذره از ما بجائی برد

غبار هوا چشم عقلت بدوخت
سموم هوس کشت عمرم بسوخت

بگین سرمهٔ غفلت از چشم پاک
که فردا شوی سرمه در زیر خاک

حکایت عداوت در میان دو شخص

میان دو تن دشمنی بود و جنگ
سر از کبر بر کید گر چون پلنگ

ز دیدار هم تا بحدی رمان
که بر هر دو تنگ آمدی آسمان

یکی را اجل در سر اورد جیش
سر آمد بر و روزگاران عیش

بد اندیش دهری را درون شاد گشت
بگورش پس از مدتی بر گذشت

شبستان گورش درانبوده دید
که وقتی سر اپیش زر اندوده دید

زردیِ عداوت بباز دی زور
یکی تخته بر کندش از زردیِ گور

سرِ تا بجوردیدش اندر مغاک
دو چشمِ جهان بینش آگنده خاک

وجودش گرفتار زندانِ گور
تنش طعمهٔ کرم و تاراج مور

زدورِ فلک بدررویش هلال
زجورِ زمان سروقدش خلال

کف دست و سر پنجهٔ زور مند
جدا کرده ایام بندش ز بند

چنانش بروز رحمت آمد زدل
که بسرشت بر خاک از گریه گل

پشیمان شد از کرده خوی نشت
بفرمود بر سنگ گورش نبشت

مکن شادمانی بمرگِ کسی
که دهرت پس از وی نماند بسی

شنید این سخن عارفِ هوشیار
بنالید کای قادرِ کردگار

عجب گر تو رحمت نیاری برو
که بگریست دشمن بزاری برو

تنِ ماشو و نیز روزی چنان
که بر وی بسوزد دل دشمنان

بگریم در دلِ دوست رحم آیدم
چو بیند که دشمن بخشایدم

بجایی رسد کار سیر درود
که گوئی درو دیده هرگز نبود

زدم تیشه یک روز بر تلِ خاک
بگوشم آمد ناله دردناک

که زنهار اگر مردی آهسته تر
که چشم و بنا گوش در وی ست و سر

حکایت پدر و دختر

شبی خفته بودم بعزم سفر
پی کاروانے گرفتم مگر

برآمد یکے سهمگین باد و گرد
که بر چشم مردم جهان تیره کرد

برهنه بریکے دختر خانه بود
بمجمر غبار از پدر میز دود

پدر گفتش اے نازنین جهرمن
که شوریده داری دل از مهر من

نخندان نشیند درین دیده گرد
که بازش بمجمر توان پاک کرد

ترا نفس عنا چو سر کش ستور
دوان میبرد تا بسر شیب گور

اجل ناگهت بگسلاند رکیب
عنان باز نتوان گرفت از نشیب

موعظه و پند

خبر داری از استخوان قفس
که جان تو مرغست و نامش نفس

چو مرغ از قفس رفت و گسست قید
دگر ره نگردد بسعی تو صید

نگهدار فرصت که عالم دمیست
دمی پیش دانا به از عالمیست

سکندر که بر عالمی حکم داشت
دران دم که بگذشت عالم گذاشت

میسر نبودش کزو عالمی
ستانند و مهلت دهندش دمی

برفتند و هر کس درود انچه کشت
نماند بجز نام نیکو و زشت

چرا دل برین کار و انگه نهیم
که یاران برفتند ما بر رهیم

پس از ما همین گل دهد بوستان
نشینند بابگ دگر دوستان

دل اندر دلارام دنیا مبند
که نه نشست باکس که دل بر نکند

چو در خاکدان لحد خفت مرد
قیامت بفشاند از روی گرد

سر از جیب غفلت برآور کنون
که فردا نماند بحسرت نگون

ز چون خواهی آمد بشیراز در
سر و تن بشوئی ز گرد سفر

پس اے خاکسار گنه غم مخور
سفر کرد خواهی بشهر غریب

بران از دو سر چشمه دیده جوی
ور آلایشی دانی از خود بشوی

حکایت در عالم طفولیت

ز عهد پدر یادم آید همے
که باران رحمت بر و هر دمی

که در خردیم لوح و دفتر خرید
زبهرم یکے خاتم زر خرید

بدر کرد ناگه یکے مشتری
بخرمائے از دستم انگشتری

چو نشناسد انگشتری طفل حر
بشیرینی ازدی توانند برد

تو هم قیمت عمر نشناختی
که در عیش شیرین برانداختی

قیامت که نیکان براعلی رسند
ز قعر ثرے بر ثریا رسند

ترا خود بماند سر از ننگ پیش
که گردت برآید علمهای خویش

برادر ز کار بدان شرم دار
که در روی نیکان شوی شرمسار

دران روز کز فعل پرسند و قول
اولوالعزم را تن بلرزد ز هول

بجای که دهشت خورند انبیا | تو عذر گنه را چه داری بیا
زنانی که طاعت برغبت برند | زمردان ناپارسا بگذرند
ترا شرم ناید ز مردی خویش | که باشد زنان را قبول از تو بیش
زنان را بعذری معین که هست | ز طاعت بدارند گه گاه دست
تو بیعذر یکسو نشینی چو زن | روای کم زن لاف مردی مزن
مرا خود چه باشد زبان آوری | چنین گفت شاه سخن عنصری
مرا خود مبین ای عجب درمیان | ببین تا چه گفتند پیشینیان
چو از راستی بگذری خم بود | چه مردی بود کز زنی کم بود
بناز و طرب نفس پرورده گیر | با یام دشمن قوی کرده گیر
بنی بچه گرگ می پرورید | چو بچه ورده شد خواجه را هم درید
چو بر پهلوی جان سپردن بخفت | جهاندیده بر سرش رفت و گفت
تو دشمن چنین از زمین بر دری | ندانی که ناچار ز خمش خوری
نه ابلیس در حق ما طعنه زد | کز ینان نیاید بجز کار بد
فغان از بدیها که در نفس ماست | که ترسم شود ظل ابلیس راست
چو ملعون پسند آمدش قهر ما | خدایش براند اخت از بهر ما
کجا سر برآریم ازین ره برنگ | که با او بصلحیم و با حق بجنگ
نظر دوست ناورد سوی تو | چو در روی دشمن بود روی تو

توضیح: ۱۲ ای عرصه گیتی ۱۲ تیغ بانسنده ۱۲ ای بی بزار ۱۲ ای بی بزار ۱۲ ای بی بزار

گرت دوست باید گزند خوری | نباید که فرمان دشمن بری
بسیم سیه تا چه خواهی خرید | که خواهی دل از مهر یوسف برید
روا دارد از دوست بیگانگی | که دشمن گزیند بهم خانگی
ندانی که کمتر نهد دوست پای | چو بینند که دشمن بود در سرای

حکایت

یکی بُرد با پادشاهی ستیز | بدشمن سپردش که خونش بریز
گرفتار در دستِ آن کینه توز | همیگفت با خود بزاری و سوز
اگر دوست بر خود نیازرد مے | کی از دستِ دشمن جفا بردمی
تو از دوست گر عاقلی برمگرد | که دشمن نیارد نگه در تو کرد
بتا جور دشمن بدرّد دش پوست | رفیقی که بر خود بیازرد دوست
تو با دوست یکدل شو و این سخن | که خود بیخ دشمن برآید ز بُن
نه پندارم این زشت نامی نکوست | بخشنودیِ دشمن آزار دوست

حکایت

یکی مال مردم بتلبیس خورد | چو برخاست لعنت بر ابلیس کرد
چنین گفت ابلیس اندر ربای | که هرگز ندیدم چنین ابلهے
ترا با منست از نهان آشتی | چرا تیغ بیگار بر داشتے
در غیبت فرو بست دیو درشت | که دست ملایک ترا خواهد شست

روا داری از جهل و ناپاکیست — که پاکان نویسند ناپاکیست

طریقی بدست آر و صلحی بجوی — شفیعی برانگیز و عذری بگوی

که یک لحظه صورت نبندد امان — چو پیمانه پر شد بدور زمان

وگر دست قوت نداری بکار — چو بیچارگان دست زاری برآر

وگر رفت از اندازه بیرون بدی — چو گفتی که بد رفت نیکت آمدی

فراشو چو بینی در صلح باز — که ناگه در توبه گردد فراز

مرو زیر بار گنه ای پسر — که حمال عاجز بود در سفر

پی نیکمردان بباید شتافت — که هر که این سعادت طلب کرد یافت

ولیکن تو دون بال دیوی خسی — ندانم که در صالحان چون رسی

پیمبر کسی را شفاعت گرست — که بر جادهٔ شرع پیغمبرست

ره راست رو تا بمنزل رسی — تو بر ره نه زین قبل واپسی

چو گاویکه عصار چشمش ببست — دوان تا بشب شب هم آنجا که هست

حکایت

گل آلوده راهِ مسجد گرفت — ز بخت نگون طالع اندر شگفت

یکی زجر کردش که تبت یداک — مرو دامن آلوده در جای پاک

مرا اثر قطره در دل آمد برین — که پاکست و خرم بهشت برین

دران جای پاکان امیدوار — گل آلوده معصیت را چه کار

---

۱ یعنی احوال خود ۲ بجوار دوست آر و احوال خود ۳ شفاعت کنند ۴ ملائکه ۵ کار بد ۶ زیادہ از حد ۷ یعنی مقدر گشتا بخود دشمنی ۸ ای آنچنان که مرگ بر آید ۹ کشاده ۱۰ استقبال ۱۱ عقبه ۱۲ یعنی شیطان کمینه ۱۳ راه دور ۱۴ زرد فن کش ۱۵ سر بسر ۱۶ بر تر

بهشت آن ستاند که طاعت برد
کرا نقد باید بضاعت برد

مکن ایمن از گردش روزگار
که ناگه ز بالا بلندت بشوی

مگو مرغ دولت ز قیدم بجست
هنوزش سر رشته داری بدست

وگر دیر شد گرم رو باش و چست
ز دیر آمدن غم ندارد درست

هنوزت اجل دست خواهش نبست
برآور بدرگاه دادار دست

مخسب ای گنه کرده خفته خیز
بغدر گنه آب چشمی بریز

چو حکم ضرورت بود کابروی
بریزند باری برین خاک کوی

ورآبت نماند شفیع آورش
کسی را که هست آبروی از تو بیش

بقهر اربراند خدای از درم
روان بزرگان شفیع آورم

حکایت

همی یادم آید ز عهد صغر
که عیدی برون آمدم بامداد

بباز بچه مشغول مردم شدم
در آشوب خلق از پدر گم شدم

برآوردم از هول دهشت خروش
پدر ناگهانم بمالید گوش

کرای شوخ چشم آخرت چند بار
بگفتم که دستم ز دامن مدار

بتنها ندانند شدن طفل خرد
که مشکل بود راه ناديده برد

تو هم طفل راهی سبک سیر ای فقیر
برو دامن نیک مردان بگیر

مکن با پسر در دبستان نشست
چو گردی ز همت مروشوی دست

Bodleian Library, University of Oxford

بفتراک پاکان درآویز چنگ
که عارف ندارد زدر یوزه ننگ

مریدان بقوت ز طفلان کم اند
مشایخ چو دیوار مستحکم اند

بیاموز رفتار ازان طفل خرد
که چون استعانت بدیوار برد

ز رز نجیز ناپارسایان برست
که در حلقهٔ پارسایان نشست

اگر حاجتی داری این حلقه گیر
که سلطان ازین در ندارد گزیر

برو خوشه چین باش سعدی صفت
که گرد آوری خرمن معرفت

حکایت مست خرمن سوز

یکی غله مرداد مه تودهٔ کرد
ز تیماردی خاطر آسوده کرد

شبی مست شد دزد آتشی برفروخت
نگون بخت کالیوه خرمن بسوخت

دگر روز در خوشه چیدن نشست
که یک جو ز خرمن نماندش بدست

چو سر گشته دیدند درویش را
یکی گفت پروردهٔ خویش را

نخواهی که گردی چنین تیره روز
بدیوانگی خرمن خود مسوز

گر از دست عمرت شد اندر بدی
توانی که در خرمن آتش زدی

فصاحت بود خرمن اندوختن
پس از خرمن خویشتن سوختن

مکن جان من تخم دین درزود
مده خرمن نیکنامی بباد

چو برگشته بختی درافتد ببند
ازو نیکبختان بگیرند پند

تو پیش از عقوبت در عفو کوب
که سودی ندارد فغان زیر چوب

برآر از گریبانِ غفلت سرت
که فردا نماند خجل در برت

حکایت

یکی متفق بود بر منبرے
گذر کرد بر وی نکو محضرے

نشست از خجالت عرق کرده روے
که آیا خجل گشتم از شیخ کوی

شنید این سخن پیر روشن روان
بر و بر بشورید و گفت ای جوان

نیاید همی شرمت از خویشتن
که حق حاضر و شرم داری ز من

نیاسائی از جانبِ هیچکس
برو جانبِ حق نگهدار و بس

چنان شرم دار از خداوند خویش
که شرمت نیایگانگانست و خویش

حکایت

زلیخا چو گشت از می عشق مست
بدامانِ یوسف در آویخت دست

چنان دیو شهوت رضا داده بود
که چون گرگ بر یوسف افتاده بود

بتی داشت بانوی مصر از رخام
برو معتکف با مدادان و شام

دران لحظه رویش بپوشید سر
مبادا که زشت آیدش در نظر

غم آلوده یوسف بگنجی نشست
بسر برز نفس ستمگاره دست

زلیخا دو دستش ببوسید و پای
که ای سست پیمان و سرکش درای

بسندان دلی روی درهم مکش
به بندی پریشان مکن وقت خویش

روان گشتش از دیده بر چهره جوی — که برگرد و ناپاکی از من مجوی

تو در روی سنگی شدی شرمسار — مرا استغفار ایزد آمرزگار

چه سود از پشیمانی آید بکف — چو سرمایهٔ عمر کردی تلف

شراب از پی سرخروئی مخور — وز و عاقبت زردروئی برند

بعذر آوری خواهش امروز کن — که فردا نماند مجال سخن

حکایت

پلیدی کند گر به برجای پاک — چو زشتش نماید بپوشد بخاک

تو از آدمی از ناپسندیدها — نترسی که بر وی فتد دیدها

براندیشش از ان بندهٔ پرگناه — که در خواجه آبق شود چندگاه

اگر باز گردد بصدق و نیاز — بزنجیر و بندش نیارند باز

بکین آوری با کسی برمخیز — که از وی گزیرت بود یا گریز

کنون کرد باید عمل را حساب — نه وقتی که منشور گردد کتاب

کسی گرچه بد کرد هم بد نکرد — که پیش از قیامت غم خود نخورد

گر آئینه از آه گردد سیاه — شود روشن آئینهٔ دل بآه

بترس از گناهان خویش این نفس — که روز قیامت نترسی ز کس

حکایت

غریب آمدم در سواد حبش — دل از زر و هر فارغ سر از عیش خوش

بره بر یکے دزدکه دیدم بلند
تنی چند مسکین بر پای بند

شبے سیج سفر کردم اندر نفس
بیابان گرفتم چو مرغ از قفس

یکی گفت کین بندیان شب روند
نصیحت نگیرند و حق نشنوند

چو برگ نماند ز دستت ستم
ترا گر جهان شحنه گیرد چه غم

نکو نام را کس نه گیرد اسیر
بترس از خدای و مترس از امیر

نیاورد عامل غش اندر میان
نیندیشد از زرق دیوانیان

وگر عفتش را فریبست زیر
زبان حسابش نگردد دلیر

چو خدمت پسندیده آرم بجای
نیندیشم از دشمن تیره رای

اگر بنده کوشش کند بنده وار
عزیزش بدارد خداوندگار

وگر کند رایست در بندگے
ز جاندارے افتد بخشندگی

قدم پیش نه کز ملک بگذری
که گر باز مانی ز دو کمتری

حکایت

یکی را پجوگان شه داستان
بزد تا چو طبلش برآمد فغان

شب از بیقراری نیارست خفت
برو پارسائی گذر کرد و گفت

بشب گر ببردی بر شحنه سوز
گناه آبروش نبردی بروز

کسی روز محشر نگردد خجل
که شبها بدرگه برد سوز دل

اگر هوشمندی زر اور بخواه
شب توبه تقصیر روز گناه

هنوز از سر صلح داری چه بیم
در عذر خواهان نه بندد دریم

لطیفی که اورد از نیست هست
عجب گر بفیتی نگیرد دست

اگر بندهٔ دست حاجت برار
وگر شیر مار اب حسرت ببار

نیامد برین در کسے عذر خواه
که سیل ندامت نشستش گناه

نریزد خدا آبروی کسی
که ریزد گناه اب چشمش بسے

حکایت

بصنعا درم طفلی اندر گذشت
چگویم کزانم چه بر سر گذشت

قضا نقش یوسف جمالی نکرد
که ماهی کورش چو نیلس نخورد

درین باغ سروی نیامد بلند
که بادا اجل بیخش ازبن نکند

عجب نیست بر خاک اگر گل شگفت
که چندین گل اندام در خاک خفت

بدل گفتم ای زنگ مردان بمیر
که کودک رود پاک و آلوده پیر

زسود و زیان شان شفتگے بر قدش
برآمد اجتم سنگے از مرقدش

زبیمش دران جای تاریک و تنگ
بشورید حال و بگردید رنگ

چو باز آمدم زان تغیر بهوش
ز فرزند دلبندم آمد بگوش

گرت وحشت آمد ز تاریک جای
بهش باش و بار و شنائی درائے

شب گور خواهی منور چو روز
ازینجا چراغ عمل برفروز

تن کار کن مے بلرز در تعب
مبادا که نخلش نیارد رطب

گروهی فراوان طمع ظن برند
که گندم نیفشانده خرمن برند

برآن خورد سعدی که تخمی نشاند
کسی برد خرمن که تخمی فشاند

باب دهم در مناجات

بیا تا برآریم دست نیاز ز دل
که نتوان برآورد فردا ز گل

بفصل خزان درنه بینی درخت
که بی برگ ماند ز سرمای سخت

برآرد تهی دستهای نیاز
ز رحمت نگردد تهیدست باز

مپندار ازین در که هرگز بست
که نومید گردد برآورده دست

همه طاعت آرند و مسکین نیاز
بیا تا بدرگاه مسکین نواز

چو شاخ برهنه برآریم دست
که بی برگ ازین پیش نتوان نشست

خداوندگارا نظر کن بجود
که جرم آمد از بندگان در وجود

گناه آید از بنده خاکسار
بامید عفو خداوندگار

کریما برزق تو پرورده ایم
بانعام و لطف تو خو کرده ایم

گدا چون کرم بیند و لطف و ناز
نگردد زر دنبال بخشنده باز

چو ما را بدنیا تو کردی عزیز
بعقبی همین چشم داریم نیز

عزیزی و خواری تو بخشی و بس
عزیزی تو خواری نه بیند ز کس

خدایا بعزت که خوارم مکن
بذل گنه شرمسارم مکن

مسلط مکن چون منی بر سرم
ز دست تو به گر عقوبت برم

بگیتی بتر زین نباشد بدی | جفا بر دون از دست همچون خودی
مرا شرمساری ز روی تو بس | وگرنه سرم کمتر افتد ز کس
گرم بر سر افتد ز تو سایه | سپهرم بود کمترین پایه
اگر تاج بخشی سرافراز دم | تو بردار تا کس نیندازدم

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم | مناجات شوریده در حشرم
که میگفت باحق بزاری بسی | بینفگن که دستم نگیرد کسی
بطفلم بخوان یا بران از درم | ندارد بجز آستانت سرم
تو دانی که مسکین و بیچاره ام | فرو مانده با نفس امّاره ایم
نمی تازد این نفس سرکش چنان | که عقلش تواند گرفتن عنان
که با نفس و شیطان برآید بزور | نبرد پلنگان نیاید زموش
بمردان راهت که راهی بدهد | وزین دشمنانم پناهی بدهد
خدایا بذات خداوندیت | بوصاف بی مثل و مانندیت
بلبیک حجاج بیت الحرام | بمدفون شرت علیه السلام
بتکبیر مردان شمشیر زن | که مردود غارا شمارند زن
بطاعات پیران آراسته | بصدق جوانان نوخاسته
که ما را دران ورطه یک نفس | زتنگ و دگفتن بفریاد رس

Bibliography

همه هر چه کردم تو بر هم زدے
چه قوت کند با خدائی خودی

نه من سر ز حکمت بدر میبرم
که حکمت چنین میرود بر سرم

حکایت

سیه چرده را کسے زشت خواند
جوابی بگفتش که حیران بماند

که عیبم شماری که بد کرده ام
نه من صورت خویش خود کرده ام

نه آخر ششم زشت و خطا بنگر
ترا با من ار زشت رویم چه کار

نه کم گردم ای بنده پرور نه بیش
ازانم که بر سر نبشتی ز پیش

توانائی مطلق توئی من کیم
تو دانائی آخر که قادر نیم

وگر گم کنے باز ماندم ز سیر
گرم رهنمائی رسیدم بخیر

کجا بنده پرهیزگاری کند
جهان آفرین گر نه یاری کند

حکایت

که شب توبه کرد و سحر گه شکست
چه خوش گفت درویش کوتاه دست

که پیمان مابی ثبات است و سست
گر او توبه بخشد بماند درست

بنورت که فردا نیارم مسوز
بحقت که چشم ز باطل بدوز

غبار گناهم بر افلاک رفت
ز شرمندگی روے در خاک رفت

که در پیش باران نپاید غبار
تو یک نوبت ای ابر رحمت ببار

ولیکن بملکت دگر راه نیست
ز جرمم درین مملکت جاه نیست

---

۱ ب ۲ ب ۳ ب ۴ ب ۵ ب ۶ ب ۷ ب ۸ ب ۹ ب ۱۰ ب ۱۱ ب ۱۲ ب ۱۳ ب ۱۴ ب ۱۵ ب ۱۶ ب ۱۷ ب ۱۸ ب ۱۹ ب ۲۰ ب ۲۱ ب ۲۲ ب ۲۳ ب ۲۴ ب ۲۵ ب ۲۶ ب ۲۷ ب ۲۸ ب ۲۹ ب ۳۰ ب ۳۱ ب ۳۲ ب ۳۳ ب ۳۴ ب ۳۵ ب ۳۶ ب ۳۷ ب ۳۸ ب ۳۹ ب ۴۰ ب ۴۱ ب ۴۲ ب ۴۳ ب ۴۴ ب ۴۵ ب ۴۶ ب ۴۷ ب ۴۸ ب ۴۹ ب ۵۰ ب ۵۱ ب ۵۲ ب ۵۳ ب ۵۴ ب ۵۵ ب ۵۶ ب ۵۷ ب ۵۸ ب ۵۹ ب

برآورده مردم زبیرون خروش
تو بابنده ومیرده وپرده پوش

بنادانی اربندگان سر کشند
خداوندگان باقلم درکشند

اگرجرم بخشی بمقدار خود
نماند گرفتاری اندر وجود

وگرخشم گیری بقدر گناه
بدوزخ فرست وترازو مخواه

گرم دستگیری بجای رسم
وگر بفگنی برنگیرد کسم

که زور آورد گر تو یاری دهی
که گیرد چو تو رستگاری دهی

دو خواهند بودن بمحشر فریق
ندانم کدامان دهندم طریق

عجب گر بود راهم ازدست راست
که ازدست من جز کژی برنخاست

دلم میدهد وقت وقت این امید
که حق شرم دارد زموی سپید

عجب دارم ارشرم دارد زمن
که شرمم نمی آید ازخویشتن

زیوسف که چندین بلا دید وبند
چو حکمش روان گشت وقدرش بلند

گنه عفو کرد آل یعقوب را
که معنی بود صورت خوب را

بکردار بدشان مقید نکرد
بضاعات مزجات شان رد نکرد

زلطفت همین چشم داریم نیز
بدین بی بضاعت بخش الیعزیز

بضاعت نیاوردم الا امید
تمت
خدایا ازعفوم مکن ناامید
تمت

درمطبع آمی چگزمن لکھنؤ ماہ جولائی ۱۸۵۵ء باہتمام ابوالحسنات قطب الدین احمد غفرلہ الصمد طبع گردید

اشتہارات

دستور المکتوبات

یہ مشہور انشا ہے قیمت فی جلد ۱ محصول ڈاک ۰ ر

فرہنگ دیوان غنی

یہ فرہنگ معلمون اور طالب علمون کے کار آمد ہے اصطلاحات اور لفات مشکلہ کو خوب حل کیا ہی قیمت فی جلد ۰ ر محصول ڈاک ۰ ر

فرہنگ دیوان حافظ

اسکو مؤلف نے لفات اور اصطلاحات کو ترتیب وار اونکو معانی لغوی اور اصطلاح کو تشریح کے ساتھ لکھا ہے قیمت فی جلد ۱ ر محصول ڈاک ۰ ر

فرہنگ انوار سہیلی

یہ کتاب لائق قدر اور کار آمد طلبا کی ہے ضروری لفات اور مشکلات الفاظ انوار سہیلی کے معنے طلبا کو بے مدد اُستاد معلوم ہوجاتے ہین قیمت فی جلد ۱ ۰ ر محصول ڈاک ۰ ر

مجموعۂ پنج رسالہ

یہ مجموعہ زبان فارسی مین صد پند رسالہ عبداللہ انصاری تحفۃ الملوک ۔ منہاج العابدین سخاوت نامہ کے ساتھ شامل ہی لڑکون کی تعلیم اخلاق کے واسطے نہایت مفید ہے قیمت فی جلد ۲ محصول ڈاک ۰ ر

انشاء عالمگیری

ہر انشا اسکو مقابل اخلاق مین نہین ہے قیمت فی جلد ۱ ر محصول ڈاک ۰ ر

بستان فرہنگ بوستان

اس فرہنگ مین اکثر لفات کا ترجمہ اردو زبان مین لکھا گیا ہی قیمت فی جلد ۰ ۸ ر محصول ڈاک ۰ ر

الفاظ عزیزیہ

یہ مختصر لغت کی کتاب ہی لڑکون اور کم استعداد معلمون کے

بہت اس کتاب سی مطلب نکلتا ہی قیمت فی جلد ۲ ر محصول ڈاک ۰ ر

دستور الصبیان مترجم

اس درسی مقبول کتاب کا ترجمہ مطبع نے صاف عبارت مین کرکے طبع کیا ہی قیمت فی جلد ۱ محصول ڈاک ۰ ر

مصطلحات اردو

یہ کتاب لکھنو اور دہلی کے محاورات مین مع اشعار متالیہ ایسی تالیف ہوئی ہی کہ کچھ شعرا ہی کے واسطے ایسی کتاب کی ضرورت نہین بلکہ ہر شائق کے واسطے بھی یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہی قیمت فی جلد عہ محصول ڈاک ۲ ر

دستور الشعرا

یہ کتاب بڑی کوشش سی شعراء متقدمین کے کلام متالیہ اشعار سی مرتب کی گئی ہی اسکو دیکھنے سی معلوم ہوتا ہی کہ فلان لفظ کا یہ معنی اور یہ لفظ فلان زبان کی ہی اور شعراء دہلی و لکھنؤ نے اسکو تانیث مانا ہی یا تذکیر قیمت فی جلد ۱ ر محصول ڈاک ۱ ر

منتخب النفائس

نفائس اللغات جو اردو زبان کی پہلی مستند لغت ہی اوسیکا یہ خلاصہ ہے قیمت فی جلد ۴ ر محصول ڈاک ۱ ر

التماس

یہ جملہ کتب قیمت وصول ہونے سے یا بذریعہ ویلیو پی ارسال ہوسکتی ہین اور ہر قسم کا کام مطبع مین طبع ہوتا ہی جسکا نرخ خط و کتابت سی دریافت ہوگا ۔ فہرست کتب موجودات کتبخانہ تجارتی مطبع ہاے دیگر اشیاء کی علیحدہ دفتر مین موجود ہی شائقین کی خدمت مین بلا قیمت عند الطلب ۔ ر کائکٹ بھیجنے سی پیڈ والا رجسٹری سال کیجاتی ہی ر

العبد

ولی اللہ منیجر مطبع نامی لکھنؤ کوٹھہ نبوت خان مکان نمبر (۴۴)